تاریخِ ولادت و رضاعتِ مصطفیٰ
پر ایک جامع اور مستند دستاویز

تحفۃ الرضا فی میلادِ مصطفیٰ



مؤلف
ڈاکٹر رضا محمد شاہ ہاشمی
فاضل درس نظامی و فاضل عربی

مکتبہ جمال کرم لاہور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تحفۃ الرضا فی میلاد مصطفٰے ﷺ

خلقت ☆ ولادت ☆ رضاعت مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم)

پر ایک جامع اور مستند دستاویز

حضور ﷺ کے شمائل و فضائل کے سلسلہ میں چہل احادیث

آخر میں نہایت ہی اہم فقہی مسائل

تالیف

ڈاکٹر رضا محمد شاہ ہاشمی (فاضل عربی۔ فاضل درس نظامی)

ناشر

مکتبہ جمال کرم

9 مرکز الاویس (سنی پلازہ) دربار مارکیٹ۔ لاہور فون: 7324948

نام کتاب : تحفۃ الرضا فی میلاد مصطفےٰ ﷺ

نام مؤلف : رضا محمد شاہ ہاشمی

پروف ریڈنگ : صالح محمد شاہ، محمد ہارون شاہ، محمد الیاس شاہ

خصوصی تعاون : جناب الحاج خان عبدالرؤف خان عیسیٰ خیلوی

حافظ اللہ دتہ ناصر - ابو محمد رائس - ایل - ایل - سی مطرح - مسقط

کمپیوٹر گرافکس : محمد ناصر اعوان انٹرسٹی کمپیوٹر میانوالی

تعداد بار اول : گیارہ سو (1100)

تعداد بار دوم : گیارہ سو (1100)

بار سوئم 1100

طابع : مکتبہ جمال کرم لاہور

ناشر : قاری محمد اسحاق شاہ واں بھچراں میانوالی

ہدیہ : [illegible]00 روپے

ملنے کے پتے (۱) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی

(۲) شبیر برادرز اردو بازار لاہور

(۳) قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

(۴) احمد بک کارپوریشن راولپنڈی

(۵) مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی

(۶) مکتبہ المدینہ چھوٹی گھٹی حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ
وعلیٰ الك واصحابك یاحبیب اللہ

اللھم صل وسلم وبارك علی سید نا محمد
نورالانواروسرالاسراروسیدالابرار

اللھم صل وسلم وبارك علی سیدنامحمد
وعلی الہ بقدرِ حسنہ وجمالہ

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

مقدمہ اول

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ورفعنالک ذکرک صدق اللہ العظیم

اللہ جل شانہ کا احسان عظیم ہے۔اور بے پایاں لطف وکرم ہے جس نے اپنے حبیب ﷺ کے ذکر جمیل کے سلسلے میں مجھ جیسے ناچیز کو چند حروف لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

کافی عرصہ سے یہ ارادہ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پیارے رسول جناب محمد مصطفی احمد مجتبیٰ تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ کے دربار عالیہ میں اپنا نذرانہ عقیدت بصورت تحریر پیش کروں لیکن دل میں یہ خیال آتا تھا کہ اللہ جل شانہ نے جس کی ذات بابرکات کو صاحب لولاک قرار دیا ہو اور جس کے ذکر جمیل کی رفعت کیلئے ورفعنالک ذکرک کا ارشاد ربانی ہو۔ بزرگان دین نے (جن کا میں خاک پا بھی نہیں) آپ کی ذات پاک کو لایمکن الثناء قرار دیا ہو اور آخر تعریف کا احاطہ ممکن نہ ہونے پر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا فیصلہ دیا ہو۔ مجھ جیسے ناچیز سے ان کی تعریف لکھنا کیا ممکن ہے۔ اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی
بالآخر شاعر دربار رسالت ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس شعر نے میری حوصلہ افزائی فرمائی

ما ان مدحت محمدا بمقالتی
ولکن مدحت مقالتی بمحمد

ترجمہ: میں اپنی نعت گوئی سے محمد ﷺ کی تعریف نہیں کرتا بلکہ درحقیقت اپنی نعت کو آپ کی

تعریف سے متبرک بناتا ہوں۔ بقول شاعر

یہ تو سرکار کی رحمت ہے کرم ہے ان کا
کس کو توصیف پیغمبر کی ادا آتی ہے

میں نے اس کتاب میں حضور ﷺ کی خلقت سے رضاعت تک کے کچھ حالات و واقعات اور اسی سے متعلقہ سیرت طیبہ کے دیگر کچھ پہلو تحریر کیے ہیں۔ اگرچہ اس موضوع پر علماء کرام نے (جن کا میں خاکپا بھی نہیں) کافی کتابیں تحریر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ سیرت طیبہ کے موضوع پر علامہ قسطلانیؒ نے مواہب اللدنیہ میں قاضی عیاضؒ نے الشفاء میں علامہ الخفاجیؒ نے نسیم الریاض میں کیا ہی موتی بکھیر دیے ہیں۔ میرا یہ مجموعہ بھی انہی کی محنتوں کا مرہون منت ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ میں نے اختصار کے ساتھ کام لیا ہے کیونکہ موجودہ دور میں جبکہ دین سے بے رغبتی عام ہے ہر ایک شخص کو اپنی بے پناہ دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے ضخیم کتابوں کا مطالعہ کرنے اور ان سے استفادہ کرنے کا وقت ہی نہیں۔

ایسے تمام اشخاص کیلئے میں نے یہ مختصر سا مجموعہ میلاد مصطفےٰ ﷺ کے موضوع پر مرتب کرنے کی سعی کی ہے۔ جس کو قلیل سے قلیل وقت میں پڑھا جا سکے گا اور ساتھ ہی ساتھ پڑھنے والوں کو انشاء اللہ تعالیٰ اس موضوع پر رہنمائی میسر ہو سکے گی۔ اس مجموعے کو میں نے خالص تبلیغی اور اصلاحی نقطہ نظر سے مرتب کیا ہے "ان ارید الا الاصلاح ما استطعت" دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

سرکار دو جہاں ﷺ کے دربار عالیہ میں بطور تحفہ یہ حقیر نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اسی نسبت سے میں نے اس کتاب کا نام "تحفۃ الرضائی میلاد مصطفےٰ ﷺ"

رکھا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی حضور ﷺ کی خدمت میں تحائف پیش کرتے تھے۔ آپ ان کے تحائف کو شرف قبولیت سے نوازتے تھے انہی نفوس قدسیہ کی نسبت سے انہی کے طفیل اور وسیلے سے مجھے بھی قبولیت کا شرف حاصل ہو جائے۔

اگر اپنوں کو ہی لیتے محمد ظل رحمت میں
تو پھر مایوسیاں لے کر یہ دیوانے کہاں جاتے
اگر نہ رحمت عالم کے قدموں میں جگہ ملتی
تو پھر ہم اپنے دل کے داغ دکھلانے کہاں جاتے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں آٹھ سال کا تھا۔ آپ کی تشریف آوری پر مدینہ منورہ کے لوگ آپ کی خدمت میں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ہدایا و تحائف پیش فرما رہے تھے۔ ہمارے گھر میں (بوجہ افلاس) کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ میری والدہ ماجدہ بھی بطور ہدیہ پیش فرماتیں۔ میری والدہ صاحبہ نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یوں عرض کیا۔

فقالت یارسول اللہ ان رجال الانصار ونساء ھم قد اتحفوک ولم احدما اتحفک الا ابنی ھذا فاقبلہ منی یخدمک فاخدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین. الخ

(فتح القدیر ج 1 ص 259)

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ انصار کے مردوں و عورتوں نے آپ کی خدمت میں تحائف پیش کیے میرے پاس کوئی ایسی شے نہیں جو میں آپ کو بطور تحفہ پیش کروں ہاں میں اپنا یہ بیٹا (انس) لائی ہوں۔ آپ میری طرف سے اسے قبول فرمالیں جب تک آپ چاہیں گے آپ کی خدمت کرے گا (حضور ﷺ نے مجھے قبول فرمایا) میں نے دس سال حضور ﷺ کی خدمت کی۔

میں نے اس کتاب کو تین بابوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا باب : خلقت محمدی ﷺ

دوسرا باب : ولادت محمدی ﷺ

تیسرا باب : رضاعت محمدی ﷺ

آخر میں میں اپنے ان احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے اس عظیم کام کی تکمیل میں میری اعانت فرمائی۔ خصوصاً دینی کتب مہیا کرنے کے سلسلے میں پیر طریقت رہبر شریعت جناب قبلہ سید محمد انور شاہ گیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سدرہ شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان پیر طریقت رہبر شریعت الحاج حافظ معین الدین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ شریف ترگ ضلع میانوالی استاذ العلماء مولانا میاں محمد صاحب مہتمم جامعہ شمع صدیقیہ میانوالی۔

فاضل نوجوان جناب صاحبزادہ عبدالمالک صاحب مہتمم جامعہ اکبریہ میانوالی برادر عزیز جناب حافظ محمد ہاشم صاحب خطیب ترگ شریف میانوالی کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کتاب ہذا کا یہ دوسرا ایڈیشن ہے۔ پہلے ایڈیشن میں یہ کتاب گیارہ سو کی تعداد میں چھپی تھی، بندہ ناچیز کو یہ خیال تک نہیں آتا تھا کہ میری اس محنت کو اتنی قبولیت حاصل ہوگی۔ اس ایڈیشن میں پہلے کی نسبت کافی اضافہ کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے خصوصی فضل و کرم سے اپنے محبوب جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے طفیل پہلے کی طرح اسے بھی شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز. ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم.

طالب دعا

احقر العباد رضا محمد شاہ ہاشمی خطیب جامع مسجد سنٹرل جیل میانوالی

سکنہ ترگ تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی حال واںڈھی آرائیاں والی میانوالی

مقدمہ ثانی

یہ بات سنت الہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے انبیاء، محبوب اور مقرب بندوں اور ان کے احوال ومقامات کا ذکر فرماتا ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا وعدہ ہے۔ "فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولاتکفرون" (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر بجالاؤ اور میری ناشکری نہ کرو۔)

ان کے ذکر کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ چاہتے ہیں کہ راہ حق کے طالبوں کیلئے میرے محبوب اور مقرب بندوں کا ذکر کرنا میری سنت بن جائے۔

یوں تو قرآن مجید نے انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے حالات وواقعات کو بہت سی جگہوں پر تفصیل سے بیان کیا ہے مگر کئی مقامات ایسے بھی ہیں جہاں انبیاء ومقبولین کے ذکر کو ہی عنوان کلام بنایا گیا ہے۔

قرآن مجید میں سورہ مریم میں ارشاد فرمایا گیا۔

کھیعص o ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا o (المریم 2)

یہ ذکر ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی۔

سورہ مریم ہی میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔

وسلم علیه یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا o (المریم 15)

اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس انہیں زندہ اٹھایا جائیگا۔

سورہ ہود میں فرمایا۔

ان ابراهیم لحلیم اواہ منیب۔

بیشک ابراہیم بڑے بردبار رقیق القلب اور ہر وقت رجوع الی اللہ رکھنے والے تھے۔

پھر سورۃ انبیاء ساری محبوب تذکروں سے بھری پڑی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے مقرب ومحبوب انبیاء کا تذکرہ کرنے سے پہلے فرماتے ہیں۔

وهذا ذکر مبارک انزلنافانتم له منکرون o (الانبیاء 50)

اور یہ بابرکت ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ کیا تم اس سے انکار کرتے ہو؟

''ذکر مبارک'' کا عنوان دے کر اگلی آیت 51 سے ذکر شروع کیا جارہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو جد الانبیاء ہیں۔ پھر ان کا تفصیلی تذکرہ کرنے کے بعد حضرت لوط، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم الصلوۃ والسلام کا ذکر ہے۔

پھر اس سورت میں ذکر محبوبین کا سارا مبارک سلسلہ سرتاج محبوبان خدا جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ پر جاکر ختم کیا۔ ارشاد فرمایا:

وما ارسلنک الا رحمة للعلمین o (الانبیاء 107)

اور اے حبیب ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے سراپا رحمت (سرچشمہ رحمت، واسطہ رحمت) اور ہر لحاظ سے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

میں نے بطور نمونہ قرآن مجید سے چند ایک مقامات کا ذکر کیا ہے۔ اہل فہم وبصیرت کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ ورنہ قرآن مجید میں اور بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور مقرب بندوں کے تذکرے فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک کے روحانی احوال، قلبی کیفیات، نیک خصلتوں، مشاغل ومعمولات اور ان کی دعاؤں اور مناجات کا بھی من وعن ذکر فرمایا ہے۔ الغرض ان کے ذکر کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کے ہر دور میں صحابہ کرام سے لیکر آج تک اللہ والوں کا تذکرہ کرنا ہر صاحب ایمان کا محبوب عمل رہا ہے ائمہ ومحدثین علماء، کاملین اور اولیاء وعارفین

سب اپنے اپنے ذوق کے مطابق ان تذکروں کو لکھتے پڑھتے اور سناتے رہے۔

اسی سنت الہیہ، سنت انبیاء، سنت اولیاء وصالحین اور علمائے کاملین سے خوشہ چینی کرتے ہوئے قبلہ والد محترم نے بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پیارے محبوب جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ تاجدار کائنات فخر موجودات ﷺ کی خلقت مبارکہ، ولادت باسعادت اور رضاعت مبارکہ کا تذکرہ کیا ہے اور اسے بطور تحفہ ونذرانہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کیا ہے۔

کافی عرصے سے والد محترم اپنی خواہش کا میرے سامنے اظہار کرتے رہے اور تحریری و مطالعاتی کام کو جاری رکھتے ہوئے آخر ایک مسودے کی صورت میں ''تحفۃ الرضائی میلاد مصطفےٰ ﷺ'' مجھے عنایت فرمائی کہ اس کی کمپوزنگ وطباعت کے تمام مراحل کو سرانجام دوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل وکرم اور آقائے کائنات کے تصدق سے مجھ جیسے ناچیز کو اس ''تحفہ'' کو آپ تک پہنچانے کا شرف حاصل ہوا۔

میں برادر محترم قاری محمد اسحاق شاہ اور اپنے ساتھی محترم محمد سجاد امین کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں میرے ساتھ تعاون فرمایا:

والسلام

محمد الیاس شاہ ہاشمی (ایم اے اسلامیات)

ساکن واندھی آرائیاں والی میانوالی

حمد باری تعالیٰ جل شانہ

الٰہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکرو بیاں تیرا

زمین و آسماں کے ذرے ذرے میں تیرے جلوے
نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا

ٹھکانہ ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے
سمجھ میں آ نہیں سکتا ٹھکانہ ہے کہاں تیرا

تیرا محبوب پیغمبر تیری عظمت سے واقف ہے
کہ سب نبیوں میں تنہا ہے وہی اک رازداں تیرا

جہان رنگ و بو کی وسعتوں کا راز داں تو ہے
نہ کوئی ہم سفر تیرا نہ کوئی کارواں تیرا

تیری ذات معلی آخری تعریف کے لائق
چمن کا پتہ پتہ روز و شب ہے نغمہ خواں تیرا

نعت رسول مقبول ﷺ

نکل آئے میرے آقا تیرے دیدار کی صورت
کہ پھر سے دشت دل میں ہو میرے گلزار کی صورت

تیری صورت میں بے صورت کی صورت جانی جاتی ہے
تیرے انوار ہیں اللہ کے انوار کی صورت

کھڑے ہیں حسن والے آپ کے دیدار کی خاطر
نہیں گلشن میں کوئی تیرے رخسار کی صورت

یہ بن دیکھے جو دنیا آپ کی زلفوں کی قیدی ہے
خدا جانے کیا ہوگی تیرے دیدار کی صورت

میرے آقا جس نے جو بھی مانگا بالیقیں پایا
کسی کو پیش کب آئی کہیں انکار کی صورت

نہ خود تشریف لاتے ہیں نہ طیبہ میں بلاتے ہیں
نہیں ہے چل نکلتی ہے میرے اصرار کی صورت

پریشاں نور ہے کس منہ سے تیرے روبرو آئے
دکھانے کی نہیں تیرے سگ بیکار کی صورت

الحمدالله الحنان المنان الذی ارسل رسوله بالحجج والبرهان وانزل علیه آیات بینات هدی لاهل الایمان والایقان صلی الله علیه وعلی اله واصحابه الذین اطاعوه فی السرو الاعلان.

امابعد فاعوذبالله من الشیطان الرجیم.

بسم الله الرحمن الرحیم. قد جاء کم من الله نورو کتاب مبین.

ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب آئی۔(پارہ نمبر 6 ع 7)

علامہ حسین بن مسعود بغوی تحریر کرتے ہیں۔

قدجاء کم من الله نور یعنی محمد ﷺ (تفسیر معالم التنزیل ج2 ص23) حاشیہ خازن۔

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد ﷺ۔

علامہ شہاب الدین محمود آلوسیؒ فرماتے ہیں۔

قدجاء کم من الله نور عظیم و هونورالانوار والنبی المختار ﷺ (روح المعانی ج6 ص87)

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور عظیم اور وہ نور الانوار نبی مختار حضور ﷺ ہیں۔

علامہ ابن جریرؒ تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی بالنور محمد ﷺ الذی انار الله به الحق واظهربه الاسلام ومحق به الشرک فهو نور لمن استاربه. (تفسیر ابن جریر ج4 ص92)

نور سے مراد ذات مصطفیٰ ﷺ ہیں۔جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کیا۔ اسلام کو ظاہر فرمایا۔اور شرک کو مٹایا آپ ﷺ ہر اس چیز کیلئے نور ہیں جو روشنی چاہے۔

علامہ محمد اسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں۔

سمی الرسول نورا لان اول شیئی اظهره الحق بنور قدرته من ظلمه العدم کان نور محمد ﷺ کما قال اول ماخلق الله نوری.

(روح البیان ج1 ص548)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا نام نور رکھا کیونکہ جس شئے کو اللہ نے اپنی قدرت کے نور سے سب سے اول پیدا فرمایا وہ نور محمدؐ ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔

علامہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں۔

وقد سماه الله تعالی فی القرآن نورا وسراجا منیرا فقال تعالیٰ قد جاء کم من الله نور و کتب مبین وقال تعالیٰ انا ارسلنک شاهدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا. (شفا شریف جز اول ص11)

بیشک اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آپ کا نام نور اور سراج منیر رکھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب اور بیشک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، بشارت دینے والا، ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بھیجا۔

جسم اطہر کا سایہ نہ تھا

حضور ﷺ نورِ مجسم کے جسم اطہر کا سایہ نہ ہونے کے بارے میں ائمہ کرام کے وہ ارشادات جن کا تعلق نورِ محمدیؐ سے ہے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔

وانه کان نورا فکان اذا مشیٰ فی الشمس والقمر لاینظر له ظل.

(خصائص کبریٰ ص68)

کیونکہ آپ ﷺ نور مجسم تھے۔ جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تھے تو آپ ﷺ کا سایہ نظر نہ آتا۔

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں۔

وهو صلی الله علیه وسلم قد خلصه الله من سائر الکثافات الجسمانیة وصیره نورا صرفا لایظهر له ظل اصلاً. (افضل القریٰ)

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے پاک کر کے خالص نور کر دیا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں۔

لم یکن له ﷺ ظل فی شمس ولا قمر لانه کان نوراً.

(زرقانی ج4 ص220)

حضور ﷺ کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں نہیں تھا اس لئے کہ آپ ﷺ نور تھے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں۔

کان لاظل لشخصه فی شمس ولا قمر لانه کان نوراً وان الذباب کان لایقع علیٰ جسده ولاثیابه.

(شفا شریف ج1 ص242)

آپ ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں نہ ہوتا اس لئے آپؐ نور تھے اور کبھی آپؐ کے جسم اطہر اور آپ کے لباس پر نہیں بیٹھتی تھی۔

علامہ شہاب الدین الخفاجیؒ فرماتے ہیں۔

لان ذاته صلی الله علیه وسلم نور ولذا ورد انه لم یکن له ظل.

(نسیم الریاض ج3 ص481)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نور ہے۔ اس لئے آپ کا سایہ نہ تھا۔

علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

انه کان لاظل لشخصه فی شمس ولا قمر لانه کان نوراً ای بنفسه والنور لاظل له لعدم جرمه.

(شرح شفاء ملا علی قاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں نہ تھا۔ اس واسطے کہ آپؐ بنفسہ نور تھے اور نور کا سایہ بوجہ کثافت نہ ہونے کے نہیں ہوتا۔

علامہ ابن سبع تحریر کرتے ہیں۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم نوراً فکان اذا مشیٰ فی الشمس او القمر لایظهر له ظل. (مواهب اللدنیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ اس واسطے جب آپؐ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

گوارا تھا خدا کو کب کہ ثانی ہو محمد کا ۔۔۔ اسی باعث کیا پیدا نہ سایہ آپؐ کے قد کا

....

ایسا نہ کوئی ہے نہ کوئی ہو نہ ہوا ہو ۔۔۔ سایہ بھی تو اک مثل ہے پھر کیوں نہ جدا ہو

نورِ محمدی کا خصوصی اعزاز، بے مثال نورانیت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔

تمام انبیاء علیہم السلام حق تعالیٰ کے اسماء ذاتیہ کے فیض کا پرتو ہیں۔ اولیاء اسماء صفاتیہ کا اور تمام مخلوق صفات فعلیہ کا۔

لیکن سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ذات حق کے (پرتو) سے بلاواسطہ تخلیق ہوئے ہیں۔ اور آپ ہی کی ذات میں حق تعالیٰ کی شان کا ظہور بالذات ہے۔ (مدارج النبوۃ)

☆ علامہ احمد بن محمد قسطلانی اس کی یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

لما تعلقت اراده الحق تعالیٰ بایجاد خلقه وتقدیر رزقه ابرز الحقیقة المحمدیه من الانوار الصمدیة فی الحضرة الاحدیة ثم سلخ منها العوالم کلها علوها وسفلها علی صورة حکمة.

(مواهب ج 1 ص 5)

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس اور شان اعلیٰ کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو اس نے اپنی ذات کے انوار صمدیت سے بلاواسطہ حقیقت محمدی کو ظاہر فرمایا اور پھر ان کے فیض سے تمام عالم پست و بالا کو پیدا فرمایا۔

علامہ قسطلانیؒ آگے چل کر تحریر کرتے ہیں۔

ان اللہ تعالیٰ لما خلق نور نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم امره ان ینظر الی انوار الانبیاء علیهم السلام فغشیهم من نور فانطقهم اللہ به فقالوا یاربنا من غشینا نوره فقال اللہ تعالیٰ هذا نور محمد بن عبداللہ.

(المواهب ج 1 ص 8)

جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کا نور پیدا فرمایا اس کو یہ امر فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے انوار کی طرف دیکھے آپؐ کے نور نے ان (انبیاء علیہم السلام) کے نور کو ڈھانپ لیا جن کے سبب اللہ تعالیٰ سے انہوں نے یوں عرض کیا اے ہمارے رب یہ کون ہے جس کے نور نے ہم سب کو ڈھانپ لیا ہے؟ اللہ نے فرمایا کہ یہ محمد بن عبداللہ ﷺ کا نور ہے۔

☆ معراج شریف کے موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام رک گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔

فقلت یاجبریل فی ھذاالمقام یترک الخلیل خلیلہ۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے جبرئیل سے کہا کہ ایک خلیل اپنے خلیل کو ایسے مقام پر اکیلا چھوڑ دیتا ہے۔

(المواہب ج2 ص30)

تو نوری مخلوق جناب جبرئیلؑ نے یوں عرض کیا۔

فقال ان تجاوزتہ احترقت بالنور۔ اگر میں اس مقام سے آگے بڑھتا ہوں تو نور (کی تجلیات) سے جل جاؤں۔

(المواہب اللدنیہ ج2 ص30)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

ترجمہ: اگر اس مقام سے آگے ایک بال کے سر برابر بھی تجاوز کروں تو نورانی تجلیات کی تاب نہ لا کر جل جاؤں۔

نورانیت وبشریت

قرآن پاک کی آیت کریمہ۔ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین میں آپ ﷺ کی ذات اقدس کو نور اور دوسری آیت کریمہ انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ۔ میں آپ ﷺ کی ذات اقدس کو سراجا منیرا کہا گیا ہے۔ جبکہ قرآن پاک میں یوں ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی۔ اے حبیب ﷺ فرما دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

(الکھف آیت نمبر 110)

قل کہہ کر اپنی بات بھی لب سے تیرے سنی — اللہ کو ہے اتنی تیری گفتگو پسند

عصر حاضر کی مایہ ناز شخصیت مفسر قرآن پیر کرم شاہ الازہریؒ اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضور نبی اکرم کی زبان سے یہ اعلان کرایا کہ میں بشر ہوں۔ خدا نہیں، خدا وہی ہے جو وحدہ لاشریک ہے۔ جس کا میں بھی بندہ ہوں اور ساری کائنات بھی اس کی مخلوق اور اس کے سامنے سرافگندہ ہے۔ آیت کریمہ سے اس صداقت کو ثابت کیا کہ جب یہ مرقع حسن وکمال بایں ہمہ زیبائی ودلربائی خدا نہیں تو اور کون ہے جو خدائی کا دعویٰ کر سکے۔ جب زبان مصطفےٰ یہ اعلان کر رہی ہو لاالہ الااللہ تو کائنات کی ہر چیز کو طوعاً وکرہاً کہنا پڑیگا اشھدان لاالہ الااللہ بعض کم نظر لوگ اس آیت کریمہ سے شان حبیب کبریا کی تنقیص کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اور دل بینا کو وہ عظمتیں جو نام پاک محمدؐ (تعریف کیا ہوا) ﷺ میں پنہاں ہیں پوری آب وتاب سے دکھائی دے رہی ہیں۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب — آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

(تفسیر ضیاء القرآن ج3 ص7)

صاحب موصوف آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضورؐ صفت بشریت سے متصف ہیں، ور حضورؐ کی بشریت کا مطلقاً انکار غلط، سرتاپا غلط ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضور کو بشر کہنا درست ہے یا نہیں۔ جملہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضورؐ پرنور کی تعظیم وتکریم فرض عین ہے اور ادنیٰ سی بے ادبی سے ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے وتعزروہ وتوقروہ، اب دیکھنا یہ ہے کہ بشر کہنے میں تعظیم ہے یا تنقیص، ادب واحترام ہے یا سوءِ ادبی۔

پہلی صورت میں بشر کہنا جائز ہوگا اور دوسری میں ناجائز۔ مہر سپہر علم وعرفان حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ نے اس عقدہ کا جو حل پیش کیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔ آپ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ بشر مفہوماً اور مصداقاً متضمن بکمال ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو بشر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ما منعک ان لا تسجد لما خلقت بیدی. (اے ابلیس جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا) کیونکہ اس پیکر خاکی کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ لگنے کی عزت نصیب ہوئی۔ اس لیے اسے بشر کہا گیا ہے۔ اس خاک کے پتلے کی اس سے بڑھ کر عزت افزائی کیا ہو سکتی ہے۔ نیز یہی بشر ہے جو آپ کے الفاظ میں کمال انجلاء کیلئے مظہر بنایا گیا اور ملائکہ بوجہ نقص مظہریت کمال سے محروم ٹھہرے۔ یہ دونوں چیزیں اگر ذہن نشین ہوں تو بشر کہنا عین تعظیم وتکریم ہے (مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس وناکس سوائے اہل تحقیق واہل عرفان رسائی نہیں رکھتا۔ لہٰذا اطلاق لفظ بشر میں خواص بلکہ اخص الخواص کا حکم عوام سے علیحدہ ہے۔ خواص کیلئے جائز اور عوام کیلئے بغیر زیادت لفظ دال بر تعظیم ناجائز ہے۔''

(فتاوی مہریہ ص10 مطبوعہ 1962ء)　　(ضیاء القرآن جلد سوم ص60-59)

☆ حضرت پیر مہر علی شاہؒ فرماتے ہیں۔

''صرف بشر کا اطلاق بغیر انضمام کلمات تعظیم نہ چاہئے۔''

(سید البشر، خیر البشر، افضل البشر)　　(فتاوی مہریہ ج1 ص12)

علامہ محمد اسماعیل حقیؒ قرآن کریم کی آیت کریمہ: قل انما انا بشر مثلکم کے تحت تحریر فرماتے ہیں کیا ہی موتی بکھیر دیئے ہیں۔ قل یا محمد ما انا الا آدمی مثلکم فی الصورة ومساویکم فی بعض الصفات البشریة. (روح البیان ص309 پارہ16)

ترجمہ: اے محمد ﷺ فرما دیجئے کہ میں صورت میں تمہاری طرح آدمی ہوں اور بعض صفات بشری میں تمہارے مساوی ہوں۔

پیر طریقت مفسر قرآن علامہ پیر کرم شاہؒ اس بارے میں کیا خوب تحریر فرماتے ہیں۔

1　غور طلب بات یہ ہے کہ یہ مماثلت کس چیز میں ہے۔ مراتب ودرجات وہبی ہوں یا کسبی، کمالات علمی ہوں یا عملی، عادات وخصائص روح پرنور بلکہ جسم عنصری تک میں کسی کو مماثلت تو کجا ادنیٰ مناسبت بھی نہیں پھر یہ مماثلت جس کا ذکر آیت کریمہ میں ہے کونسی ہے۔ اور کہاں پائی جاتی ہے۔ یقیناً صرف ایک بات میں مماثلت ہے وہ یہ کہ انہ لا الٰہ الا ھو وہ بھی ایک خدائے وحدہ لاشریک کا بندہ ہے۔ جس کے تم بندے ہو اس کا بھی وہ خالق ومالک ہے جو تمہارا خالق ومالک ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج3 ص60)

کون ان کے برابر ہو کون ان کے مماثل ہو
ایسی تو کوئی ہستی آئے گی نہ آئی ہے
ہر ایک فضیلت کے ہیں مظہر کامل وہ
کیا ذات شہ والا خالق نے بنائی ہے

ناموس رسالت ﷺ اور ائمہ مجتہدین

☆ حضرت قاضی ابومحمد بن منصور کے سامنے ایک مسئلہ پیش ہوا کہ ایک آدمی جو دوسرے آدمی کا نقص نکال رہا تھا دوسرے شخص نے جواب میں کہا میں بشر ہوں اور جمیع بشر کو نقص لاحق ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ کو بھی۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو انہیں عمر قید کا فتویٰ دیا۔

فاقناه باطالة سجنه.

(نسیم الریاض ج4 ص218)

قاضی صاحب نے ایسے الفاظ کہنے والے کیلئے عمر بھر قید کرنے کا فتویٰ صادر فرمایا۔

☆ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی مجلس میں ایک دفعہ کدو کا ذکر ہوا کہ حضور ﷺ کدو کھانا پسند فرماتے تھے۔ مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں تو کدو پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر امام صاحب غضبناک ہو گئے اور فرمایا۔

وقال جدد الاسلام والا لاقتلنک.

(شرح شفا ملا علی قاری ص366)

(حضرت امام صاحب یہ سن کر فوراً اٹھے تلوار نیام سے نکالی) اور فرمایا ایمان کی تجدید کرو ورنہ میں ضرور تجھے قتل کروں گا۔

ثابت ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک حضور ﷺ کی پسندیدہ غذا کیلئے ناپسندیدگی کا اظہار کرنا بھی کفر تھا۔

امام مالکؒ کا فتویٰ

صاحب نسیم الریاض بیان کرتے ہیں۔

وقد افتی مالک فیمن قال ان تربة المدینه ردیة بضرب ثلاثین درة وامر بحبسه.

(نسیم الریاض ج3 ص435)

حضرت امام مالکؒ نے ایسے شخص کے لئے جو مدینہ شریف کی زمین کو ردی (خراب) کہے فتویٰ دیا کہ اسے تیس درے مارے جائیں اور قید کیا جائے۔

صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہیں

صوم وصال: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو بالاتفاق تمام امت سے افضل ہیں۔ حتیٰ کہ اولیاء کرامؒ سے بھی کوئی ان کا ثانی وہمسر نہیں۔ صحابہ کرامؓ آپ کی مثل نہیں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ جیسی برگزیدہ ہستیوں کو صوم وصال یعنی بغیر افطار کے روزے پر روزہ رکھنے سے منع فرماتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا: (ملاحظہ فرمائیں)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ نے صوم وصال رکھنے سے ممانعت فرمائی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا حضورؐ آپ خود تو صوم وصال رکھتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

انی لست کھیئتکم انی اطعم واسقی۔ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے (اپنے رب کی طرف سے) کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

☆ ملا علی قاریؒ حدیث پاک لست کھیئتکم کی تشریح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

انی لست کھیئتکم ای علیٰ صفتکم وماھیتکم (شرح شفا شریف)۔

میری اور آپ لوگوں کی صفت اور ماہیت ایک جیسی نہیں ہے۔

یعنی میرا حال تمہارے حال جیسا نہیں۔ اس سے صفات میں امتیاز اور عدم شرکت ظاہر ہوتی ہے کہ میری صفات میں سے کسی صفت میں تم میرے شریک نہیں۔ اس لیے کہ نفی کا مقتضیٰ استغراق ہے۔

اس ارشاد کا مطلب یہ ہوا کہ تم لوگ (صحابہ کرامؓ) میرے کسی وصف میں شریک نہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے وصال سے منع فرمایا تب ایک شخص نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ آپ تو وصال کر لیتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا:

ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی — میرے برابر کون ہے۔

ربی. ویسقینی الی آخره. — مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا بھی ہے۔

(مسلم شریف)

پھر لوگ باز نہ رہے (صحابہ کرامؓ نے اس نہی کو براہ شفقت سمجھا) وصال سے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ وصال کیا ایک روز پھر ایک روز (دوسرے روز) پھر ایک روز (تیسرے روز) پھر چاند نظر آ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر چاند نہ ہوتا تو میں زیادہ وصال کرتا اور یہ فرمانا آپ ﷺ کا بطور زجر و توبیخ کے تھا۔ جب وصال سے باز نہ رہے۔ (مسلم شریف)

☆ حضرت انسؓ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضور ﷺ نے آخر رمضان میں وصال فرمایا تو لوگ بھی وصال کرنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا کہ وصال کرتے ہیں۔ تم میری مثل نہیں ہو۔ اللہ کی قسم اگر مہینہ زیادہ ہوتا (چاند نظر نہ آتا) تو میں ایسا وصال کرتا کہ زیادتی کرنیوالے (وصال کرنیوالے) اپنی زیادتی چھوڑ دیتے۔ (اپنے آپ ہار جاتے) (مسلم شریف)

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے۔

حضور ﷺ نے رحمت کی نظر سے لوگوں کو (صوم) وصال سے منع فرمایا۔ (مسلم شریف)

ورنہ صحابہ کرامؓ نہی کے بعد کبھی صوم وصال رکھنے کے مرتکب نہ ہوتے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا:

ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی. (مسلم شریف)

تم میں سے میری مثل کون ہے۔ حضور ﷺ کا یہ ارشاد مماثلت ذات کی نفی کرتا ہے۔ یعنی میری ذات تمہاری ذات کے مثل نہیں۔ جس پر بعد کا ارشاد گرامی دلیل بھی ہے۔ انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی. میں اپنے رب کے حضور رات گذارتا ہوں۔ مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔

یہ ارشاد گرامی اس پر نص ہے کہ حضور ﷺ صوم وصال کے اثنا میں دنیاوی غذا نوش جاں نہیں فرماتے تھے۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ حضور ﷺ اپنی ذات اور صفات میں شریک سے منزہ ہیں۔ جب صحابہ کرامؓ آپ کی ذات اور آپ کی صفات میں شریک نہیں تو غیر صحابہ کی شرکت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

☆ علامہ بوصیری قصیدہ بردہ شریف میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

منزه عن شریک فی محاسنه. فجوهر الحسن فیه غیر منقسم.

آپ ﷺ اپنی خوبیوں میں شریک سے منزہ ہیں۔ حضور ﷺ کی ذات میں حسن کا جوہر غیر منقسم ہے۔

مفسر قرآن صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقیؒ کی تفسیر کا حوالہ تحریر کر چکا ہوں فرماتے ہیں۔

قل یا محمد انما انا الآدمی مثلکم فی الصورة. (روح البیان پارہ 16 ص 309)

اے محمد ﷺ فرما دیجئے میں صورت میں تمہاری طرح آدمی ہوں۔

☆ ایک حدیث پاک میں ارشاد نبوی ہے۔

یا ابابکر والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی. (مطالع المسرات ص 129)

اے ابوبکر قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اوصاف حمیدہ کی عظمت

آپ ﷺ کی حقیقت کی طرح آپ ﷺ کو عطا کردہ اوصاف حمیدہ کی حقیقت کو بھی خود اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ مخلوق میں سے کوئی بھی آج تک آپ ﷺ کی اوصاف حمیدہ کی حقیقت کو نہیں پاسکا اور نہ پاسکے گا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ ادبنی ربی ادبا حسناً. اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔

قارئین کرام! جس ذات اقدس کا مربی خود رب العالمین ہو تو پھر آپ ﷺ کی ذات اقدس کی حسن تربیت اور اس کو عطا کردہ اوصاف حمیدہ کی عظمتوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

اسی حسین تربیت اور عطا کردہ اوصاف حمیدہ کے مجموعہ کا نام خلق عظیم ہے۔ قرآن کریم میں جس کا ذکر جمیل یوں کیا گیا ہے۔

وانک لعلیٰ خلق عظیم. اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔

اس آیت کریمہ کا ہر کلمہ اپنے اندر معارف کی ایک دنیا لئے ہوئے ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اوصاف حمیدہ کے تمام تر کمالات کے آپ ﷺ جامع ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپ ﷺ کے خلق عظیم کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہؓ

نے جواب دیا۔

کان خلقه القرآن. حضور ﷺ کا خلق قرآن تھا۔ یعنی جن اوصاف حمیدہ اور مکارم اخلاق کو اپنانے کا حکم قرآن پاک نے دیا وہ سارے کے سارے درجہ کمال تک آپ ﷺ میں موجود تھے۔ آیت کریمہ میں آپ ﷺ کی اوصاف حمیدہ اور مکارم اخلاق کو عظیم کہا۔

بزرگان دین نے لکھا ہے کہ ومایکون عندالله عظیما. فکیف یعلمه سواه. بھلا ان اوصاف حمیدہ کی عظمت اور حقیقت کو کون پاسکتا ہے۔

جس کو خود اللہ تعالیٰ جل شانہ عظیم فرمارہے ہیں۔ اور خود اپنی تخلیق کے شاہکار کی توصیف فرمارہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگان دین نے آپ ﷺ کو عطا کردہ (حادث قدیم نہیں) اوصاف حمیدہ کی عظمتوں کو لامتناہی قرار دیا ہے۔ کان خلقه القرآن کی مزید وضاحت۔

☆ علامہ احمد بن محمد قسطلانی تحریر فرماتے ہیں۔

فکما ان معانی القرآن لاتتناهی فکذالک اوصافه الجمیله الدالة علی خلقه العظیم لاتتناهی اذفی کل حالة من احواله یتجددله مکارم الاخلاق. (المواهب ج1 ص288)

ترجمہ: جس طرح قرآن پاک کے معارف اور معانی غیر متناہی ہیں اسی طرح آپ ﷺ کے اوصاف جمیلہ جو آپ ﷺ کے خلق عظیم پر دال ہیں غیر متناہی ہیں۔ (آپ ﷺ کے احوال میں سے یہ بھی ہے) کہ ہر نئی حالت میں مکارم اخلاق کا تجدد ہوتا تھا۔ (سبحان اللہ)

☆ حضرت خالد بن ولیدؓ ایک مرتبہ کسی جنگی مہم پر نکلے راستے میں کسی دیہات میں

قیام کیا دیہات کا سردار حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا۔

کہ ہمیں حضور ﷺ کی صفات عالیہ سے آگاہ فرمائیں۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا: میری کیا مجال کہ میں آپ ﷺ کی صفات عالیہ کا کما حقہ تذکرہ کر سکوں۔ سردار نے عرض کیا، کچھ اجمالی طور پر تذکرہ کر دیں۔

☆ حضرت خالدؓ نے فرمایا:

الرسول علی قدر المرسل ۔ رسول ﷺ اپنے بھیجنے والے یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی شان کے مظہر ہیں۔

☆ امام ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں۔

ومن وصفه ﷺ فانما وصفه علی سبیل التمثیل والافلا یعلم احلحقیقة وصفه الاخالقه.

جس نے آپ ﷺ کے اوصاف بیان کئے ہیں بطور تمثیل ہی کئے ہیں ورنہ ان کی حقیقت سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

☆ امام علی برہان الدین الحلبیؒ لکھتے ہیں۔

کانت صفاته ﷺ الظاهرة لاتدرک حقائقها.

آپ ﷺ کی صفات ظاہرہ کے حقائق کا بھی ادراک نہیں کیا جا سکتا۔

☆ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں۔

هذه التشبهات الواردة فی حقه علیه الصلوة والسلام انما هی علی سبیل التقریب ولتمثیل والا فذاته اعلی. (المواهب)

اسلاف نے نبی اکرم ﷺ کے اوصاف کا جو تذکرہ کیا ہے وہ بطور تمثیل ہے۔ ورنہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کا مقام ان سے کہیں بالاتر ہے۔

☆ شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی آپ کی صفات کو از قبیل متشابہات قرار دیتے ہوئے

لکھتے ہیں۔

''مراد و تکلم در احوال و صفات ذات شریف وے و تحقیق آن ہر جے تمام است کہ آن متشابہ ترین متشابہات است نزد من کہ تاویل آن ہیچ کس جز خدا نداند و ہر کسے ہر چہ گوید بقدر و اندازہ فہم و دانش گوید و او ﷺ از فہم و دانش تمام عالم برتر است۔''

مجھے آپ ﷺ کے اوصاف و محاسن پر گفتگو کرتے وقت ہمیشہ ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے کیونکہ میرے نزدیک وہ ایسے اہم ترین متشابہات میں سے ہے کہ ان کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جس نے بھی آپ کی تعریف کی ہے اس نے اپنے فہم کے مطابق کی اور آپ ﷺ کی ذات اقدس ہر صاحب فہم کے فہم سے بالاتر ہے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ہر ایک صفت مخلوق کی صفات سے جداگانہ تھی۔ جسم اطہر کے اعضاء میں کسی کو برابری اور مماثلت تو کیا ادنیٰ سے ادنیٰ مناسبت بھی نہیں۔

(ملاحظہ فرمائیں)

عقل ☆ حضرت وہبؓ فرماتے ہیں میں نے اکہتر (۷۱) کتابوں میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سارے لوگوں میں دنیا کی ابتداء سے لیکر آخر تک عقل کو تقسیم فرمایا۔ ساری انسانیت کا عقل حضور کو عطا کردہ عقل کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے ریت کا ایک ذرہ روئے زمین کے ریت کے ٹیلوں کے مقابلے میں حضور ﷺ عقل کے لحاظ سے بھی تمام لوگوں سے زیادہ عقلمند تھے۔ (المواہب، شفاء شریف)

مطلب یہ ہے کہ اگر ساری روئے زمین کے ریت کے ٹیلوں کو عقل سمجھ لیا جائے۔ اس میں سے ایک ذرہ عقل تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ساری انسانیت میں تقسیم فرمایا باقی سارا عقل اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرما دیا۔ سبحان الله ما اکرمک.

دل ☆ حضورﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

تنام عیناى ولاينام قلبى. — میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (بخاری شریف، نسیم الریاض)

☆ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپﷺ سوئے ہوئے تھے۔ حضرت بلالؓ نے حاضر ہو کر نماز کے بارے میں عرض کیا۔ آپؐ اٹھے نماز ادا فرمائی اور وضو نہ کیا۔ (صلی ولم یتوضاء)

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجیؒ اس بارے میں یوں فرماتے ہیں۔

هذا دليل على ان ظاهره ﷺ بشرى وباطنه ملكى ولذاقالوان نومه عليه السلام لاينقض وضوئه. (نسیم الریاض)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضورﷺ کا ظاہر بشری تھا اور باطن ملکوتی اس لئے آپ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔

☆ علامہ شرف الدین بوصیریؒ فرماتے ہیں۔

لاتنكر الوحى من رؤياه ان له. قلبا اذانامت العينان لم ينم. (قصیدہ بردہ)

ترجمہ: حضورﷺ کی اس وحی کا انکار نہ کر جو خواب میں آپﷺ پر آئی ہو اس لئے کہ ان کا دل مبارک ایسا ہے کہ آنکھیں سو بھی جائیں تو وہ (دل) نہیں سوتا۔

قوت باصرہ ☆ حضورﷺ نے اپنی امتیازی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق میں اپنے اس مقام سے حوض کوثر کو دیکھ

رہا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف)

☆ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضورﷺ رات کے اندھیرے میں بھی ایسا ہی دیکھا کرتے تھے۔ جیسے دن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا بیشک میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔ نگاہ رسول کی سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ حضورﷺ نے اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے رب کریم کو دیکھا۔

☆ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت محمدﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک بار سر کی آنکھ اور دوسری بار دل کی آنکھ سے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جب موسیٰ علیہ السلام کیلئے (کوہ طور پر) تجلی فرمائی (تو تجلی ربی کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی یہ کیفیت اور حالت ہو گئی تھی) کہ موسیٰ علیہ السلام تین میل کے فاصلے سے رات کی تاریکی میں چلتی ہوئی چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔ (شرح شفا ملا علی قاری)

کوئی طور پہ جلوہ دیکھ آیا کوئی چوتھے سماتک جا پہنچا
پر شکل تیرے سا صل علی کوئی عرش پہ جانا کیا جانے

موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی تجلی کو دیکھا قوت باصرہ اتنی تیز ہو گئی کہ تین میل فاصلے سے چلتی ہوئی چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔ بھلا اس ہستی (حضورﷺ) کی بصارت کا عالم کیا ہو گا جس نے رب تعالیٰ کی ذات پاک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشین ہوئے
وہ نبی ہوئے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

قوت سامعہ ☆ حضورﷺ نے اپنی امتیازی شان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا۔ بے شک میں دیکھتا ہوں جو تم

نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ (مشکوۃ شریف)

حضور ﷺ نے (ایک مرتبہ) حضرت بلالؓ سے فرمایا اے بلال کیا تو سنتا ہے جو میں سنتا ہوں۔ حضرت بلالؓ نے (قسم کھا کر) عرض کیا اللہ کی قسم یارسول ﷺ میں نہیں سنتا۔ حضورؐ نے فرمایا۔

کیا تو نہیں سنتا ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔

پسینہ مبارک ☆ حضور ﷺ کا جسم اطہر پاکیزہ اور خوشبودار تھا۔ گلی سے گذرتے تو پوری گلی خوشبو سے مہک جاتی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب مدینہ شریف کی کسی گلی سے گذرتے تو لوگ اس گلی سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس گلی سے حضور ﷺ کا گزر ہوا ہے۔

سانس لیتا ہوں تو آتی ہے مہک طیبہ کی
یہ ہوا کوچہ سرکار سے آئی ہوگی

جسم اطہر کا پسینہ مبارک بھی خوشبودار تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے کبھی کوئی کستوری اور کوئی عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی کریم ﷺ کے پسینہ مبارک سے زیادہ خوشبودار ہو۔

(شمائل ترمذی)

فضلات شریفہ ☆ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔ بے شک آپ ﷺ کے فضلات شریفہ کے طاہر اور پاکیزہ ہونے پر کثرت سے دلائل ہیں اور آئمہ کرام نے اس کو آپ ﷺ کے خصائص سے شمار فرمایا ہے۔ (فتح الباری)

☆ علامہ بدرالدین عینیؒ نے اس پر تفصیل سے بات کی ہے۔ حضور ﷺ کا خون مبارک اور پیشاب پینے والے صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی تحریر کئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ

ہے۔

صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے حضور ﷺ کا خون مبارک پیا، ان میں حضرت ابوطیبہؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت علیؓ اور ایک قریشی لڑکا بھی ہیں۔

حضرت ام ایمنؓ اور برکتؓ نامی کنیز نے حضور ﷺ کا بول مبارک پیا۔ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

تم نے اپنے نفس کو دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ (کذافی عمدۃ القاری)

جنگ احد کے موقع پر حضور ﷺ کا ہونٹ مبارک زخمی ہو گیا۔ حضرت مالک بن سنانؓ نے ہونٹ مبارک سے خون چوسا اور پی گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو کسی بہشتی آدمی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص (مالک بن سنانؓ) کو دیکھ لے۔ (زرقانی)

ان واقعات اور حقائق کا مزید تفصیل سے بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں یہ چند الفاظ اہل علم کی تنبیہ کیلئے کافی ہیں۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسا بشر ہے۔ جس کے اعضاء بدن مثلاً عقل، دل، کان، آنکھ وغیرہ حضور ﷺ جیسے ہوں۔ جس کے بدن کے فضلات طاہر اور پاکیزہ ہوں۔ جس کی نیند سے وضو نہ ٹوٹتا ہو۔ نیند کی حالت میں جس کا دل نہ سوتا ہو۔ یقیناً یقیناً اور یقیناً کوئی بھی ایسا بشر نہیں۔

نورانیت اور بشریت میں کوئی تضاد نہیں

قرآن پاک نے آپ ﷺ کی ان دونوں عظمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ احادیث پاک میں بھی ان دونوں کا ذکر جمیل ہے۔ بزرگان دین کے اقوال بھی آپ کے سامنے ہیں۔ ان دلائل کی روشنی میں اس بات کی اچھی طرح سے وضاحت ہوگئی کہ آپ ﷺ نور بھی ہیں، بشر بھی ہیں۔ نور اور بشر میں کوئی تضاد نہیں۔ جس سے اجتماع ضدین لازم

آئے۔جیسا کہ آج سمجھا جاتا ہے۔(مزید وضاحت کیلئے)

☆ حضرت علامہ شہاب الدین الخفاجیؒ نے اس سلسلے میں کیا خوب فرمایا ہے۔

وقد نطق القرآن بانه النور المبين وكونه بشرا لاينافيه كما توهم فان فهمت فهو نور على نور فان النور هو بنفسه المظهر لغيره تفصيله فى مشكاة الانوار للغزالى.

تحقیق قرآن پاک نے آپ کو نور فرمایا اور آپ کا بشر ہونا نور کے منافی نہیں جس طرح وہم کیا جاتا ہے۔اگر تو نے اس بات کو سمجھ لیا تو یہ نور علی نور ہے کیونکہ نور کہتے ہی اسے ہیں جو خود ظاہر ہو اور غیر کو ظاہر کرنے والا ہو۔

(نسیم الریاض ج3 ص282)

☆ قاضی عیاضؒ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فجعلوا من جهة الاجسام والظواهر مع البشر ومن جهة الارواح والبواطن مع الملائكة. (الشفاء)

پس انبیاء علیہم السلام اجسام اور ظاہر کے لحاظ سے بشری صفات سے متصف کئے گئے اور روح وباطن کے لحاظ سے فرشتوں کے ساتھ۔

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی اسی ملکوتی طاقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

والحاصل ان بواطنهم وقواهم ملكية ولذا ترى مشارق الارض ومغاربها وتسمع اطيط السماء وتشم رائحة جبرئيل عليه الصلوة والسلام اذا اراد نزول اليهم كما شم يعقوب عليه الصلوة والسلام رائحة يوسف.

(نسیم الریاض ج3 ص545)

حاصل کلام یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بواطن اور روحانی طاقتیں ملکوتی ہوتی ہیں اس لئے وہ زمین کے مشارق ومغارب کو دیکھتے ہیں اور آسمان کے (فرشتوں کے کثرت سے چلنے وعبادت کرنے کی وجہ سے) چرچراہٹ کی آوازیں سنتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام کے ارادہ نزول کے وقت (ان کی آمد پر) ان کی خوشبو سونگھ لیتے ہیں۔جس طرح کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے (انی لاجد ریح یوسف فرما کر) یوسف علیہ السلام کی خوشبو کو سونگھ لیا تھا۔

وحی کا بیان

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی.

قرآن پاک میں جہاں بشر مثلکم آیا ہے وہیں اس کے ساتھ آپ کا امتیازی وصف یوحیٰ الی کا ذکر بھی ہے۔اس امتیازی وصف (وحی) نے ہماری اور آپ ﷺ کی بشریت میں نمایاں فرق قائم کردیا ہے۔اور ایک خط امتیاز کھینچ دیا ہے۔وحی کا یہ امتیازی وصف کوئی معمولی وصف نہیں جسے نظر انداز کردیا جائے۔وحی کی عظمت اور اس کی رفعت کا بیان ضروری ہے۔

وحی اوراس کی عظمت

وحی کا مقام دوسرے مقامات کی طرح کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالته. (سورۃ الانعام آیت نمبر 125)

اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں جہاں وہ رکھتے ہیں اپنی رسالت کو۔

☆ علامہ شرف الدینؒ بوصیری کیا خوب فرماتے ہیں۔

تبارک اللہ ما وحی بمکتسب   ولا نبی علی غیب بمتهم.

اللہ تعالیٰ برکت والا ہے۔ وحی اپنی کوشش سے حاصل ہونیوالی شئی نہیں اور نہ نبی پر غیب کی خبروں میں کوئی اتہام لگایا جاسکتا ہے۔

وحی کا معنے ☜ وحی کا معنے پوشیدگی سے آگاہ کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی اس کلام کو کہتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ہو۔ انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی اور کی طرف وحی کا معنی صرف الہام ہوتا ہے۔

جیسے واوحی ربک الی النحل .اوروحی کی تیرے رب نے شہد کی مکھی کو یعنی الہام کیا۔ علماء کرام نے وحی کی متعدد مراتب اوراس کے اقسام تحریر کئے ہیں۔ امام حلیمیؒ نے وحی کی چھیالیس قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ علامہ سہیلی نے وحی کی سات قسمیں بیان کی ہیں۔ عام شارحین کی رائے بھی یہی ہے۔

پہلی قسم ☆ وحی کی پہلی قسم رؤیائے صادقہ یا رؤیائے صالحہ

سچے خواب یا اچھے خواب ہیں۔ امام بخاریؒ اپنے اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے ہوئی۔

آپ ﷺ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کی روشنی کی طرح واضح ہوجاتا۔ الی آخرہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ رؤیا الانبیاء علیهم السلام وحی. انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ کیلئے رؤیائے صالحہ کا سلسلہ چھ ماہ تک جاری رہا۔ وحی آنے کی ساری مدت 23 سال ہے۔ جس کی چھیالیس ششماہیاں ہوتی ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ رؤیائے صالحہ نبوت کے چھیالیسویں اجزاء سے ہے۔

رؤیائے صادقہ کی ابتداء

یہ بات مسلمہ ہے کہ قرآن پاک کے نزول کی ابتداء وحی کی ابتداء رمضان شریف میں ہوئی۔ (شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن)

رؤیائے صادقہ کا ابتدائی مہینہ معلوم کرنے کیلئے رمضان شریف سے پہلے چھ ماہ کی گنتی کی جائے تو یوں ہوگی۔

ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب، شعبان معلوم ہوا کہ رؤیائے صادقہ کی ابتداء ماہ ربیع الاول سے ہوئی تھی۔ اس طرح ربیع الاول شریف کو حضور ﷺ کی ذات سے چار خصوصیات وابستہ ہیں۔

(۱) ولادت باسعادت (۲) وصال (۳) ظہور نبوت (۴) تکمیل ہجرت۔ سبحان اللہ

وحی کی دوسری قسم ☆ القاء فی القلب۔ قلب شریف میں القاء کردیا جانا۔

جیسا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ ان روح القدس نفث فی روعی لن تموت نفس حتیٰ تستکمل رزقها. الیٰ آخره.

روح القدس (جبرائیلؑ) نے میرے قلب میں القاء کیا کہ ہرگز کوئی نفس نہیں مریگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنا رزق پورا کریگا۔ (الحدیث)

وحی کی تیسری قسم ☆ فرشتہ انسانی (مردکی) صورت میں کلام ربانی پیش کرتا۔ جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبیؓ (صحابی رسول) کی صورت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور کبھی غیر معروف آدمی کی شکل میں بھی تشریف لائے۔

☆ جیسا کہ حدیث جبرئیل سے واضح ہے۔

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال بينما نحن عند رسول الله ﷺ ذات يوم اذطلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرى عليه اثر السفر ولا يعرفه منا احد حتى جلس الى النبى ﷺ واسند ركبتيه الى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه وقال يامحمد اخبرنى عن الاسلام قال الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمد ارسول الله وتقيم الصلوة وتوتى الزكوة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلاً قال صدقت فعجبناله يسئاله ويصدقه.

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اچانک ایک شخص ہمارے سامنے نمودار ہوئے جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت زیادہ کالے تھے۔ ان پر سفر کے کوئی آثار ظاہر نہ تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس (اس طرح) بیٹھ گئے کہ اپنے دونوں گھٹنے حضور ﷺ کے دونوں گھٹنوں سے لگا دیئے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں زانوؤں پر رکھ لئے۔ اور عرض کیا اے محمد ﷺ مجھے بتائیں اسلام کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا، اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور تو نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔ بیت اللہ شریف کا حج کرے جبکہ تو اس کی طرف راہ کی طاقت رکھے اس نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا ہم نے تعجب کیا کہ آپ ﷺ سے پوچھتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ الی آخرہ (اسی طرح سے ایمان، احسان اور قیامت کے بارے میں سوال کئے اور چلے گئے)

صحابہ کرامؓ حیران ہو گئے

حضرت جبرائیلؑ کی انسانی شکل میں تشریف آوری نے صحابہ کرامؓ کو حیرانگی میں ڈال دیا۔

حیرانگی کی چند وجوہات

پہلی وجہ ☆ شديد بياض الثياب و شديد سواد الشعر. (الحدیث)

کپڑے بہت زیادہ سفید اور بال زیادہ سیاہ تھے۔

دوسری وجہ ☆ لا يرى عليه اثر السفر. (الحدیث)

اس پر سفر کے کوئی آثار نہیں تھے۔

مسافر ہوتے تو کپڑوں پر میل ہوتی، بالوں پر گرد وغبار ہوتی۔ ناواقف معلوم ہوتے۔

تیسری وجہ ☆ ولا يعرفه منا احد. (الحدیث)

ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہیں تھا۔

مدینہ شریف یا قرب جوار کے سکونتی ہوتے اس سے پہلے آنا جانا ہوتا تو کم از کم ہم میں سے کوئی تو ان کو پہچانتا۔

چوتھی وجہ ☆ حتیٰ جلس الیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم. (الحدیث)

یہاں تک کہ وہ سیدھے نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ صحابہ کرامؓ میں رل مل کر رہتے تھے۔ باہر سے آنیوالا آدمی عموماً پوچھتا تھا۔ ایکم محمد ﷺ۔ تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں۔ لیکن اس شخص کے واقف ہونے کا یہ عالم تھا کہ حضور ﷺ کے بارے میں کسی سے پوچھے بغیر سیدھے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔

پانچویں وجہ ☆ وقال یامحمد ﷺ اخبرنی عن الاسلام . (الحدیث)

سائل نے عرض کیا اے محمدؐ مجھے اسلام کی خبر دیجئے۔

حضور کا نام نامی اسم گرامی لیکر اس شخص نے اپنے سوالات پوچھنے کا آغاز کیا۔ تعجب ہوا کہ یہ شخص تو آپ ﷺ کی ذات اقدس سے اتنا واقف ہے کہ آپ ﷺ کے اسم گرامی کو بھی جانتا ہے۔

چھٹی وجہ ☆ قال صدقت فعجبناله یسئله ویصدقه . (الحدیث)

سائل نے عرض کیا آپؐ نے سچ فرمایا ہم نے تعجب کیا کہ آپؐ سے پوچھتا بھی ہے۔ اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ (کیونکہ تصدیق کرنا جاننے کی علامت ہے)۔

یہ بات اتنی تعجب خیز تھی کہ صرف روای حدیث کو ہی اس پر تعجب نہیں ہوا۔ بلکہ تمام صحابہ کرامؓ اس پر متعجب ہوگئے۔ جیسا کہ فعجبنالہ (پس ہم کو ان پر تعجب ہوا) کا صیغہ اس پر دال ہے۔ حدیث پاک کے آخر میں ہے۔

ثم انطلق فلبثت ملیاثم قال لی یاعمر اتدری من السائل قلت الله ورسوله اعلم قال فانه جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم . (مسلم شریف)

راوی فرماتے ہیں پھر وہ شخص چلا گیا۔ میں دیر تک ٹھہرا پھر آپؐ نے مجھے فرمایا اے عمر جانتے ہو وہ سوالات پوچھنے والا کون تھا؟

میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جاننے والے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پس تحقیق وہ جبرائیل تھے۔ تمہارے پاس تمہارا دین سکھلانے کیلئے آئے تھے۔

(مسلم شریف)

عظمت مصطفےٰ ﷺ

دربار رسالت میں حاضری ☆ دربار رسالت میں حضرت جبرائیلؑ کی انسانی شکل میں حاضری اور تشریف آوری عام طور پر حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں ہوا کرتی تھی۔ اس موقع پر غیر معروف آدمی کی شکل میں حاضر ہوئے۔ دیگر عظمتوں کی طرح یہ بھی آپ ﷺ کی عظمت اور شرافت ہے کہ آپؐ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہچان لیا۔

قرآن پاک میں تین مختلف مقامات پر حضرت جبرائیلؑ اور دیگر ملائکہ کی انسانی شکل میں تشریف آوری کا ذکر آیا ہے لیکن کسی مقام پر کوئی بھی ملائکہ کی پہچان نہ کر سکا۔

حضرت ابراہیمؑ ☆ حضرت ابراہیمؑ کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آئے فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا ابراہیم علیہ السلام ملائکہ کو نہ پہچان سکے انہیں آدمی سمجھ کر مہمان نوازی کیلئے اٹھے۔ نہایت فربہ بچھڑا بھون کر سامنے رکھا دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں آتے گھبرا گئے۔ قرآن پاک میں ہے۔

واوجس منهم خیفة . (سورہ ہود آیت نمبر 70) اور دل میں ان سے ڈرے۔

الحاصل ☆ حضرت ابراہیمؑ ملائکہ کو انسانی شکل میں نہ پہچان سکے۔

حضرت لوطؑ ☆ کے پاس بھی ملائکہ انسانی شکل میں آئے۔ آپ بھی ملائکہ کو نہ پہچان سکے۔ قوم کی خوئے بد معلوم تھی سخت فکر مند اور تنگ دل ہوئے۔ آخر فرشتوں نے کہا یالوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک . (سورۃ ہود) اے لوط ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں (یہ لوگ ہمارا تو کیا بگاڑ سکتے ہیں) آپ تک بھی ہرگز نہیں پہنچ سکیں گے۔

الحاصل ☆ حضرت لوط علیہ السلام بھی ملائکہ کو انسانی شکلوں میں نہ پہچان سکے۔

حضرت مریمؑ ☆ ایک روز گوشہ تنہائی میں مصروف عبادت تھیں اچانک کیا دیکھتی ہیں کہ خوبرو نوجوان ان کے بالکل قریب کھڑا ہے۔ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو انسانی شکل میں ان کے پاس آئے تھے۔ قرآن کریم میں ہے:

فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا. (سورۃ مریم آیت نمبر 17)

حضرت مریمؑ یہ خیال کر کے گھبرا گئیں کہ اس کی نیت اچھی نہیں فوراً پکار اٹھیں۔

قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا. قال انما انا رسول ربک. (مریم آیت نمبر 19-18)

بولیں میں پناہ مانگتی ہوں رحمان کی اگر تو ڈر رکھنے والا ہے۔ (حضرت جبرائیلؑ) نے کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں۔

الحاصل ☆ حضرت مریم علیہا السلام بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کو انسانی شکل میں نہ پہچان سکیں۔

عظمت مصطفیٰ ☆ حضور کی شان اور عظمت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو انسانی شکل میں پہچان لیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ھذا جبرائیل آتاکم یعلمکم دینکم. (مسلم شریف)

یہ جبرائیل علیہ السلام تھے تمہیں تمہارا دین سکھلانے کیلئے آئے تھے۔ سبحان اللہ ما اکرمک۔

وحی کی چوتھی قسم ☆ فرشتہ آپ ﷺ کے پاس اپنی اصلی صورت میں آتا۔ جس صورت میں وہ پیدا کیا گیا تھا۔ (اس کے چھ سو بازو تھے)

آپ ﷺ اس کو اصلی صورت میں دیکھتے تھے۔

یہ صورت دو دفعہ واقع ہوئی۔

پہلی صورت ☆ حضور ﷺ کو ابتداء بعثت میں حضرت جبرائیلؑ اپنی اصلی صورت میں ایک

کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ آسمان ایک کنارہ دوسرے کنارے تک ان کے وجود سے بھرا ہوا تھا۔ پورے افق کو گھیرے ہوئے تھے۔

دوسری صورت ☆ معراج شریف کی رات جب آپ ﷺ ساتویں آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دوسری بار دیکھا۔

حضرت حمزہ کی طلب ☆ حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں۔

حضرت حمزہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں دکھلائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیری طاقت نہیں کہ تم جبرائیل علیہ السلام کو (اپنی اصلی صورت میں) دیکھ سکو۔ حضرت حمزہؓ نے عرض کیا مجھے ضرور دکھلائیں حضور ﷺ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا اچھا بیٹھیں (حرم شریف میں تھے) حضرت حمزہؓ (کعبہ شریف کے پاس) بیٹھ گئے۔ حضرت جبرائیلؑ نے کعبہ شریف میں ایک لکڑی تھی اس پر نزول فرمایا۔ حضور ﷺ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا سر اٹھاؤ اور دیکھو۔ حضرت حمزہؓ نے سر اٹھایا حضرت جبرائیلؑ کے پاؤں کو جو مثل سبز زبرجد تھے دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (نسیم الریاض ج3 ص250)

وحی کی پانچویں قسم ☆ وحی آپ ﷺ کے پاس گھنٹی کی آواز کی مثل آتی تھی۔ اس قسم کی وحی آپ ﷺ پر زیادہ سخت ہوتی تھی۔ سخت سردی کے دنوں میں پیشانی مبارک پر پسینہ مبارک بہنے لگتا تھا۔ اگر آپ اونٹنی پر سوار ہوتے تو اونٹنی بیٹھ جاتی تھی۔ (بوجہ ثقل)

ایک مرتبہ ایسی وحی ایسے حال میں آئی کہ آپ ﷺ کی ران مبارک حضرت زید بن ثابتؓ کی ران پر تھی۔ آپ ﷺ کی ران مبارک اتنی ثقیل ہوئی کہ قریب تھا کہ آپ ﷺ کی ران مبارک حضرت زیدؓ کی ران کو توڑ ڈالے۔ خود حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے فرماتے

ہیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میری ران ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی۔

وحی کی چھٹی قسم ☆ اللہ تعالیٰ جل شانہ بلا واسطہ فرشتہ کلام فرمائے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر اور آپ ﷺ کو شب معراج میں پیش آیا۔

تفسیر مواہب الرحمن میں ہے۔ آنحضرت ﷺ کہ آپ سے شب معراج میں کلام فرمایا اور نہایت تقرب کے ساتھ کہ قاب قوسین او ادنیٰ کا وقت تھا اور معراج شریف میں جبرائیل کا واسطہ نہ تھا۔ حتیٰ کہ جبرائیل وہاں تک جانے سے باز رہے تھے۔ اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنے میں اور محمد ﷺ سے کلام کرنے میں فرق عظیم ہے۔ (مواہب الرحمن پارہ 3 ص 3)

وحی کی ساتویں قسم ☆ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ ﷺ کی طرف ایسے حال میں وحی کی تھی کہ آپ ﷺ آسمانوں پر تھے وہ وحی فرض نماز وغیرہ کیلئے کی گئی تھی۔

صحابہ کرامؓ کے دلوں میں وحی کی عظمت

حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا سماں عجیب تھا۔ اہل مدینہ کیلئے یہ دن عید اور خوشی کا دن تھا بچے اور غلام گلیوں میں آوازیں لگا کر آپ کی آمد کا اعلان کر رہے تھے بچیاں چھتوں پر چڑھ کر آپؐ کی زیارت کا شرف حاصل کر کے اس طرح اپنی عقیدت کا اظہار کر رہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیاۃ الوداع

وجب الشکر علینا مادعی للہ داع

مرد گلیوں اور راستوں میں کھڑے ہو کر آپؐ کا استقبال کر رہے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ شاید حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائیں اور ہمیں مہمان نوازی کا شرف

بخشیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز حضرت ابوایوب انصاریؓ کی قسمت میں لکھ رکھا تھا آپؐ اونٹنی پر سوار تھے اور یہ فرما رہے تھے۔

خلوا سبیلها فانها مامورة وقدار خی زمامها. (مواہب ج 1 ص 68)

میری سواری کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے حکم یافتہ ہے۔ آپؐ نے اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ رکھی تھی۔

حتی برکت علی باب ابی ایوب انصاری. (مواہب ج 1 ص 68)

یہاں تک کہ اونٹنی ابوایوب انصاری کے دروازے پر بیٹھ گئی۔

یوں مہمان نوازی کا اعزاز حضرت ابوایوب انصاری کو نصیب ہوا۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مکان دو منزلہ تھا۔ اپنا قیام اوپر والی منزل میں رکھا تھا (آنے جانیوالوں کی سہولت کیلئے) نچلی منزل حضور ﷺ کے حوالے کی۔ رات کے وقت جب دونوں میاں بیوی اوپر کی منزل میں آرام کیلئے تشریف لے گئے بالا خانے میں داخل ہوتے ہی ام ایوبؓ (زوجہ محترمہ) سے کہا ہم نے کیا کیا؟ ہم ایسی چھت پر ہیں جس کے نیچے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ آرام فرما ہیں۔ ہمارا حق تو نیچے کی منزل میں تھا اوپر کی منزل میں تو رسول ﷺ آرام فرما ہوتے۔ ساری رات اسی خیال میں دونوں نے جاگ کر گزار دی۔ صبح ہوئی تو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم دونوں نے ساری رات جاگ کر گزار دی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم لم یا ابا ایوب قلت کنت احق بالعلو منا تنزل علیک الملائکه وینزل علیک الوحی والذی بعثک بالحق لا اعلو سقیفة انت تحتها ابدا. (مواہب ج1 ص68)

حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوایوب آپ نے رات کیوں جاگ کر گزار دی؟ میں نے عرض کیا اوپر کی منزل میں آپ رہنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ کے پاس ملائکہ تشریف لاتے ہیں۔ آپ پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں اس بالاخانے میں کبھی نہیں رہوں گا۔ جس کی نچلی منزل میں آپ ہوں۔

حضور ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں حضرت اسامہؓ کی والدہ حضرت ام ایمنؓ کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ آؤ حضرت ام ایمنؓ کی زیارت کیلئے جائیں کیونکہ حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے چنانچہ ہم دونوں ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگ گئیں۔ ہم نے پوچھا کیوں روتی ہو؟ کیا آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ اللہ جل شانہ کے ہاں جو کچھ اپنے رسول ﷺ کیلئے ہے وہ (بہتر ہے) بہتر ہے۔ فرمانے لگیں میں اس بات پر نہیں روتی مجھے اس بات کا علم ہے کہ اللہ تعالی کے ہاں جو کچھ اپنے رسول ﷺ کیلئے ہے وہ بہتر ہے فرمایا۔

ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء فهیجتهما علی البکاء فجعلا یبکیان معها رواه مسلم. (مشکوۃ ص548)

میں اس بات پر روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا ہے پس ام ایمن نے ان دونوں کو بھی رلا دیا۔ دونوں ام ایمن کے ساتھ رونے لگ گئے۔

حضور ﷺ کا جب عالم دنیا سے پردہ فرمانے کا وقت آیا اور حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ ملک الموت دروازے پر کھڑے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپؐ سے پہلے انہوں نے کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آئندہ آپؐ کے بعد کسی سے اجازت طلب کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جبرائیل اسے کہو اندر آنے کی اجازت ہے ملک الموت حاضر خدمت ہوئے اور آپؐ سے یوں عرض کیا۔

فقال السلام علیک یا محمد ان ربی امرنی ان اطیعک فیما امرتنی به ان اقبض نفسک قبضتها وان اترکها ترکتها فقال اقبض یا ملک الموت کما امرت.

ملک الموت نے یوں سلام عرض کیا السلام علیک یا محمدؐ میرے رب نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ روح قبض کرنے کے سلسلے میں آپ کی اطاعت کروں اگر آپ چاہیں تو روح قبض کروں آپؐ نہ چاہیں تو نہ کروں۔ آپؐ نے فرمایا روح قبض کر جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے۔

حضور ﷺ نے جب ملک الموت کو روح قبض کرنے کی اجازت فرمائی۔ تو وحی لانے والے فرشتے حضرت جبرائیلؑ نے حضور ﷺ سے یوں عرض کیا۔

فقال جبرائیل السلام علیک یا رسول الله هذا آخر موطئی من الارض. (نسیم الریاض ص284، ج3)

پس جبرائیل علیہ السلام نے السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ کہہ کر عرض کیا۔ روئے زمین پر (وحی کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کے پاس آنے کا) یہ میرا آخری پھیرا ہے۔

قارئین کرام! وحی کا سلسلہ بند ہونے پر یہ حالت تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تھی۔ یہ حالت صحابہ کرامؓ کی تھی۔ جن کے سامنے وحی کا نزول ہوتا تھا۔

ذرا اس ہستی کا حال بھی پڑھیں جس پر وحی کا نزول ہوتا تھا۔

فطرت وحی سے حزن

سورۃ اقرء کے نزول کے بعد کچھ عرصہ تک قرآن پاک کا نزول نہیں ہوا۔یعنی وحی کی آمد کا سلسلہ بند رہا۔اس مدت کو فترۃ الوحی کا زمانہ کہتے ہیں۔فترۃ الوحی کے ایام میں آپ ﷺ کو بڑا قلق و اضطراب رہتا۔حدیث مبارکہ میں ہے۔

وفتر الوحی فترة حتیٰ حزن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

وحی رک گئی ایک عرصہ تک سلسلہ وحی منقطع رہا جس سے نبی کریم ﷺ کو (بڑا) غم لاحق ہوا۔

آپ ﷺ شدت سے اس انتظار میں رہتے کہ وحی آنے کا سلسلہ پھر سے شروع ہو جائے۔غار حراء میں پھر سے مجاورت فرمائی۔

غار حراء میں مجاورت

☆ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ایک مہینہ حرا میں مجاورت کی جب میں اپنی مجاورت پوری کر کے نیچے اترا مجھے آواز دی گئی میں نے اپنی دائیں طرف دیکھا مجھے کچھ نظر نہ آیا اپنی بائیں جانب دیکھا کچھ نظر نہ آیا۔پیچھے دیکھا کچھ نظر نہ آیا۔میں نے اپنا سر اٹھایا میں نے ایک شئے دیکھی الی آخرہ (متفق علیہ)

بخاری شریف میں ہے۔حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ تھا جو میرے پاس حراء میں آیا تھا۔آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے............(وحی کا سلسلہ پھر دوبارہ شروع ہو گیا) اس کے بعد وحی میں گرمی اور تسلسل پیدا ہو گیا۔(بخاری)

حضرت جبرائیلؑ کا اشتیاق

حضور ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے فرمایا۔اس مرتبہ (وحی لانے میں) بہت دیر کر دی ہمیں تمہارا بہت اشتیاق رہا۔حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا۔

کنت الیک اشد شوقا ولکنی عبد مامور ماننزل الا بامر ربک۔

حضور مجھے بھی آپ کی بارگاہ اقدس میں (وحی لیکر) حاضر ہونے کا بڑا اشتیاق تھا۔مگر حکم کا بندہ ہوں آپ کے رب کا حکم ہوتا ہے تو حاضر ہوتا ہوں اپنے آپ حاضر نہیں ہو سکتا۔

حاضری کی تعداد ☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لاتے رہے۔علامہ زرقانی نے انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی کے سلسلے میں ان کی حاضری کو اس تعداد میں بیان فرمایا ہے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں بارہ مرتبہ،حضرت ادریسؑ کی خدمت میں چار مرتبہ،حضرت نوحؑ کی خدمت میں پچاس مرتبہ،حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں بیالیس مرتبہ،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دس مرتبہ تین بار بچپنے میں سات بار بڑے ہونے کے بعد،حضرت یعقوبؑ کی خدمت میں چار بار،حضرت ایوبؑ کی خدمت میں تین بار۔سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی خدمت میں چوبیس ہزار مرتبہ باریابی سے مشرف ہوئے۔

(زرقانی ص234،ج1)

پہلا باب: نور محمدی ﷺ کی خلقت کا بیان

اس باب کا آغاز آپ ﷺ کے اول الخلق ہونے سے کیا جاتا ہے۔ حضرت جابرؓ کی حدیث پاک اس باب کی روح رواں ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں۔

قلت یارسول الله بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئی خلق الله تعالی قبل الاشیاء قال یاجابر ان الله تعالی قدخلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره فجعل ذالک النور یدور بالقدرة حیث شاء الله ولم یکن فی ذالک الوقت لوح ولاقلم ولا جنة ولانار ولا ملک ولا سماء ولاارض ولا شمس ولاقمر ولا جنی ولاانسی فلماارادالله ان یخلق الخلق قسم ذالک النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملئکةثم قسم

کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح، نہ قلم، نہ جنت، نہ دوزخ، نہ فرشتہ، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ جن، نہ انس (کچھ بھی) نہ تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نے نور کے چار حصے کئے پہلے حصہ سے قلم، دوسرے سے لوح محفوظ، تیسرے سے عرش پیدا کیا اور چوتھے حصے کے پھر چار حصے کر دیئے، پہلے حصہ سے حاملین عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی سب فرشتے پیدا کئے اور چوتھے حصہ کے پھر چار حصے کر دیئے پہلے حصہ سے (ساتوں) آسمان،

الرابع اجزاء فخلق من الاول السموت ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول نور ابصار هم ومن الثانی نور قلوبهم وهی المعرفة بالله ومن الثالث نور انسهم وهو التوحید لااله الا الله محمدرسول الله.

ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق الشمس من جزء وخلق القمر من جزء والکواکب من جزء واقام الجزء الرابع فی مقام الرجاء اثنی عشر الف سنة ثم جعله اربعة اجزاء فخلق العقل من جزء العلم والحلم من جزء والعصمة والتوفیق من جزء واقام الرابع فی مقام الحیاء اثنی عشر الف سنة ثم نظر الیه فترشح النور عرقا فقطر منه مائة الف وعشرون الفا

دوسرے سے (ساتوں) زمینیں، تیسرے سے جنت دوزخ پیدا کئے اور چوتھے حصے کے پھر چار حصے کر دیئے، پہلے حصے سے (مومنوں کی) آنکھوں کا نور، دوسرے سے ان کے دل کا نور جس سے اللہ کی معرفت حاصل کرتے ہیں، تیسرے سے ان کے انس و محبت کا نور، اور وہ توحید ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر چوتھے حصے کے چار حصے کر دیئے پہلے حصے سے سورج، دوسرے سے چاند اور تیسرے سے ستارے پیدا کئے۔ چوتھے حصے کے مقام رجاء میں بارہ ہزار سال تک مقیم رکھا۔ پھر اس کے چار حصے کر دیئے۔ پہلے حصے سے عقل، دوسرے سے علم وحلم اور تیسرے سے عصمت وتوفیق پیدا فرمائی اور چوتھے حصے کو مقام حیا میں بارہ ہزار سال تک مقیم رکھا پھر اس کی طرف ایک ایسی نظر فرمائی کہ اس نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار (124000)۔

اربعة الاف قطرة فخلق الله من كل قطرة نبيا و رسوله ثم تنفست ارواح الانبياء فخلق الله من انفاسهم نور ارواح الاولياء والسعداء والشهداء والمطيعين من المومنين الى يوم القيامة فالعرش والكرسي من نوري والكروبيون والروحانيون من الملائكة من نوري والجنة و مافيها من النعيم من نوري والشمس والقمر والكواكب من نوري العقل والعلم والتوافيق من نوري وارواح الانبياء والرسل من نوري والرسل من نوري والشهداء والسعداء والصالحين من نتائج نوري ثم خلق الله اثنى عشر حجابا فاقام النور وهو الجزء الرابع في كل حجاب الف سنة و هي مقامات العبودية وهي حجاب الكرامة والحلم والعلم والوقار والسكينة والصبر.

قطرے جھڑے اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے نبی اور رسول پیدا فرمائے۔ پھر انبیاء کرام کی ارواح نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سانس سے قیامت تک ہونیوالے سعداء، شہداء اور اطاعت کرنیوالے مومنوں کی ارواح کے نور کو پیدا فرمایا تو حضور ﷺ نے فرمایا عرش و کرسی میرے نور سے ہیں اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے جنت اور اس کی ساری نعمتیں میرے نور سے ہیں سورج چاند اور ستارے میرے نور سے ہیں عقل، علم اور توفیق میرے نور سے ہیں۔ ارواح انبیاء ورسل میرے نور سے ہیں۔ شہداء سعداء اور صالحین میرے نوری بچوں سے ہیں۔ پھر اللہ نے بارہ حجاب پیدا فرمائے اور نور کے چوتھے حصے کو ہر حجاب میں ایک ایک ہزار سال تک مقیم رکھا اور وہ مقامات عبودیت ہیں اور وہ کرامت، سعادت، زینت، رحمت، رافت، علم، حلم، وقار، سکون، صبر، صدق اور یقین کے حجابات ہیں۔

والصدق واليقين فعبد الله ذالك النور في كل حجاب الف سنة فلما خرج ذالك النور من الحجب ركبه الله في الارض فكان يضيئ منه بين المشرق و المغرب كالسراج في الليل المظلم ثم خلق الله آدم من الارض وركب فيه النور في جبهته ثم انتقل منه الى شيث ولده و كان ينتقل من طاهر الى طاهر ومن طيب الى طيب الى ان وصل الى صلب عبد الله بن عبد المطلب ثم اخرجني الى الدنيا فجعلني سيد المرسلين و خاتم النبين و رحمة للعالمين و قائد الغر المحجلين هذا كان بدء نور نبيك يا جابر. (الدرر البهیۃ ص4)

پھر اس نور نے ہر حجاب میں ایک ہزار سال عبادت کی پھر جب وہ نور حجابات میں سے نکلا تو اللہ نے اس کو زمین پر رکھا۔ تو وہ مشرق اور مغرب کے درمیان اس طرح چمکتا تھا جس طرح اندھیری رات میں روشن چراغ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور اس نور کو ان کی پیشانی میں رکھا۔ پھر وہ نور ان سے منتقل ہو کر ان کے بیٹے شیث (علیہ السلام) میں آیا۔ اسی طرح وہ نور طاہر سے طاہر کی طرف اور طیب سے طیب کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے صلب میں آیا (فرمایا) پھر اللہ نے مجھے دنیا کی طرف نکالا اور مجھے سید المرسلین، خاتم النبیین رحمۃ للعالمین اور قائد الغر المحجلین بنایا یہ ہے تیرے نبی کے نور کی ابتداء اے جابر۔

☆ علامہ احمد بن محمد القسطلانی نے اور علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نے اس حدیث پاک کو اختصار کیساتھ ذکر فرمایا ہے۔

حدیث پاک کی روشنی میں معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر شئی اپنی خلقت میں نور محمدی کی مرہون منت ہے۔ (سبحان اللہ)

کچھ بھی نہیں تھا ہرگز خیر الوریٰ سے پہلے حق بھی نہیں تھا ظاہر شمس الضحیٰ سے پہلے
کون و مکاں سے پہلے حق نے انہیں بنایا اس نے خدا کو مانا قالوا بلیٰ سے پہلے

صحابہ رسول ﷺ کا انتخاب

اس حدیث پاک کے راوی حضرت جابرؓ حضور ﷺ کے مشہور صحابہؓ سے ہیں۔ حضور ﷺ کی صحابیت کا حصول یہ کوئی اتفاقی امر نہیں صحابی رسول ﷺ ہونا بہت ہی بڑا اعزاز ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب ﷺ کی رفاقت اور صحابیت کیلئے خود ہی ان نفوس قدسیہ کا انتخاب فرمایا۔

حدیث پاک ☆ عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی الانبیاء والمرسلین واختار لی منهم ابوبکر عمر عثمان وعلیا. (نسیم الریاض ص426 ج3)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے صحابہ کرام کا چناؤ فرمایا۔ اوران کوانبیاء ورسل علیہم السلام کے سوا باقی تمام عالمین پر برگزیدہ فرمایا پھر صحابہ کرامؓ سے میرے لیے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو منتخب فرمایا۔ (سبحان اللہ ما اکرمک)

☆ حضور ﷺ کے جانثار صحابہ کرامؓ میں سے کسی صحابی کا نام نامی اسم گرامی سننے پڑھنے یا لکھنے کے موقع پر ہر مسلمان کا حق ہے کہ وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کو خراج تحسین پیش کر کے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کرے۔

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجیؒ اسی چیز کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

فاذا ذکر النبی ﷺ لایقال رحمه الله بل صلی الله علیه وسلم بل لایقال للصحابة رحمه الله بل رضی الله عنهم. (نسیم الریاض ص444 ج3)

پس جب نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل ہو تو رحمہ اللہ نہ کہا جائے بلکہ ﷺ کہا جائے اسی طرح صحابہ کرامؓ کے ذکر جمیل کے وقت بھی رحمہ اللہ نہ کہا جائے بلکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا جائے۔

یہ کلمات دعائیہ نہیں

علامہ خفاجی آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔

لیس دعاء لهم بل اخبار بان الله رضی عنهم واعدلهم جنت النعیم (نسیم الریاض ج3 ص509)

رضی اللہ عنہم کے کلمات صحابہ کرامؓ کیلئے دعائیہ نہیں بلکہ اس بات کی خبر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگئے اور ان کے لئے جنت کو تیار فرمایا۔

راوی حدیث ☆ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ حدیث پاک کے راوی ہیں سلسلہ تحریر کو مزید جاری رکھنے سے پہلے حضرت جابرؓ کا مختصر سا تعارف تحریر کر کے صحابی رسول کو خراج تحسین پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرت جابرؓ مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ مدینہ شریف کے رہنے والے اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ کی روایت کرنے والے صحابہؓ سے ہیں۔ غزوہ بدر اور اس کے بعد پیش آنے والے تمام غزوات میں شریک ہوئے ہیں ایسے تمام غزوات کی تعداد اٹھارہ ہے۔ 74ھ میں مدینہ شریف میں وفات پائی۔ ان کی عمر 94 سال بتلائی جاتی ہے ایک قول کے مطابق صحابہ کرامؓ سے مدینہ منورہ میں وفات پانے والے سب سے آخری صحابی ہیں۔ یہ وہ نیک بخت صحابی رسول ہیں جنہیں غزوہ خندق کے موقع پر حضور ﷺ کی مہمانی کا خصوصی شرف حاصل ہوا تھا۔ پھر ان کی دولت کدہ پر حضور ﷺ کی تشریف آوری پھر وہاں پر معجزہ رسول ﷺ کا ظہور بھی ان کیلئے بہت بڑا شرف اور اعزاز تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی مہمانی خود حضرت جابرؓ کی زبانی

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ خندق کے دن ہم خندق کھودتے تھے اس میں ایک سخت پتھر آیا صحابہ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یہ پتھر بہت سخت ہے خندق میں جو ٹوٹتا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اتروں گا اور آپؐ کھڑے ہوئے اور آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا اور ہم نے تین روز تک کوئی چیز نہیں کھائی۔ آپؐ نے کدال لیا اس پتھر پر مارا تو وہ پھسلنے والی ریت کی طرح ہو گیا۔ میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے کیونکہ میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ پر سخت بھوک کا نشان ہے۔ اس عورت نے ایک تھیلی نکالی کہ اس میں ایک صاع جو تھے اور ایک بکری کا بچہ ہمارے پاس تھا۔ میں نے اس کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے اور ہم نے اس گوشت کو ہانڈی میں ڈالا اور میں نے چپکے سے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ ہم نے ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں آپ تشریف لائیں اور کچھ لوگ ساتھ لائیں۔ آپ نے آواز دی اے اہل خندق جابرؓ نے تمہاری مہمانی تیار کی ہے تم جلدی چلو اور آپؐ نے فرمایا۔ اے جابرؓ میرے آنے تک اپنی ہانڈی نہ اتارنا اور آٹا نہ پکانا آپؐ تشریف لائے اور میں آپؐ کے سامنے آٹا لے آیا جو گندھا ہوا تھا۔ آپؐ نے اس میں لعاب ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر آپ نے فرمایا کہ روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تیرے ساتھ روٹیاں پکائے اور چمچے کے ساتھ گوشت نکال اور ہانڈی کو چولہے سے مت اتارنا خندق والے ہزار آدمی تھے۔ اللہ کی قسم سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور پھر بھی باقی چھوڑ دیا اور وہ سب کھا کر چلے گئے اور ہماری ہانڈی ابھی جوش مارتی تھی اور آٹا بھی اسی طرح تھا۔ (متفق علیہ)

حقیقی اولیت

حضرت جابرؓ کی روایت کردہ حدیث پاک کے مطابق خلقت میں اولیت نور محمدی ﷺ کو حاصل ہے۔ حالانکہ ایک جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

اول ماخلق اللہ القلم۔	اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔
اول ماخلق اللہ العقل۔	اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا۔
اول ماخلق اللہ تعالیٰ الروح۔	اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے روح کو پیدا فرمایا۔

ان روایات کی روشنی میں نوری محمدی ﷺ کے ساتھ قلم، عقل اور روح کو بھی شرف اولیت حاصل ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ حضرت جابرؓ کی روایت کردہ حدیث پاک میں قلم، عقل، روح اور دیگر اشیاء کا نور محمدی ﷺ سے خلقت میں متاخر ہونا منصوص ہے۔

نوری محمدی ﷺ کا خلقت میں اول ہونا حقیقی ہے اور باقی اشیاء مثلاً قلم، عقل اور روح وغیرہ جن کی اولیت کا ذکر احادیث میں آیا ہے وہ اضافی ہے۔

اکثر بر آں رفتہ اند کہ اول حقیقی نور پیغمبر ماست ﷺ و اولیت روح و عقل و قلم اضافیست یعنی اول از مخلوقات از ارواح روح محمد ﷺ اول از مجردات عقل بود و از اجسام قلم۔ (معارج النبوۃ ص196 رکن اول)	اکثر حضرات یہ فرماتے ہیں خلقت میں اولیت حقیقی ہمارے پیغمبر ﷺ کے نور مبارک کو ہے۔ روح قلم اور عقل کی اولیت اضافی ہے۔ یعنی مخلوقات ارواح میں اولیت روح محمدی ﷺ کو مجردات میں عقل کو اور اجسام میں قلم کو اولیت حاصل ہے۔

خلقت میں اول ہونے کی نوعیت

حدیث جابر کے الفاظ ہیں۔

قال یا جابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نوربنیک من نورہ۔

بے شک اللہ تعالی نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا۔

جمال پاکش از نور جلال است — وجود نور را سایہ محال است

عالم ناسوت میں عالم لاہوت میں — کوندتی ہے ہر طرف برق جمال مصطفیٰ

طوالت سے دامن بچاتے ہوئے صرف دو ہم معنی روایات پیش خدمت ہیں۔

☆ علامہ جلال الدین المعروف ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی نقل فرماتے ہیں۔

اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق جمیع الکائنات۔

سب سے پہلے اللہ تعالی نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔

(المیلاد النبوی صفحہ 22)

☆ علامہ امام المہدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیء۔

حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالی نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔

(مطالع المسرات)

☆ حضرت علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں۔

ولذا کان نورہ صلی اللہ علیہ وسلم اول المخلوقات ففی الخبر اول ما خلق اللہ تعالی نور نبیک یا جابر۔

(روح المعانی پ20 ص96)

اس لئے حضور ﷺ کا نور اول المخلوقات ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالی نے پیدا فرمائی وہ تیرے نبی کا نور ہے اے جابر۔

حضرت جابرؓ کی روایت کردہ اس حدیث پاک میں نورہ کی ضمیر کا مرجع اللہ ہے۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کا نور اللہ جل شانہ کے ذاتی نور کا حصہ ہے کیونکہ مضاف اور مضاف الیہ میں مغایرت شرط ہے اور یہ اضافت تشریفی ہے۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سجدین

(پارہ14 ع3)

پس جب میں (آدم کے جسم کو) ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کو سجدہ کرنا۔

☆ حضرت علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

پس حق سبحانہ وتعالی خواست تا موجودات را از کتم عدم بفضائے عالم شہود وجود آرد نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم از پرتو نور احدیت خود بیروں آورد۔

(معارج النبوت ج1 ص188)

جب مشیت ایزدی اس بات پر آمادہ ہوئی کہ کائنات کو کتم عدم سے عالم وجود میں لائے تو اس نے اپنے نور کے پرتو سے نور محمدی ﷺ کو ظاہر فرمایا۔

پر تو اسم ذات احد پہ درود
نسخہ جامعیت پہ لاکھوں سلام

☆ حضرت علامہ فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وقد قال الاشعری انه تعالیٰ نور لیس کالانوار وروح النبوة القدسیة لمعة من نوره.

(نسیم الریاض ج2 ص396)

امام اشعری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نور ہے جو کسی نور کی مثل نہیں اور حضور ﷺ کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے۔

☆ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لما تعلقت ارادة الحق تعالیٰ بایجاد خلقه وتقدیر رزقه ابرز الحقیقة المحمدیة من الانوار الصمدیة فی حضرة الاحدیة.

(مواہب اللدنیہ ج1 ص5)

جب اللہ تعالیٰ نے ساری خلوق کو پیدا کرنے اور ان کے رزق کو مقدر کرنے کا ارادہ فرمایا تو انوار صمدیت سے حضرت احدیت میں حقیقت محمدیہ کو ظاہر فرمایا۔

اہل معرفت کے نزدیک نور محمدی ﷺ حقیقت محمدیہ ہے

پیر کرم شاہ صاحب الازہری ضیاء القرآن میں رقمطراز ہیں۔

اہل معرفت کی اصطلاح میں اسی نور کو حقیقت محمدیہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ حقیقت محمدیہ حقیقت الحقائق ہے۔ وبهذا الاعتبار سمی المصطفیٰ بنور الانوار وباب الارواح (زرقانی) یعنی اسی وجہ سے حضور ﷺ کو نور الانوار اور تمام ارواح کا باپ کہا جاتا ہے۔

یہ مسئلہ بڑا نازک ہے مجھ جیسے کم علم کو یہ زیبا نہیں کہ میں اس میں اپنی خیال آرائی کو دخل دوں

بہتر یہی ہے کہ ان نفوس قدسیہ کی تحقیقات ہدیہ قارئین کرنے پر اکتفا کروں جن کا علم و تقویٰ اہل شریعت و اہل طریقت دونوں کے نزدیک مسلم ہے اور جن کا قول ساری امت کے نزدیک حجت ہے۔ اس لیے میں حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا ایک اقتباس نقل کر رہا ہوں شاید جلوہ حسن محمدی کی جھلک، دیکھ کر چشم اشکبار مسکرا دے۔ کسی کے دل بیقرار کو قرار آ جائے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"جاننا چاہئے کہ پیدائش محمدیؐ تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے "خلقت من نور اللہ" کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش اس امکان سے پیدا ہوئی ہے جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کا خواہ کتنا ہی باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے لیکن آنحضرت ﷺ کا وجود مشہود نہیں ہوتا بلکہ ان کی خلقت و امکان کا منشاء عالم ممکنات میں سے ہی نہیں کیونکہ اس عالم سے برتر ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا۔ نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب جہاں میں ان سے لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔"

(دفتر سوم ترجمہ مکتوب نمبر 100 ص 666 ضیاء القرآن ج3 ص59)

"نور محمدی ﷺ کی خلقت کیلئے وقت کا تعین ممکن نہیں"

نور محمدی ﷺ کی خلقت کیلئے وقت کا تعین ممکن نہیں۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور ایک نور تھا۔ (زرقانی، مواہب، سیرۃ الحلبیہ)

ضروری وضاحت

حضرت علیؓ کی روایت کردہ مندرجہ بالا حدیث میں چودہ ہزار سالوں کا ذکر آیا ہے اب اگر کسی روایت میں اس سے زیادہ سالوں کا ذکر ہو (جیسا کہ اگلی روایتوں میں آ رہا ہے) تو ان میں تعارض نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا۔

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ ایک اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

والاقل لاينفى الاكثر.

اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا۔

(نسیم الریاض ج 3 ص 489)

لہذا چودہ ہزار سالوں سے زیادہ مدت ہو سکتی ہے اور اس قسم کی روایتوں میں تعارض نہیں سمجھا جائیگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھ دیں اور اس کا عرش پانی پر تھا اور جو کچھ اس نے ام الکتاب میں تحریر فرمایا من جملہ اس کے یہ لکھا کہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (مواہب ص 6 بحوالہ مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا جبرائیلؑ ذرا یہ تو بتاؤ تمہاری عمر کتنی ہے۔ حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا یارسول اللہ عمر کا تو مجھے صحیح علم نہیں لیکن ہاں اتنا یاد ہے کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ہر ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ چمکتا تھا میں نے اپنی زندگی میں اس کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا حضور ﷺ نے فرمایا۔

وعزة ربى انا ذالك الكوكب.

میرے رب کی عزت کی قسم، وہ ستارہ میں ہی تھا۔

(سیرۃ حلبیہ ج 1 ص 34 جواہر البحار ص 776) روح البیان ج 3 ص 543

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کیلئے دن، وقت، تاریخ اور سال کا تعین تو ہے (جیسا کہ تفصیلاً آئندہ صفحات پر اس کا بیان ہے) مشہور اور مختار قول کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت بوقت صبح صادق بروز پیر بتاریخ 12 ربیع الاول عام الفیل مطابق 22 اپریل 571ء کو ہوئی۔ لیکن حضور ﷺ کی خلقت کیلئے وقت دن تاریخ اور سال کا تعین کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ کوئی بھی اس وقت کا تعین نہیں کر سکتا کہ نور محمدی ﷺ کو عالم وجود میں کب سے منتقل فرمایا گیا۔

خلقت کے بعد نور محمدی ﷺ کی تسبیح وتحمید

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا عمر تم جانتے ہو میں کون ہوں پھر خود فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

فسجدلله فبقى فى سجوده سبع مائة عام فاول كل شى سجدلله نورى.

پس اس (نور محمدی ﷺ) نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضور سجدہ کیا وہ سجدہ سات سو سال تک جاری رہا اور اللہ کی بارگاہ میں سب سے پہلے میرے نور نے سجدہ کیا۔

(جواہر البحار ج 2 ص 345)

☆ حدیث جابرؓ کے الفاظ ہیں۔

فعبدالله ذالك النور فى كل حجاب الف سنة

پھر اس نور نے ہر حجاب میں ایک ایک ہزار سال عبادت فرمائی۔

جواہر البحار کی روایت میں سات سو سال اور حضرت جابرؓ کی روایت میں بارہ حجابات کا ذکر ہے۔ ان میں سے ہر حجاب میں ایک ایک ہزار سال عبادت کرنے کا ذکر آیا ہے۔ ان میں کوئی تعارض نہیں جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ" والاقل لاینفی الاکثر "اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا۔

☆ حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وهذا يويد انه صلى الله عليه وسلم مرسل للملائكة كغيرهم.

(نسیم الریاض ج 2 ص 201)

یہ (ملائکہ کی آپ کیساتھ تسبیح) اس بات کی تائید ہے کہ آپ دوسری مخلوقات کی طرح ملائکہ کے بھی رسول ہیں۔

ارواح انبیاء کی فیض یابی

حضرت میسرہ والضبیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔

متى كنت نبيا قال و ادم بين الروح والجسد.

(مواہب ج 1 ص 6)

آپ کب سے نبی تھے تو آپؐ نے فرمایا آدم روح اور جسد کے درمیان تھے (یعنی ابھی ان کے جسم مبارک میں روح بھی نہیں پھونکی گئی تھی)

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد پڑھا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے تو خیال آیا کہ اس وقت نور نبوی ﷺ کس حال میں تھا۔ میں نے اپنے آقا ﷺ کے حضور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ مجھ پر اپنے اس فرمان کا معنی واضح فرما دیجئے۔" میرا التجا کرنا تھا کہ اچانک حضور ﷺ کی روح طیبہ مجھ پر اس حال میں منکشف ہوئی جس حال میں وہ

تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے تھی اور تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی روحیں اس سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔ (تفہیمات الٰہیہ)

فیض الٰہی کا واسطہ

سید محمود آلوسی آیت کریمہ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وكونه صلى الله عليه وسلم رحمة للجميع باعتبار انه عليه الصلوة والسلام واسطة الفيض الالهي على الممكنات على حسب القوابل ولذا كان نوره صلى الله تعالى عليه و آله وسلم اول المخلوقات و في الخبر "اول ما خلق الله تعالى نور نبيك يا جابر و جاء" الله تعالى المعطى وانا القاسم وللصوفية قدست اسرارهم في هذا الفصل كلام فوق ذالك. (روح المعانی)

یعنی حضور نبی کریم ﷺ کا تمام کائنات کیلئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالم امکان کی ہر چیز کو حسب استعداد جو فیض الٰہی ملتا ہے وہ حضورؐ کے واسطہ سے ہی ملتا ہے اسی لیے حضور کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اور دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں (اس کی رحمت کے خزانوں کو) بانٹنے والا ہوں اور صوفیائے کرام قدست اسرارہم نے اس ضمن میں اسرار و معارف بیان کیے ہیں

وہ دانائے رسل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا،

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

خلقت آدم علیہ السلام اور نور محمدی ﷺ

الابابي من كان ملكا وسيدا و آدم بين الماء والطين واقف. (ابن عربی)

میرے ماں باپ اس سردار اور فرمانروا پر قربان جو اس وقت تھا جب آدم کا خمیر پانی اور مٹی سے تیار ہو رہا تھا

دل مخلوق میں یوں راہ اندیشے نے جب پائی
تسلی کے لئے فوراً ندا جبرائیل کی آئی
کہ اے طاعت گذار و امر ربی کے پرستارو
بنام حضرت حق امن و راحت کے طلبگارو
نگاہ غور سے دیکھو ذرا آدم کی پیشانی
نظر آتی نہیں کیا ایک خاص الخاص تابانی
یہی جلوہ ہے تخلیق جہاں کی علت غائی
اسی کی روشنی ہے دیدۂ ہستی کی بینائی
یہی جلوہ ہے پہلے جس کو سجدہ کر چکے ہو تم
اسی جلوے سے دامان بصیرت بھر چکے ہو تم

خلقت آدم علیہ السلام

☆ حدیث جابرؓ کے الفاظ ہیں۔

ثم خلق الله آدم من الارض وركب فيه النور في جبهته.

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا اور اس نور کو ان کی پیشانی میں رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کا ارادہ فرمایا تو ملائکہ کو زمین سے مٹی لانے کا حکم فرمایا۔ آخر میں حضرت عزرائیل علیہ السلام زمین پر تشریف لائے۔

☆ تفسیر قرطبی میں ہے۔

فاخذ من وجه الارض وخلط لم ياخذ من مكان واحد واخذ من تربة حمراء وبيضاء وسوداء. (تفسیر قرطبی ج1 ص280)

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کل روئے زمین سے مختلف رنگ کی سرخ سفید اور سیاہ خاک لی اور سب ملاکر حاضر کردی۔

فخلقه الله بيده.

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کا قالب بنایا اور ان کی جبین میں ایک گڑھا سا رکھ دیا۔

نور محمدی ﷺ کی جبین آدم علیہ السلام میں جلوہ فرمائی

☆ حدیث جابرؓ کے الفاظ ہیں۔

وركب فيه النور في جبهته.

اور اس نور کو (اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی) پیشانی میں رکھا۔

☆ علامہ معین واعظ کاشفی فرماتے ہیں۔

چون تسویہ قالب ادم باتمام رسید و وقت دمیدن روح آمد اول خطاب بجبرائیل علیہ السلام رسید کہ اے جبرائیل آن درج گرانمایہ عالی مقدار کہ از خاک پاک کافور ناک روضہ مقدسہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کہ ترتیب نمودہ بودے ،وباب تسنیم وسلسبیل غوطہ دادہ وجائی صدف گوھر نور محمد ﷺ است وباساق عرش آویختہ است بیارو درمیان دوابروی آدم صفاکی گذاشتہ ایم در آنجا ودیعت نہ کہ صفائے نور وے آدم علیہ السلام ازان نور جواھد بود جبرائیل فرمان بجا آورد۔

(معارج النبوة رکن اول صفحہ نمبر 218)

جب قالب آدم تکمیل کے مرحلے سے گزر گیا اور اس میں روح پھونکنے کا وقت آیا۔اس وقت سب سے پہلے حضرت جبرائیل کو خطاب ہوا کہ اس عالی مرتبت ذی عزت وذی وقار جوہر کو (جو باعث تخلیق کائنات خواجہ لولاک جناب احمد مجتبیٰ ﷺ کے روضہ پاک کی خاک اقدس سے بنایا اور اسکو آب تسنیم اور نہر سلسبیل میں دھویا گیا تھا) جو نور محمدی ﷺ کے گوہر کا صدف ہے۔جس کو عرش کے پائے میں لٹکایا گیا تھا لے کر آئیں اور جبین آدم میں جو گڑھا میں نے رکھا ہے اس سے اس گڑھے کو پر کریں اور یہ امانت جناب آدم علیہ السلام کی پیشانی کی تابندگی کا سبب ہوگی۔حضرت جبرائیل نے حکم کی تعمیل کی۔

نگاہ غور سے دیکھو ذرا آدم کی پیشانی
نظر آتی نہیں کیا ایک خاص اقاص تابانی

جمال نور محمدی ﷺ کا اثر

علامہ معین واعظ کاشفی فرماتے ہیں کہ جب قالب آدم تیار ہوگیا تو اللہ جل شانہ نے روح سے فرمایا۔

ادخل فی ھذا الجسد الذی خلقتہ

(معارج النبوة رکن اول ج ا ص 219)

اس جسم میں داخل ہو جس کو میں نے پیدا کیا ہے۔

اس پر روح نے معذرت کی۔

☆ علامہ معین کاشفی نے اس کا پس منظر یوں بیان کیا ہے۔

گویند سبب کراھت روح بجھت آن بود کہ وے لطیف بودو نورانی وبدن آدم کثیف وظلماتی از درآمدن دران و اختلاط وھمنشینی باوابا میکرد اماچون شمع جمال محمد ﷺ را درلگن پیشانی آدم علیہ السلام برافروختند شعاعی از نور قدس درآن حرم سرائے انس تابان شد درزمان روح راعشق جمال محمد ﷺ گریبان گرفت بسرور ازطرف فوق بذوق و شوق تمام بفرق آدم علیہ السلام نزول فرمود۔ (معارج النبوة رکن اول ص219)

روح کی معذرت کرنے کا بظاہر سبب یہ تھا کہ روح لطیف اور نورانی ہے جبکہ جسم آدم (بظاہر) کثیف اور ظلماتی۔اس لئے روح اختلاط وہم نشینی سے انکار اور معذرت کر رہی تھی۔لیکن جب شمع جمال مصطفائی ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں منور کیا گیا اور اس کی نورانی شعاؤں سے جسم آدم منور ہوا فوراً عشق ومحبت کی آگ اس روح کے اندر روشن ہوگئی اور بلاتردد حضرت آدم علیہ السلام کے سرمبارک کی جانب سے داخل ہوگئی۔

اظہار مقام محمدی ﷺ

صاحب نسیم الریاض، مواہب اللدنیہ اور البدایہ والنہایہ حضرت عمرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما اقترف الخطیة قال یارب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال الله یا آدم وکیف عرفت محمدا ولم اخلقه قال لانک یارب خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال الله تعالی صدقت یا آدم انه لا حب الخلق الی واذا سالتنی بحقه قد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک.

(البدایہ والنہایہ ج 1 ص 75)
(نسیم الریاض ج 2 ص 224)
(مواہب ج 1 ص 12)

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام نے خطا کی تو کہا اے رب محمدؐ کے طفیل تو میری مغفرت کر دے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے پوچھا اے آدم تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ان کو ابھی پیدا نہیں کیا۔ انہوں نے عرض کیا اے رب میں نے محمد ﷺ کو یوں پہچانا کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنی روح مجھ میں پھونکی میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو قوائم عرش پر میں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کی طرف اضافت نہیں کی ہے مگر اس ہستی کی جو تیرے نزدیک احب الخلق (سب مخلوق سے زیادہ محبوب) ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا محمدؐ میرے نزدیک ابتہ احب الخلق ہیں جس وقت تم نے بحق محمد مجھ سے سوال کیا ہے تحقیق میں نے تمہاری مغفرت کر دی محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

وہ نور لم یزل جو باعث تخلیق آدم ہے
خدا کے بعد جن کا اسم اعظم اسم اعظم ہے

ثنا خواں جس کا قرآن ہے ثنا ہے جس کی قرآن میں
اسی پر میرا ایمان ہے وہی ہے میرے ایمان میں

☆ حضرت علامہ معین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

چوں دیدہ پسندیہ اش بلوامع نور روح روشن گشت نخست نظرش بر لوح محفوظ وعرش افتاد بر ساق عرش مکتوب دید کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ.

(معارج النبوۃ رکن اول ج 1 ص 219)

جب قالب آدم علیہ السلام میں روح پھونک دی گئی اور ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں تو ان کی سب سے پہلی نظر جو اٹھی تو لوح محفوظ اور عرش پر پڑی تو انہوں نے عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا۔

سبحان اللہ جسم مبارک کو لٹائے جانے کا انداز ہی کیا تھا کہ پہلی نظر عرش الٰہی پر پڑی اور نگاہ اولین میں عرش الٰہی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔

کنیت آدم علیہ السلام اور مقام محمدی ﷺ

اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت خود ہی ابو محمد فرمائی اور پھر اپنے حبیب ﷺ کی شان وعظمت کو ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خود ہی الہام فرمایا کہ وہ اس بارے میں سوال کریں۔ سبحان اللہ ما اکرمک۔

☆ صاحب مواہب اللدنیہ لکھتے ہیں۔

وفی مولد الشریف طغر بیک یروی انه لما خلق الله تعالی ادم الهمه ان قال یارب لم کنیتنی ابامحمد قال الله تعالی یا ادم ارفع راسک فرفع راسه فرای نورمحمد صلی الله علیه وسلم فی سرادق العرش یارب ما هذا النور قال هذا نورنبی من ذریتک اسمه فی السماء احمد وفی الارض محمد لولاه ماخلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضا۔

(مواہب اللدنیہ ج1 ص9)

ابن ظفر بیک کے مولد شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو الہام کیا انہوں نے پوچھا اے میرے رب تو نے میری کنیت ابومحمد کس لئے رکھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم اپنا سر اوپر اٹھاؤ۔ انہوں نے سر اٹھایا تو محمد کا نور سرادق عرش میں دیکھا۔ آدم علیہ السلام نے پوچھا اے رب یہ کیا نور ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اس نبی کا نور ہے جو تیری اولاد سے ہے اس کا نام آسمان پر احمد اور زمین پر محمد ہے اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا نہ آسمان کو پیدا کرتا نہ زمین کو۔

سجود ملائکہ نور محمدی ﷺ کی تعظیم

ملائکہ کا سجدہ تعظیم اصل میں نور محمدی ﷺ کو سجدہ تعظیم تھا۔ بطور تمہید یہاں تحریر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ سجدہ کتنے ملائکہ نے کیا، کس دن کیا، اور کتنا طویل کیا۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذقلنا للملئکة اسجدوا لادم۔ (پارہ1 ع4)

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کیلئے سجدہ کرنے کا حکم فرمایا جاننا چاہئے کہ یہ سجدہ تعظیم کا تھا۔ عبادت کا نہیں تھا کیونکہ سجدہ عبادت کسی بھی شریعت میں غیر اللہ کو جائز نہیں تھا۔ ہاں البتہ تعظیم کا یہ سجدہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں جائز تھا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم کیلئے آپ کے بھائیوں نے آپ کو سجدہ[1] کیا لیکن شریعت محمدی ﷺ میں تعظیم کا سجدہ بھی حرام قرار دیا گیا۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شام آیا تو دیکھا کہ نصرانی اپنے بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں تو میں نے (واپسی پر) آپؐ سے عرض کیا کہ آپؐ اس کے زیادہ حق دار ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا نہیں! اگر میں کسی شخص کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کے واسطے دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو (عظمت کی وجہ سے) سجدہ کرے۔

ملائکہ کی تعداد

☆ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ومایعلم جنود ربک الا هو۔ (پارہ29 ع15)

اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر وہ خود۔

حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے آپؐ نے پوچھا جو کچھ میں سن رہا ہوں تم بھی سن رہے ہو صحابہ نے عرض کیا ہم کچھ نہیں سن رہے فرمایا میں آسمان کی چرچراہٹ کی آواز سن رہا ہوں اور تم اسے اس پر ملامت نہیں کر سکتے کیونکہ آسمان پر ایک بالشت بھی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ نہ کر رہا ہو یا قیام میں نہ ہو۔

---

1 وخروا له سجدا (یوسف) اور سب آپ کیلئے سجدہ میں گر پڑے۔

اسی طرح زمین کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت کعبؓ روایت فرماتے ہیں۔

عن کعب رضی اللہ عنہ مامن موضع جرم ابرۃ فی الارض الاوملک موکل بھایرفع علم ذالک الی اللہ تعالیٰ. (مرقاۃ ج1 ص310)

زمین پر سوئی رکھنے کی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں فرشتہ مقرر نہ ہو اور وہ فرشتہ اس مقام کا علم (باوجود جاننے کے) اللہ جل شانہ کو نہ پہنچاتا ہو۔

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لایعلم عدتھم الااللہ. (نسیم الریاض ج3 ص305)

ان (فرشتوں) کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ملائکہ کی تعداد کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔

طویل ترین سجدہ

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ قال کان السجود یوم الجمعۃ من وقت الزوال الی العصر. (مواہب اللدنیہ ج1 ص10)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ سجدہ جمعۃ المبارک کے دن زوال کے وقت سے لیکر عصر تک تھا۔

یہ اصول ذہن میں رہے کہ "والاقل لاینفی الاکثر" اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا۔

☆ علامہ معین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چون ملائکہ بسجدہ آدم علیہ السلام اقدام نمودند در آں سجدہ مدت صد سال بماندند و بروایتی پنج صد سال. (معارج النبوۃ ج1 ص232)

جب ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیم بجالائے تو سو سال سجدے میں رہے اور ایک روایت کے مطابق پانچ سو سال۔

یہ سجدہ کتنے ملائکہ نے کیا

☆ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون الاابلیس ابی ان یکون مع السجدین. (پارہ 14 ع3)

پس سارے کے سارے فرشتے سربسجود ہو گئے سوائے ابلیس کے اس نے انکار کر دیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔

یہ سجدہ کسی فرشتے کا انفرادی سجدہ نہیں تھا کسی خاص آسمان والے فرشتوں کا سجدہ نہیں تھا بلکہ یہ سب کے سب ملائکہ کا سجدہ تھا صرف ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قال یاابلیس مالک الاتکون مع السجدین. قال لم اکن لاسجدبشرا خلقتہ من صلصال من حماء مسنون. (پارہ 14 ع3)

ابلیس کیا وجہ ہے کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا؟ کہنے لگا میں گوارا نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا بجنے والی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار تھی۔

☆ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فاخرج منها فانک رجیم وان علیک اللعنة الی یوم الدین. (پارہ 14ع3)

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا نکل جا یہاں سے تو مردود ہے اور بلاشبہ تجھ پر لعنت ہے روز جزا تک۔

سجدہ کرنے میں شان اولیت

☆ امام جعفر صادق رحمۃ علیہ سے روایت ہے۔

عن جعفر صادق رحمه الله تعالیٰ انه قال اول من سجد لادم جبرائیل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم عزرائیل ثم الملائكة المقربون. (المواہب ج1ص10)

حضرت امام جعفر صادقؒ روایت کرتے ہیں (کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو) سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام نے سجدہ فرمایا پھر حضرت میکائیل، پھر حضرت اسرافیل، پھر حضرت عزرائیل اور مقربین ملائکہ نے سجدہ کیا۔

فائدہ:

اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر تمام ملائکہ نے یہ سجدہ بیک وقت بلا تاخیر فرمایا تاہم قدرے تقدم سے یہ سجدہ کرنے کا اعزاز ان ملائکہ نے حاصل کیا۔

تمنا مختصر سی تھی مگر تمہید طولانی

اصل میں سجدہ کس کو تھا

☆ حضرت امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔

ان الملائكة امروا بالسجود لادم ان نور محمد ﷺ کان فی جبهته. (تفسیر کبیر ج2ص318)

تحقیق ملائکہ جنہیں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں محمد کا نور تھا۔

☆ علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی اسی تفسیر کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

واما السجود الملائكة لادم فقال الفخر الرازی فی تفسیره ان الملائكة امروا بالسجود لادم لاجل ان نور محمد ﷺ کان فی جبهته. (مواہب ج1ص380)

امام فخر الدین رازی آدم علیہ السلام کیلئے ملائکہ کے سجدہ تعظیم کے سلسلے میں اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں تحقیق ملائکہ جنہیں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں محمد کا نور تھا۔

ملائکہ نے کیا تھا اس سبب سے سجدہ آدم کو
کہ پیشانی سے ان کی نور تھا پیدا محمد کا

..... ☆ .....

محمد مصطفیٰ محبوب داور سرور عالم
وہ جس کے دم سے مسجود ملائک بن گیا آدم

نکاح آدم اور حبیب خدا ﷺ کا ذکر جمیل

حضرت آدم علیہ السلام خلقت کے بعد نوع انسان میں فرد واحد تھے عالم تنہائی میں تھے۔ اپنی جنس میں کوئی آپ کا ساتھی نہ تھا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت آدمؑ کے انس کیلئے حضرت حواء کو پیدا فرمایا۔

☆ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ثم خلق الله تعالى حوا زوجته من ضلع من اضلاعه اليسرى وهو نائم.

(مواہب ج 1 ص 10)

پھر اللہ تعالیٰ نے ان (حضرت آدمؑ) کی زوجہ کو ان کی بائیں پہلو کی پسلیوں میں سے ایک پسلی سے اس وقت پیدا فرمایا جس وقت وہ سو رہے تھے۔

☆ علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تحریر کیا ہے۔

روز نخست آدم را انیسی مے بایست کہ با و انس گیرد و الیفے کہ خاطر با و الفت پذیرد دریں فکر بود کہ خواب بروے غلبہ کرد برسم قیلولہ بخواب رفت واقعہ آفرینش حواء روی نمود واز استخوان بالائی پہلوی چپ آدم علیہ السلام حواء را خلق کرد چنانچہ آدم راخبر نہ شد. (معارج النبوۃ رکن اول ج 2 ص 238)

حضرت آدم علیہ السلام کو ایک مونس اور غمخوار کی ضرورت محسوس ہوئی تا کہ اس کی رفاقت میں الفت پائیں آپ اسی فکر میں تھے کہ آپ پر نیند کا غلبہ ہوا رسم قیلولہ کے طور پر آپ نے آرام فرمایا اور حضرت حواء کی خلقت کا واقعہ اس طرح رونما ہوا کہ آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی کی اوپر والی ہڈی سے حضرت حواء علیہا السلام کی خلقت کی گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اس کی خبر تک نہ ہوئی۔

چنانچہ آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو اپنی جنس سے ایک پاکیزہ حسین وجمیل عورت کو دیکھا آپ نے اس سے سوال فرمایا تم کون ہو؟ حضرت حوا نے جواب دیا میں تمہارے ہی بدن کا ایک جزو ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے تیرے انس کیلئے پیدا فرمایا ہے۔

بے مثال تقریب نکاح

حضرت حوا کی خلقت کے بعد نکاح کی تقریب سعید کا انعقاد کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ایک خصوصی مسند لانے کا حکم دیا۔ حضرت حواء کو بھی خصوصی مسند (کرسی) پر بٹھایا گیا۔ تمام ملائکہ نے حکم الٰہی سے حاضری کا شرف حاصل کیا اور آدم علیہ السلام کو گھیرے میں لے لیا۔

☆ علامہ معین کاشفی علیہ الرحمہ نے اس تقریب کا یوں ذکر فرمایا ہے۔

آدم علیہ السلام را بالائے کرسی بنشاند و ملائکہ جمع آمدند حق تعالیٰ فرمود اے آدم حواء را خطبہ کن یعنی خواستگاری نما آدم خطبہ کرد حق تعالیٰ او را باآدم داد.

(معارج النبوۃ رکن اول ص 240)

تمام ملائکہ اکٹھے ہوئے اور آدم علیہ السلام کو کرسی پر بٹھایا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! حواء کو نکاح کیلئے طلب کرو۔ آدم علیہ السلام نے طلب کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام کی زوجیت میں دے دیا۔

نکاح کی اس سب سے بڑی اور پہلی تقریب سعید کا خطبہ نکاح خود اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

خطبہ نکاح اور مقام محمدی ﷺ کا اظہار

عالم انسانیت میں ازدواجی سلسلے میں منسلک ہونے کا یہ پہلا نکاح تھا اور اس لحاظ سے بھی انفرادی حیثیت کا حامل تھا کہ اس میں نکاح کا خطبہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے خود ارشاد فرمایا خطبہ نکاح میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد و ثناء کے بعد اپنے محبوب جناب نبی کریم ﷺ کیلئے بہت انوکھے نرالے اور بہت ہی بڑے اعزاز کا ذکر جمیل فرمایا اور وہ اعزاز آپ کیلئے ''حبیب اللہ'' ہونے کا ہے۔

☆ خطبہ نکاح نقل کرتے ہوئے علامہ معین کاشفی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

حق تعالیٰ خطبہ بخودی خود برخواند و خطبہ بقول اصح این بود خطبہ آدم علیہ السلام این است۔ (معارج النبوۃ رکن اول ص 240)

باری تعالیٰ نے نکاح کا خطبہ خود ارشاد فرمایا صحیح روایتوں کے مطابق آدم علیہ السلام کے نکاح کے موقع پر پڑھا جانے والا خطبہ یہ ہے۔

خطبہ نکاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد ثنائی والکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری والخلق کلھم عبیدی وامائی ومحمد حبیبی ورسولی انی قد زوجت الاشیاء لیستدلوا بہ علی وحدانیتی اشھدوا ملائکتی وسکان سموتی وحملۃ عرشی انی قد زوجت امتی حواء بدیع فطرتی وضیع قدرتی آدم علیہ السلام بصداق تسبیحی تھلیلی وتنزیھی وتقدیسی وھی شھادہ ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ یاادم ویاحواء اسکنا جنتی وکلا من ثمرتی ولا تقربا شجرتی والسلام علیکما ورحمتی۔ (معارج النبوۃ ص 240/رکن اول باب دوم)

خطبہ نکاح کی عبارت میں ''محمد حبیبی ورسولی'' کی عبارت اللہ کے ہاں آپ ﷺ کے مرتبہ و مقام کی نشاندہی کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد و ثناء کے بعد اور ایجاب و قبول سے پہلے تمام ملائکہ حاملین عرش حضرت آدم و حضرت حواء علیہما السلام کی موجودگی میں اس بات کا اعلان (کما یلیق بشانہ) فرمایا محمد ﷺ میرے حبیب اور میرے رسول ہیں۔

اس وقت سے لیکر آج تک خطبہ نکاح پڑھا جاتا ہے۔ خطبہ پڑھنا سنت ہے۔ خطبہ نکاح ایجاب و قبول کرانے سے پہلے کھڑے ہو کر پڑھا جائے۔

حضرت حواء علیہا السلام کا حق مہر

حضرت آدم و حواء علیہما الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں حضور ﷺ پر درود پاک پڑھنا اس عقد کا حق مہر قرار دیا گیا۔

ملاحظہ فرمائیں۔

☆ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وذکر ابن الجوزی فی کتابہ صلوۃ الاحزان انہ لما رام القرب منھا طلبت منہ المھر فقال یارب وماذا اعطیھا فقال یاادم صل علی حبیبی محمد بن عبداللہ عشرین مرہ ففعل۔ (نشر الطیب ص 14 مواہب ج 1 ص 10)

علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب صلوۃ الاحزان میں نقل فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب حضرت حواء علیہا السلام سے قربت کرنا چاہی تو انہوں نے مہر طلب فرمایا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں ان کو مہر میں کیا چیز دوں۔ ارشاد ہوا اے آدم! میرے حبیب محمد بن عبداللہ ﷺ پر بیس مرتبہ درود بھیجو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نکاح کی اس تقریب میں بھی اپنے حبیب کا ذکر خطبے میں فرمایا اور اس تقریب سعید کے بعد پھر مزید اپنے حبیب کی شان وعظمت کو یوں ظاہر فرمایا کہ حضرت حواء نے جناب آدمؑ سے مہر طلب فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مہر کی ادائیگی کیلئے ایسا انوکھا اور نرالہ حکم فرمایا جو اپنی مثل آپ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے حبیب کی ذات گرامی پر بیس مرتبہ درود پاک پڑھنے کا حکم فرمایا اور اپنے حبیب کا مزید تعارف محمد بن عبداللہ سے فرما کر اس بات کو یقینی طور پر واضح فرمایا کہ میرے حبیب محمد بن عبداللہ ہیں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے بیس مرتبہ درود پاک پڑھا یوں حضرت حوا علیہا السلام کا مہر ادا ہوا۔

وسیلہ آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کی شجرِ ممنوعہ سے پھل کھانے کی خطا، حضور ﷺ کے وسیلے سے معاف ہوئی۔

یا ادم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منھا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین۔ (پارہ 1 رکوع 4)

اے آدمؑ! تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہائش رکھو اور تم دونوں اس میں سے جو چاہو جہاں سے چاہو کھاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں (شامل) ہو جاؤ گے۔

حضرت آدم اور حضرت حواء علیہا السلام کو جنت سے تمام فواکہات (پھل) کھانے کی کھلی اجازت تھی ہاں البتہ شجرہ ممنوعہ (گندم) سے کھانا روک دیا گیا تھا۔ ان کے مقابلے میں شیطان سجدہ تعظیم نہ کرنے کی وجہ سے راندہ درگاہ ہو چکا تھا اور اسے عزت کے مقام سے ہٹا دیا گیا تھا۔ اس لئے شیطان کے دل میں حضرت آدمؑ کی دشمنی جاگزیں ہو گئی اس نے سوچا اس شجرہ ممنوعہ کے ذریعے اپنی آتش انتقام کو بجھایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ شیطان

ملعون نے اسی شجرہ ممنوعہ کو موضوع کلام بنایا اور فرش زمین سے عالم بالا کی طرف روانہ ہوا اور مختلف حیلوں سے آدم علیہ السلام کے پاس پہنچا اور اس طرح نوحہ کیا کہ اس کے نوحہ اور گریہ نے ان دونوں کو غمگین کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے شیطان نے کہا کہ میں تم دونوں پر روتا ہوں کہ تم دونوں مر جاؤ گے اور جنت کی نعمتوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ میں تمہیں ایک ایسا پھل کھانے کیلئے کہتا ہوں جس سے تمہیں ابدیت نصیب ہوگی۔ اور تمہیں اس درخت کا پھل کھانے سے اس لئے روکا گیا ہے کہ تمہیں ابدیت نصیب نہ ہو اور اپنی اس بات کو پکا اور سچا کرنے کیلئے ایک بار نہیں ستر بار قسمیں کھائیں۔

☆ تفسیر قرطبی میں حضرت قتادہ سے روایت ہے۔

قال قتادۃ حلف باللہ حتی خدعھما۔ (تفسیر قرطبی ج 7 ص 180)

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں کھا کر آخر کار ان دونوں کو دھوکہ میں ڈال دیا۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے خیال فرمایا کہ شیطان لاکھ نافرمان اور میرا دشمن سہی لیکن اللہ تعالیٰ کا نام لے کے جھوٹی قسمیں نہیں کھا سکتا۔

☆ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔

فلما ذاقا الشجرۃ بدت لھما سواتھما وطفقا یخصفان علیھما من ورق الجنۃ وناداھما ربھما الم انھکما عن تلکما الشجرۃ واقل لکما ان الشیطان لکما عدو مبین۔ (پارہ 8 ع 9)

پھر جب دونوں نے درخت (کا پھل) چکھ لیا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگ گئے انہیں ان کے رب نے ندا دی کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔ اور کیا میں نے نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عاجزی اور لاچاری کے عالم میں اپنی خطا پر نادم ہوتے ہوئے عرض کیا۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۔
(پارہ8ع9)

اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

☆ اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

قال اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین۔
(پارہ8ع9)

فرمایا نیچے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانہ ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔

چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر دونوں کو زمین پر اتار دیا۔

الطاف الٰہیہ سے یکبارگی محرومی اور اس کے ساتھ جنت سے نکلنے کا غم بھی کوئی معمولی غم نہ تھا۔ یہ غم اس درجہ غالب رہتا کہ زاروقطار روتے ہی رہتے۔ تین سو سال تک روتے رہے۔

مجاہد فرماتے ہیں کہ سو سال تک اس طرح روتے رہے کہ شرم کے مارے آسمان کی طرف سر نہیں اٹھاتے تھے آخر سالہا سال روتے گزر گئے دن رات کے آہ وفغاں سے صدیاں گزر گئیں لیکن مغفرت کی خوشخبری نہ ملی آخر ایک دن ایسے کلمات زبان سے نکلے کہ رب العالمین کو ترس آ گیا چشم عنایت مائل بہ کرم ہوگئی۔

فتلقی ادم من ربه کلمت فتاب علیه۔
(پارہ1ع4)

پھر آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لئے پس اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی۔

اکثر مفسرین کی رائے کے مطابق یہ کلمات ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین ہیں۔ اور یہ کلمات آپ کو جنت سے نکلنے سے پہلے ہی القاء کر دیے گئے تھے ان کلمات کو بھی ورد زبان رکھا۔ ہر وقت بارگاہ الٰہی میں حصول مغفرت کیلئے التجا فرماتے رہے اور ایک دن یوں عرض گزار ہوئے۔

اگر نام محمدؐ را نیاوردے شفیع آدمؑ

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اقترف آدم خطية قال يارب اسئلك بحق محمد لما غفرت لي فقال الله تعالى يادم و كيف عرفت محمدا ولم اخلقه قال لانك يارب لما خلقتني بيدك ونفخت في من روحك رفعت راسي فرايت على قوالم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك فقال الله تعالى صدق يا ادم انه لاحب الخلق الي واذا سالتني بحقه قدغفرت لك ولو لا محمد ما خلقتك.

(رواہ البیہقی، مواہب اللدنیہ ج1 ص12)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدم نے خطیہ (خطاء) کی کہا اے رب محمدؐ کے طفیل تو میری مغفرت کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدمؑ تم نے محمدؐ کو کیونکر پہچانا حالانکہ میں نے ابھی انہیں پیدا ہی نہیں کیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا اے رب میں نے محمد کو یوں پہچانا جبکہ تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور تو نے اپنی روح مجھ میں پھونکی میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو قوائم عرش پر میں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کی طرف اضافت نہیں کی مگر اس ذات کی جو تیرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدمؑ تم نے سچ کہا محمدؐ میرے نزدیک البتہ احب الخلق ہیں۔ جس وقت تو نے محمد کے وسیلے سے مجھ سے سوال کیا تحقیق میں نے تمہاری مغفرت کر دی اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

رب کریم کو رحم آ گیا

حضرت جبرائیل علیہ السلام امر ربی پا کر نازل ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو حضورؐ کے وسیلہ سے معافی مانگنے کا طریقہ سکھلایا۔ رب العزت نے معافی فرمائی۔ ان دعائیہ کلمات کو علامہ سید مہر علیشاہ نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب تحقیق الحق فی کلمۃ الحق میں فتوحات جلد رابع کے حوالے سے یوں نقل کیا ہے۔

قال له جبريل عليه السلام يا آدم تكلم بهؤلاء الكلمات فان الله تعالى غافر ذنبك وقابل توبتك قال فما هي قال قل اللهم انى اسألك بحق محمد وال محمد سبحانك اللهم وبحمدك عملت سوء او ظلمت نفسي فاغفرلي فانه لايغفر الذنوب الا انت فارحمني و انت خير الراحمين سبحانك اللهم و بحمدك لا اله الا انت عملت سوء او ظلمت نفسي فتب على انك انت التواب الرحيم سبحانك اللهم وبحمدك لا اله الا انت عملت سوءا وظلمت نفسي فاغفرلي وانت خير الغافرين.

(تحقیق الحق فی کلمۃ الحق ص99)

دعائیہ کلمات کی عربی عبارت خط کشیدہ کر کے واضح کر دی گئی ہے۔

حضرت جبرائیل نے ارشاد فرمایا اے آدم ان کلمات کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اللہ جل شانہ (ان کلمات کی برکت سے) آپ کی غلطی معاف فرمائیں گے۔ حضرت آدمؑ نے پوچھا وہ کلمات کونسے ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا اس طرح کہو۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے محبوب محمد اور اس کی ال کے صدقے سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ تو اپنی تعریفوں کیساتھ پاک ہے۔ میں نے زیادتی کی میں نے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو مجھے بخش دے۔ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں پس تو مجھ پر رحم فرما تو خیر الراحمین ہے اے اللہ تو اپنی تعریفوں کیساتھ پاک ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے زیادتی کی ہے اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے میری توبہ قبول فرما تحقیق تو ہی ہے توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنیوالا۔ اے اللہ تو اپنی تعریفوں کیساتھ پاک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے زیادتی کی اور اپنے نفس پر ظلم کیا میری توبہ قبول فرما تو میری بخشش فرما تو بہتر بخشش کرنیوالوں میں سے ہے۔

☆ منذری کی روایت میں یہ کلمات ہیں۔

اللھم انی اسئلک بجاہ محمد عبدک وکرامتہ علیک ان یغفرلی خطیئتی۔

یا اللہ میں تجھ سے تیرے بندے محمد کی جاہ و مرتبت کے طفیل اور اس کی کرامت کے صدقے میں جوان کو تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔

☆ علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

یا ادم لو تشفعت الینا بمحمد فی اھل السموات والارض لشفعناک۔

(مواہب اللدنیہ ج1 ص12)

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے آدم اگر تم محمدؐ کے واسطے سے تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں کیلئے شفاعت کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول کر لیتے۔

خطا بخشی خدائے پاک نے آدم کی اک دم میں
دعا کی آپ نے جب واسطہ دیکر محمد کا

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

حضرت شیث علیہ السلام کی انفرادی ولادت

حضرت حوا علیہا السلام کے بطن سے ہر حمل میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتے تھے لیکن حضرت شیث علیہ السلام نور محمدی ﷺ کے منتقل ہونے کی وجہ سے اکیلے پیدا ہوئے۔

☆ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔

ولما خلق اللہ تعالی حواء لتسکن الی ادم ویسکن الیھا فحین صار لہ بھا فاضت برکاتہ علیھا فولدت تلک الاعوام الحسناء اربعین ولدا فی عشرین بطنا ووضعت شیثا وحدہ کرامۃ لمن اطلع اللہ تعالی بالنبوہ سعدہ.

(مواہب اللدنیہ ج1 ص12)

جبکہ اللہ نے حضرت حوا علیہا السلام کو اس لئے پیدا کیا تھا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس قرار پکڑیں اور حضرت آدم علیہ السلام حضرت حواء علیہا السلام کے پاس آرام لیں۔ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء سے مقاربت کی حضرت آدم علیہ السلام کی برکات حضرت حواء علیہا السلام پر فائض ہوئیں۔ حضرت حواء نے ان نیک سالوں میں بیس بطنوں میں (ہر بطن میں ایک بچہ ایک بچی) چالیس بچے جنے اور حضرت شیث علیہ السلام کو تنہا اس ذات کی بزرگی کی وجہ سے جنا جس کے سعد کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کی اطلاع دی (وہ سعد حضور ﷺ ہیں۔)

اس مضمون کو معارج النبوۃ ص255 رکن اول میں علامہ معین کاشفی نے بھی ذکر فرمایا ہے۔

وہ نور احمدی جس سے شرف تھا روئے آدم کا
ہدایت کے لئے تاریکیوں میں پے بہ پے چمکا
جناب شیث کا روئے مبارک اس سے روشن تھا
یہی ادریس کی لوح جبیں پر جلوہ افگن تھا

انفرادیت مصطفےٰ ﷺ

اللہ جل شانہ نے آپ کی عزت وکرامت کیلئے بطن آمنہ رضی اللہ عنہا کو بھی صرف اور صرف آپ کی ذات پاک کیلئے مخصوص فرمایا کہ آپ کا کوئی حقیقی بھائی نہیں تھا اور نہ ہی حقیقی بہن تھی۔

ثم انه علیه السلام لم یشرکه فی ولادته من ابویه اخ ولا اخت لانتهاء صفوتهما الیه وقصور نسبها علیه لیکون مختصابنسب جعله الله تعالی النبوه غایة ولتمام الشرف نهایة.

(مواہب اللدنیہ ج 1 ص 13)

اس امر کو جان لو کہ نبی ﷺ اپنے ماں باپ سے جو پیدا ہوئے آپ کی اس ولادت میں کوئی بھائی اور بہن شریک نہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ آپ کے ماں باپ کا خالص ہونا آپ تک ہی رہے اور آپ کے ماں باپ کا نسب آپ تک ہی مخصوص رہے تاکہ آپ اس نسب کے ساتھ مختص ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت کے واسطے غایت اور شرف پورا کرنے کیلئے نہایت ٹھہرایا ہے۔

اقول باللہ التوفیق اے اہل ایمان ان روایات کی روشنی میں اس بات کی پوری طرح وضاحت ہوگئی کہ حضرت حوا علیہا السلام نے بیس بطنوں میں چالیس بچوں کو جنم دیا ہر بطن میں دو بچے یعنی ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے لیکن ان بیس بطنوں میں پیدا ہونے والے کسی بطن کے لڑکے کو نور محمدی ﷺ منتقل نہیں فرمایا گیا۔

جب نور محمدی ﷺ کو جبیں آدم علیہ السلام سے آگے منتقل کرنے کی باری آئی تو آخری حمل اور اکیسویں حمل میں تنہا پیدا ہونے والے فرزند ارجمند جناب شیث علیہ السلام

کو نور محمدی ﷺ تفویض کیا گیا۔ سابقہ ولادتوں کی طرح آپ کے ساتھ جڑواں بہن پیدا نہیں ہوئی یہ کوئی اتفاقی امر نہیں تھا بلکہ یہ صرف اور صرف نور محمدی ﷺ ان کو منتقل ہونے کی وجہ تھی جس کی وجہ سے اللہ رب العزت نے جناب شیث علیہ السلام کو اس اعزاز واکرام سے سرفراز فرمایا کہ آپ اکیلے پیدا ہوئے آپ کے ساتھ جڑواں بہن نہیں تھی سبحان اللہ! اسی طرح حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ولادت باسعادت کے موقع پر بھی آپ کا ماں وباپ کی طرف سے کوئی بہن اور بھائی شریک نہیں تھا۔

ایک عہد جو لیا جاتا رہا

اللہ تعالیٰ نے ہر نبیؑ سے اور پھر ہر نبی نے اپنی قوم سے ایک عہد لیا تھا اور عہد کونسا عہد تھا؟

☆ صاحب مواہب اللدنیہ فرماتے ہیں۔

وعن علی ابن ابی طالب رضی الله عنه انه قال لم یبعث الله تعالیٰ نبیا من آدم فمن بعده الا اخذ علیه العهد فی محمد صلی الله علیه وسلم لئن بعث وهو حی لیؤمنن به ولینصرنه ویاخذ العهد بذالک علی قومه.

(مواہب اللدنیہ ج 1 ص 8)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر اس نبی سے حضور ﷺ کے بارے میں عہد لیا کہ اگر محمد ﷺ مبعوث کیے جاویں اور وہ نبی زندہ ہو تو اس کو چاہیے کہ آپ پر ایمان لائے اور وہ نبی آپ کی نصرت ومدد کرے اور وہ نبی ان کل امور کے ساتھ اپنی قوم سے بھی عہد لے۔

اقول باللہ التوفیق! اللہ جل شانہ نے اپنی مخلوق کی رشد وہدایت کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ ہر نبی کو جب اس کی امت کی طرف مبعوث کرنے کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ حکم بھی فرمایا کہ وہ نبی اپنے عہد کی طرح اپنی امت سے بھی یہ عہد لے کر جب محمد مبعوث ہوں اور تم لوگ اس وقت زندہ ہو تو ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔ حالانکہ ہر نبی کی امت اس حکم میں بطریق اولی ان کی تابع تھی کیونکہ جس نبی کو یہ حکم ہو کہ وہ محمدؐ پر ایمان لائے اس کی امت بطریق اولی اس حکم کی مامور ہوگی۔

اللہ جل شانہ کے اس حکم کے مطابق ہمیشہ انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو نبی اکرم ﷺ کا ذکر سناتے رہے اور یوں اپنی مجالس کو حضور ﷺ کے ذکر سے زینت دیتے رہے اور امتیوں سے ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد بھی لیتے رہے۔ اس طرح حضور ﷺ کا تعارف صرف انبیاء علیہم السلام کی پاک اور برگزیدہ ہستیوں تک ہی محدود نہ رہا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام نے حکم ربی سے اپنے امتیوں کو بھی آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے متعارف کرایا۔ ان کے دل میں آپ ﷺ کی عظمت ایسے مرکوز ہوئی کہ وہ لوگ آپؐ کے ظہور سے پہلے کافروں پر آپؐ کے وسیلے سے فتح طلب کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا۔ (پارہ 1 رکوع 11)

حالانکہ اس سے قبل فتح مانگتے تھے کافروں پر۔

یعنی پہلے ان کی کیفیت یہ تھی کہ کافروں پر حضور ﷺ کے طفیل فتح کی دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہودی حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے حضور ﷺ کے طفیل اوس اور خزرج (قبیلے) پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی نصیحت

حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے میرے بیٹے تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو پس خلافت کو تقویٰ اور محکم یقین کے ساتھ پکڑے رہو اور جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ ہی محمد ﷺ کا ذکر کرو کیونکہ میں نے ان کا نام عرش کے ستونوں پر لکھا دیکھا ہے میں نے تمام آسمانوں پر نظر کی تو مجھے کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آئی جہاں میں نے نام محمد ﷺ لکھا ہوا نہ دیکھا۔ میرے رب نے مجھ کو جنت میں ٹھہرایا۔

فلم ارفی الجنۃ قصرا ولا غرفۃ الا اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکتوبا علیہ۔

میں نے جنت میں کوئی محل اور بالا خانہ (مکان) ایسا نہیں دیکھا جس پر محمد ﷺ کا نام نہ لکھا ہو۔

(مواہب اللدنیہ ج 1 ص 186)

نور محمدی ﷺ کیلئے پاکیزہ اصلاب وارحام کا انتخاب

حدیث جابرؓ کے الفاظ ہیں۔

☆ علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

وكان ينتقل من طاهر الى طاهر ومن طيب الى طيب الى ان وصل الى صلب عبدالله بن عبدالمطلب ثم اخرجنى الى الدنيا فجعلنى سيد المرسلين وخاتم النبيين ورحمة للعالمين وقائد الغر المحجلين هذا كان بدء نور نبيك ياجابر. (حدیث جابرؓ)

اسی طرح وہ نور طاہر سے طاہر کی طرف اور طیب سے طیب کی طرف منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ حضرت عبداللہؓ کی صلب میں آیا۔ آپ فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کی طرف نکالا اور مجھے انبیاء کا سردار، خاتم النبیین اور قائد الغر المحجلین بنایا ہے یہ تیرے نبی کے نور کی ابتداء ہے اے جابر۔

مسلسل منتقل ہوتا رہا نیک بندوں میں
خدا کے مرسلوں پیغمبروں میں حق پسندوں میں

نوری محمدی ﷺ کی برکات

حضرت ابراہیمؑ پر آگ کا گلزار ہونا اور نوحؑ کی کشتی کا کنارے لگنا نور محمدی کی برکت سے تھا

☆ صاحب نسیم الریاض حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔

عن ابن عباس رضى الله عنهما عنه صلى الله عليه وسلم لما خلق الله ادم اهبطنى فى صلبه الى الارض وجعلنى فى صلب نوح فى السفينة وقذف بى فى النار بزل ينقلنى فى الاصلاب الكريمة الى الارحام الطاهرة حتى اخرجنى بين ابوى لم يلتقيا على سفاح قط.

(نسیم الریاض ج2 ص203-202)

حضرت ابن عباسؓ سے حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کی صلب میں رکھ کر زمین پر اتارا پھر مجھے نوحؑ کی صلب میں رکھا جب وہ سفینے پر سوار تھے پھر مجھے ابراہیمؑ کی پشت میں رکھا اس حال میں کہ وہ آگ میں ڈالے گئے پھر مجھے اصلاب کریمہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل فرمایا حتی کہ میرے والدین سے مجھے نکالا (پیدا فرمایا) اور میرے آباؤ اجداد میں کوئی بغیر نکاح کے نہیں ملے۔

☆ اس سلسلے میں علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی تشریح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

(وجعلنى فى صلب نوح فى السفينة) فكان ذالك ببركته صلى الله عليه وسلم وباسم الله مجرها ومرسها (وقذف بى فى النار فى صلب ابراهيم) فكانت بردا وسلما ببركته صلى الله عليه وسلم.

(نسیم الریاض ج2 ص203)

پھر مجھے نوحؑ کی صلب میں رکھا حالانکہ وہ کشتی میں سوار تھے پھر وہ کشتی آپ ﷺ کے نور کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے کنارے لگی۔ پھر مجھے ابراہیمؑ کی پشت میں رکھا حالانکہ وہ آگ میں ڈالے گئے تو وہ آگ آپ کے نور کی برکت سے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔

روح محمدی ﷺ

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تمام اشیاء کی خلقت سے پہلے نور محمدی کی خلقت فرمائی نور محمدی ﷺ کو تمام اشیاء کی خلقت پر حقیقی اولیت حاصل ہے۔جس کا بیان گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

ارواح کی خلقت پر بھی روح محمدی ﷺ کو اولیت حاصل ہے۔لیکن یہ اولیت اضافی ہے۔

☆ علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اول از مخلوقات از ارواح روح محمدی ﷺ است۔

ارواح کی خلقت پر روح محمدی ﷺ کو اولیت حاصل ہے۔

(معارج النبوۃ ص 194)

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان اللہ خلق روحہ قبل سائر الارواح وخلع علیہا خلعة التشریف بالنبوة۔

اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کی خلقت سے قبل روح محمدی ﷺ کی خلقت فرمائی اور اسے نبوت کے تاج سے سرفراز فرمایا۔

(نسیم الریاض ج 2 ص 200)

اہم مقام پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض حضرات نے نور محمدی ﷺ سے مراد روح محمدی ﷺ کو لیا ہے لیکن یہ بات قرین قیاس نہیں اس لئے کہ نور محمدی ﷺ کی خلقت کے بعد اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں مسلسل منتقل ہوتا رہا ہے۔لیکن اگر نور محمدی ﷺ سے مراد روح محمدی ﷺ لیا جائے تو اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہونا قرین قیاس نہیں بلکہ بداہۃً محال ہے۔کیونکہ اس طرح دو روحوں کا ایک جسم میں جمع

ہونا لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔

قانون قدرت کے مطابق شکم مادر میں ابتدائی طور پر ہر انسان کا مادہ تخلیق منتقل ہوتا ہے۔روح منتقل نہیں ہوتی۔آپ ﷺ کا مادہ تخلیق جسم مبارک کا جوہر [1] جو نور تھا۔ہزارہا سال سے اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا وہی صدف رحم آمنہ میں منتقل ہوا۔

نبوت ملنے میں اول

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جس طرح آپ کو خلقت میں اول ہونے کا اعزاز عطا فرمایا اسی طرح نبوت ملنے میں بھی اول ہونے سے سرفراز فرمایا۔

☆ حضرت میسرہ الضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن میسرہ الضبی رضی اللہ عنہ قال قلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی کنت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد۔

(مواہب ج 1 ص 6)

حضرت میسرہ الضبی فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا کہ آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا خلق کی تقادیر لوح محفوظ پر لکھیں۔من جملہ اس کے یہ لکھا کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

---

1 ہمیشہ جوہرے نور بود مدارج النبوۃ

ان احادیث پاک کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ آپ ؐ خلقت میں اول ہونے کی طرح نبوت ملنے میں بھی اول ہیں۔ بعض احباء نے ان احادیث سے آپ کا علم الٰہی میں نبی ہونا مراد لیا ہے کہ آپ کا نبی ہونا علم الٰہی میں تھا کہ آپ مستقبل میں نبی ہوں گے۔ اس معنی سے تو آپ کی کوئی خصوصیت نہیں ہو گی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تو جمیع اشیاء کو محیط ہے کونسی شے تھی جو اس وقت علم الٰہی میں نہیں تھی۔ تمام انبیاء کی نبوتیں علم الٰہی میں تھیں آدم علیہ السلام کے روح وجسد کے درمیان ہونے کے وقت سے نہیں بلکہ اس سے پہلے سے تھیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کی طرح علم کی صفت بھی قدیم ہے۔ اس قدیم کا کسی وقت کے ساتھ معلق کرنا قدیم کو حادث بنانا ہے اور یہ محال ہے۔ ہاں آپ ﷺ کی صفت نبوت حادث ہے اور اس صفت سے موصوف ہونے کیلئے حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے پہلے کا وقت مقرر ہونا حادث کا حادث سے ربط ہے اور یہ جائز ہے۔

☆ علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس امر کی کیا خوب وضاحت فرمائی ہے۔

کان نبیا و ادم بین الروح والجسد وغیرہ من الانبیاء لم یکن نبیا الا حال نبوته وزمان رسالته.

(مواہب ج1 ص379)

آپ ؐ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ آدم ابھی روح وجسد کے درمیان تھے بخلاف دوسرے انبیاء کے کہ ان پر احکام نبوت کا اجراء بعثت کے بعد ہوا۔

☆ اسی طرح حضرت علامہ شہاب الدین الخفاجی نے حدیث ابوہریرہ ؓ پر بحث کرتے ہوئے کیا خوب نکات بیان فرمائے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قالوا یارسول اللہ متی وجبت لک النبوہ قال ادم بین الروح والجسد.

(مواہب ج1 ص6، نسیم الریاض ج2 ص200، مشکوۃ شریف ص513)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ؐ کیلئے نبوت کس وقت واجب ہوئی۔ آپ ؐ نے فرمایا اس وقت سے جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔

☆ علامہ شہاب الدین تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

متی وجبت لک النبوہ ای فی ای زمان ثبتت لک.

کہ آپ کیلئے نبوت کس زمانے میں ثابت ہوئی۔

(نسیم الریاض ج2 ص200)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سوال یہ تھا کہ آپ ؐ کیلئے نبوت کس زمانے میں ثابت ہوئی اور کس وقت ثابت ہوئی اس کے جواب میں آپ ؐ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جب آدم ابھی روح اور جسد کے درمیان تھے۔

اس سوال سے علم الٰہی میں نبی ہونا کیسے مراد لیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کا سوال تو کسی بھی سائل کے ذہن میں نہیں آسکتا۔ آخر وہ کونسی شے تھی جو علم الٰہی میں نہیں تھی۔

☆ علامہ شہاب الدین آگے چل کر کیا خوب فرماتے ہیں۔

ولیس المعنی انه کان نبیافی علم الله کماقیل لانه لایختص به بل ان الله خلق روحه قبل سائر الارواح و خلع علیها خلعة التشریف بالنبوة اعلاماللملاء الاعلی و اذ کانت النبوة صفة لروحه علم انه صلی الله علیه وسلم بعدموته نبی ورسول ولا یضر انقطاع الاحکام والوحی وقد اکمل دینه وانکار ذالک جهل فاحفظه فانه نفیس جدا.

(نسیم الریاض ج2 ص200)

اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ علم الٰہی میں زمانہ مستقبل میں ہونیوالے نبی تھے جیسا کہ کہا گیا ہے (یہ بات آپ کے شایان شان نہیں) اس طرح سے تو آپ کی کوئی خصوصیت نہیں ہوگی بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح مبارک کو سب ارواح سے پہلے پیدا فرما کر ملاء اعلیٰ کو بتانے (دکھلانے) کیلئے نبوت کے تاج سے سرفراز فرمایا اس طرح سے نبوت جب روح محمدی کی صفت ہے یہ بات بھی جانی گئی کہ آپ موت کے بعد بھی نبی ورسول ہیں اور اس وقت وحی اور احکام کے انقطاع سے کوئی فرق نہیں ہوگا کیونکہ آپ کا دین مکمل ہو چکا ہے اس کا انکار کرنا جہالت ہے اور اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نہایت ہی نفیس ہے۔

☆ علامہ انور شاہ کشمیری حضرت عبدالرحمٰن جامی کا قول نقل کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

انه علیه السلام کان نبیاقبل النشاة العنصریة.

(العرف الشذی ج2 ص202)

حضور ﷺ وجود عنصری پانے سے پہلے نبی تھے۔

☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تحریر فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کنت نبیا و ادم بین الروح و الجسد یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اس حدیث کو طبرانی نے ابن عباس سے اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن سعد نے ابوالجد عاء سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کو جو علوم اور کمال نبوت حضور ﷺ کو عطا فرمانے تھے اور وہ تجلیات ذاتیہ جو انبیاء علیہم السلام سے مخصوص ہیں سب کی سب اسی وقت عطا فرما دی تھیں جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

(تفسیر مظہری ج1 ص88)

دوسرا باب: ولادت محمدی ﷺ

دعائے ابراہیم علیہ السلام (ابتدائی مراحل)

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام جب دونوں باپ بیٹے نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی تو اپنے لئے اور اپنی اولاد کیلئے دعاؤں کے ساتھ حضور ﷺ کی بعثت کیلئے بھی دعا فرمائی۔ قرآن پاک کے اندر ان کی دعا کا ذکر جمیل یوں آیا ہے۔

ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم ایاتک ویعلمهم الکتب والحکمة ویزکیهم انک انت العزیز الحکیم.

(پارہ 1 رکوع 15)

اے ہمارے رب بھیج ان میں سے ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں اور انہیں کتاب و دانائی کی باتیں سکھائے اور پاک صاف کر دے بے شک تو ہی بہت زبردست اور حکمت والا ہے۔

خلیل اللہ نے جس کے لئے حق سے دعائیں کیں
ذبیح اللہ نے وقت ذبح جس کی التجائیں کیں

حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے جس رسول ﷺ کی بعثت کے لئے دعا فرمائی وہ بالاتفاق حضور ﷺ ہیں۔

حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت خاتم النبیین تھا جب آدم کا جسم خاکی گوندھی ہوئی مٹی تھا اور میں تم کو ابتدائے حال سے آگاہ کروں کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور اپنے برادر عیسیٰ کی بشارت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (پارہ 28 ع 9) "اور خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام احمدؐ ہے۔" اور اپنی والدہ کا خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا اور پیغمبروں کی مائیں یوں ہی دیکھتی ہیں۔ (رواہ احمد)

حضرت ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ واسماعیل علیہما السلام نے یہ دعا کی تو حکم ہوا کہ تیری دعا قبول کی گئی وہ آخری زمانے میں ہوگا۔

(تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ 10 ص 402)

خاندان کا انتخاب

حضور ﷺ کا تعلق خاندان بنی ہاشم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے خاندان کا انتخاب خود فرمایا۔

حضرت عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں۔ پس صحابہ نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق (جن وانس) کو پیدا فرمایا تو مجھے اچھے گروہ (انسان) میں پیدا فرمایا پھر عرب وعجم) پیدا کئے۔ مجھے اچھے فرقے

(عرب) میں پیدا فرمایا پھر عرب میں کئی قبائل بنے اور مجھے قبیلے (قریش) میں پیدا فرمایا۔ پھر ان کو گھرانوں میں تقسیم فرمایا تو مجھے ان تمام گھرانوں میں سب سے بہتر گھرانے میں پیدا فرمایا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا میں تم سے قبیلے کے لحاظ سے بھی بہترین اور گھر کے لحاظ سے بھی بہترین ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص 513)

☆ حضرت واثلہ بن الاسقعؓ جو اصحاب صفہ سے ہیں روایت فرماتے ہیں۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله اصطفى من ولد ابراهيم اسمعيل واصطفى من ولد اسماعيل بنى كنانه واصطفى من بن كنانه قريشا واصطفى من قريش بنى هاشم. واصطفانى من بنى هاشم. (رواہ مسلم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ جل شانہ نے اولاد ابراہیم میں سے اسماعیل کو چنا اولاد اسماعیل میں بنی کنانہ، بنی کنانہ سے قریش، قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا (میرا انتخاب فرمایا)

☆ حضرت انسؓ سے ایک طویل روایت نقل کی گئی ہے۔ جس میں آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

انا اکرم ولد آدم علی ربی ولا فخر۔

میں اپنے رب کے ہاں تمام اولاد آدم سے زیادہ معزز ہوں مگر فخر نہیں۔

(شرح شفا للملا علی قاری حاشیہ نسیم الریاض ج 3 ص 202)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت میں یوں آیا ہے کہ میں دنیا و آخرت میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں مگر فخر نہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گواہی

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور عرض کیا۔

قلبت مشارق الارض ومغاربها فلم ار رجلا افضل من محمد ولم ار بنی اب افضل من بنی هاشم.

(البدایہ والنہایہ ج 2 ص 240)

میں زمین کے مشارق ومغارب میں پھرا ہوں پس میں نے محمد ﷺ سے افضل کوئی مرد نہیں دیکھا اور خاندان بنی ہاشم سے کسی خاندان کو افضل نہیں پایا۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آپؐ کے جد امجد حضرت عبدالمطلبؓ

آپ خاندان بنی ہاشم کے چشم وچراغ تھے صرف قریش کے ہی نہیں بلکہ پورے مکہ شریف کے سردار تھے۔نہایت حسین وجمیل اور بڑے ہی بارعب انسان تھے۔ابرہہ جیسا ظالم اور سفاک آدمی جو خانہ کعبہ کو گرانے آیا تھا۔اس کے لشکری آپ کے اونٹ ہانک کر لے گئے تھے۔ان کی واپسی کیلئے عبدالمطلب ابرہہ کے پاس گئے ابرہہ آپ کو دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔آپ کی ہیبت سے فوراً تخت سے اترا اور آپ کے ساتھ بیٹھ گیا اور ادب سے کہنے لگا فرمایئے کیسے تشریف لانا ہوا۔آپ نے کہا کہ تیرے آدمی ناحق میرے اونٹ ہانک کر لے آئے ہیں۔اس نے فوراً حکم دیا کہ تمام اونٹ واپس کر دیئے جائیں۔آپ رخصت ہونے لگے تو اس نے کہا۔

یہ ظاہر ہے میں آیا ہوں یاں کعبہ گرانے کو
تمہارے جد امجد کی عبادت گاہ ڈھانے کو
تعجب ہے کہ اک ناچیز شے کا ذکر کرتے ہو
نہیں کعبے کی فکر اونٹوں کی اپنے فکر کرتے ہو
تمہیں لازم تھا عزت کے مطابق گفتگو کرتے
خدا کا گھر بچانے کے لئے کچھ آرزو کرتے

ابرہہ نے کہا مجھ کو آپ سے ایسی ہیبت معلوم ہوئی کہ اگر آپ فرماتے کہ میں خانہ کعبہ نہ ڈھاؤں تو میں منظور کر لیتا۔آپ نے نہایت استقلال سے فرمایا مجھے اس کی فکر نہیں۔

کرے گا فکر اپنے گھر کی جو اس گھر کا مالک ہے
کہ جو اس گھر کا مالک ہے وہی بحر و بر کا مالک ہے

چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کو بھیجا۔ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں تھیں۔پرندوں نے لشکر پر کنکریوں کی بارش کر دی اور انہیں تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا۔اللہ جل شانہ نے حضرت عبدالمطلبؓ کو ایک بہت بڑے اعزاز سے نوازا تھا کہ آپ نور محمدی ﷺ کے امین تھے۔نور محمدی ﷺ آپ کی جبین پہ چمکتا رہتا تھا قریش جب بھی قحط میں مبتلا ہوتے تو عبدالمطلبؓ کا ہاتھ پکڑ کر ثبیر کے پہاڑ پر لے جاتے اور اللہ کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ بنا کر دعا کرتے۔

☆ مواہب اللدنیہ کے مطابق۔

فکان یغیثهم ویسقیهم ببرکة نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیثا عظیما. (مواہب ص 15)

اللہ جل شانہ اپنے حبیب ﷺ کے نور کی برکت سے موسلا دھار بارش سے سیراب فرماتا۔

آپ ؐ کے والد ماجد حضرت عبداللہؓ

آپ حضرت عبدالمطلب کے فرزند ار جمند تھے نہایت ہی حسین وجمیل تھے۔ اللہ جل شانہ نے نور محمدی ﷺ کی امانت سے آپ کو نوازا تھا۔

☆ سیرت حلبیہ کے الفاظ ہیں۔

وکان نورالنبی صلی اله علیه وسلم یری فی وجهه کالکوکب الدری حتے شغفت به نساء قریش ولقی منهن عناء.

(سیرت حلبیہ ج 1 ص 38)

نور محمدی ﷺ ان کے چہرے میں روشن ستارے کی طرح چمکتا تھا قریش کی عورتیں ان کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش مند تھیں اور حضرت عبداللہ کو ان کی وجہ سے کافی تکلیف کا سامنا تھا۔

حضرت عبداللہؓ کی شادی

حضرت عبدالمطلب کو بیٹے کے جوان ہونے پر بیٹے کی شان وعظمت کے مطابق رشتہ تلاش کرنے کی فکر ہوئی اہل کتاب میں سے ایک شخص جو نہایت عقلمند تھا اور آسمانی کتابوں کا عالم تھا۔ حضرت عبدالمطلب کو بیٹے کیلئے بنو زہرہ کے خاندان سے رشتہ کرنے کی نصیحت کی (گویا یہ ایک حکم ربی تھا) حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے کو ساتھ لیکر بنو زہرہ کے سردار وہب کے گھر ان کی لڑکی حضرت آمنہ کا رشتہ طلب کرنے گئے۔ حضرت آمنہ حسب ونسب میں قریش کی کل عورتوں سے افضل تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس اعزاز (نور محمدی ﷺ کی امانت) کیلئے انہیں مقرر فرما رکھا تھا۔ حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے کے ہمراہ ان کے گھر پہنچ گئے۔ وہب سے حضرت آمنہ کا رشتہ حضرت عبداللہ کے لئے طلب فرمایا۔ وہب نے بڑی خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اس طرح نور محمدی ﷺ کے امین حضرت عبداللہ کی شادی حضرت آمنہؓ کے ساتھ ہوگئی۔

ہم دولہا اور دلہن تھے سیرت میں لاثانی
قسم کھاتی تھی ان کا نام لے کر پاک دامانی
وہ نور لم یزل جس کی ضیاء تھی روئے انور میں
نظر آنے لگی اس کی جھلک تقدیر مادر میں

یہ شادی ماہ رجب میں پیر کے دن ہوئی۔ شادی کے بعد پہلے ہی ہفتے میں حضرت آمنہ نور محمدی ﷺ کی امانت دار بن گئیں۔ وہ نور مکنون جو ہزار ہا سال سے امانت ہی امانت بن کر آ رہا تھا اس نعمت عظمیٰ سے اللہ جل شانہ نے حضرت آمنہ کو مالا مال فرمایا۔ کہ ان کے بطن مبارک میں اس نور محمدی ﷺ کو بے مثل وبے مثال حسن وجمال سے آراستہ کرکے روح محمدی ﷺ کا اس سے ارتباط فرمایا گیا۔

آپ ﷺ والدہ ماجدہ کے بطن میں جلوہ افروز ہوئے

خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حضرت آمنہؓ کے بطن مبارک میں پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا جمعہ کی رات تھی۔

☆ اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

امر الله تعالیٰ فی تلک اللیلة رضوان خازن الجنان ان یفتح الفردوس وینادی منادفی السموات والارض الاان النور المخزون المکنون الذی فی هذه اللیلة یستقرفی بطن امه الذی فیه یتم خلقه ویخرج الی الناس بشیرا ونذیرا.

(مواہب ج 1 ص 19)

اللہ تعالیٰ نے خازن جنت کو (اس رات) حکم فرمایا کہ جنت کے دروازے کھول دے منادی کرنے والا زمین وآسمان میں یوں پکار دے (اے آسمان اور زمین کے رہنے والو! تم سن لو) کہ وہ نور مخزون و مستور جس سے نبی ہادی پیدا ہونگے آج رات اپنی والدہ کے بطن میں قرار پکڑے گا جس میں آپ کی خلقت ہوگی وہ نبی (اپنی ماں کے پیٹ سے) آدمیوں کی طرف (ایسے حال میں) ظہور کرے گا کہ وہ بشیر اور نذیر ہوگا۔

☆ علامہ عبدالروف المناوی الشافعی روایت فرماتے ہیں۔

ان امی رأت فی النام ان الذی فی بطنها نور. (کنوز الحقائق)

حضور ﷺ فرماتے ہیں میری والدہ نے خواب میں دیکھا جو اس کے پیٹ میں ہے وہ نور ہے۔

خوشحالی کا سال

واصبحت یومئذ اصنام الدنیا منکوسه و کانت قریش فی جدب شدید وضیق عظیم فاخضرت الارض وحملت اشجار واتاهم الرفد من کل مکان فسمیت تلک السنة التی حمل فیها برسول الله صلی الله علیه وسلم سنة الفتح والابتهاج. (مواهب ص19)

اس دن دنیا کی تمام بتوں کو اوندھا پایا گیا۔ اس وقت قریش سخت تنگی اور قحط میں مبتلا تھے حضور ﷺ کے نور کی برکت سے زمین سرسبز ہوگئی درختوں کو پھل لگ گئے اور قریش کے پاس ہر جانب سے خیر کثیر آئی جس سال میں حضور ﷺ کا حمل ٹھہرا۔ اس سال کو فتح و تروتازگی (الفتح والابتهاج) کا نام دیا گیا۔

سہل ترین حمل

حمل کے ایام میں اکثر خواتین پریشان اور مشقت کا شکار ہوتی ہیں۔ متلی، قے، بھوک کی کمی، بعض چیزیں کھانے کی خواہش، حمل کا بوجھ اور وضع حمل کے موقع پر درد زہ ہونا یہ فطرتی امور ہیں۔ لیکن حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ نور محمدی ﷺ کے امین ہونے کے بعد مجھے احساس تک نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوں خواتین جن حالات سے گزرتی ہیں میں ان سے محفوظ رہی۔

☆ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں۔

لقد علقت به فما وجدت له مشقة حتی وضعته. (البدایۃ والنھایہ ج2 ص24)

میں حاملہ ہوگئی تھی لیکن میں نے اول سے آخر تک یعنی وضع حمل تک کوئی مشقت محسوس نہ کی۔

حضرت یحییٰ بن عائذ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نو ماہ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں رہے اس مدت میں کسی درد (سر، ہاتھ، پاؤں، مفاصل پیٹ) کی شکایت نہیں کرتی تھیں نہ کسی قسم کی ریح کی شکایت اور نہ وہ شے تھی جو حاملہ عورتوں کو عارض ہوتی ہے۔

☆ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں۔

والله ما رایت من حمل هو اخف منه ولا اعظم برکة منه. (مواہب ج1 ص20)

مجھے اللہ کی قسم میں نے کسی عورت کے حمل کو نہیں دیکھا کہ اس حمل سے زیادہ خفیف ہو اور نہ کسی کا حمل دیکھا کہ برکت میں اس سے زیادہ عظیم ہو۔

هذا وقد حملت ام الحبیب به
ولیس فی حملها کرب ولا ضرر

بے شک حبیب ﷺ کی والدہ ان کے ساتھ حاملہ ہوگئی اور اس حمل میں کچھ کرب تھا نہ تکلیف۔

حضور ﷺ کو شکم مادر میں دو ماہ ہی گزرے تھے کہ والد ماجد نے وفات پائی۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا تو ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے ہمارے رب تیرا نبی یتیم ہوگیا ہے۔

☆ اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

انا له حافظ ونصیر. (مواہب ج1 ص21)

میں اس کا حافظ و مددگار رہوں۔

محمد ﷺ نام رکھنے کا حکم

☆ ابن عباسؓ سے ہی روایت ہے۔

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه کانت آمنه تحدث وتقول اتانی آت حین مربی من حملی ستة اشهر فی المنام وقال لی یاامنة انک حملت بخیر العالمین فاذا ولدتیه فسمیه محمد واکتمی شانک. (نسیم الریاض ج3 ص274، مواہب ج1 ص21)

حضرت آمنہؓ بیان کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ جس وقت میرے حمل کو چھ مہینے گزر گئے کوئی آنے والا میرے پاس خواب میں آیا اور مجھ سے کہا اے آمنہؓ تم خیر العالمین کے ساتھ حاملہ ہو، جس وقت اسے جنو تو اس کا نام محمد ﷺ رکھو اور اپنے اس امر کو چھپائے رکھو۔

☆ علامہ معین کاشفی فرماتے ہیں۔

چون فرزندت متولد شود او رامحمدنام کن.

جب تیرا فرزند متولد ہو تو اس کا نام محمد ﷺ رکھنا۔

(معارج النبوۃ رکن اول ص408)

☆ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔

وقدسماه الله تعالیٰ بهذاالاسم قبل الخلق بالفی الف عام. (مواہب ج1 ص185)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل آپؐ کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔

برکت نام محمد ﷺ

علامہ معین کاشفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے مگر بچپن ہی میں فوت ہو جاتا ہے مجھے اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا اس دفعہ جب تجھے حمل ہو جائے تو ارادہ کر لینا کہ بچے کا نام محمد رکھے گی۔ مجھے امید ہے کہ وہ بچہ لمبی عمر پائے گا اور اس کی نسل میں برکت ہوگی۔ وہ کہتی ہے میں نے ایسا ہی کیا میرا وہ بچہ زندہ رہا اور کثیر تعداد میں صاحب اولاد ہوا۔

آپ ﷺ کا ذاتی نام

حضور ﷺ کے صفاتی نام بے شمار ہیں مگر آپؐ کے ذاتی نام صرف دو ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں میرا نام زمین پر محمد ہے اور آسمانوں پر میرا نام احمد ہے۔

محمد ﷺ: فالمحمد فی اللغة هو الذی یحمد حمدابعد حمد۔ پس محمد وہ ہے کہ بار بار حمد کیا جائے (اسم مفعول کا صیغہ ہے) یعنی مخلوق میں سب سے زیادہ تعریف کیے جانے والے۔

احمد ﷺ: احمد الحامدین لربه۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والوں میں سب سے زیادہ تعریف کرنے والے (اسم تفضیل کا صیغہ ہے) (وہ آپؐ ہیں)۔

محمد محمد ہی وردِ زباں ہو دلوں میں نہ کچھ فکر سود و زیاں ہو
اسی نام نامی کی برکت سے اپنا ذرا تم مقدر بنا کر تو دیکھو
وہ دیکھو دو عالم جہاں جھک رہے ہیں وہ جن و بشر قدسیاں جھک رہے ہیں
جو تم کو بھی ہے فیض پانے کی خواہش جبین عقیدت جھکا کر تو دیکھو

وقت ولادت

حضرت عمر بن قتیبہ سے ابو نعیم کی روایت کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت کاوقت آیا تو اللہ جل شانہ نے ملائکہ سے فرمایا۔

افتحوا ابواب السماء کلھا وابواب الجنان والبست الشمس یومئذ نورا عظیما و کان قد اذن اللہ تعالیٰ تلک السنہ نساء الدنیا ان یحملن ذکورا کرامۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (الخصائص الکبریٰ ج1 ص47، مواہب ج1 ص21)

فرشتو آسمانوں کے تمام دروازے کھول دو اور جنت کے دروازے کھول دو۔ اس دن سورج کو عظیم نور کا لباس پہنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی کرامت کی وجہ سے اس سال دنیا کی کل عورتوں کو اذن دیا کہ وہ اولاد (نرینہ) کے ساتھ حاملہ ہوں۔

ندا آئی دریچے کھول دو ایوان قدرت کے
نظارے خود کرے گی آج قدرت شان قدرت کے
یکایک ہوگئی ساری فضا مثال آئینہ
نظر آیا معلق عرش تک اک نور کا زینہ
خدا کی شان رحمت کے فرشتے صف بہ صف اترے
پرے باندھے ہوئے سب دین و دنیا کے شرف اترے

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

☆ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

حتی اذا دنت ولادتی اتانی فقال لی قولی اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد. (مواہب ج1 ص20)

جب آپ کی ولادت کا وقت قریب آیا میرے پاس آنے والا آیا اور اس نے مجھ سے کہا (جب ولادت ہو جائے تو) یوں کہنا میں ہر حاسد کے شر سے اسے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی پناہ وحفاظت میں دیتی ہوں۔

فرماتی ہیں جب آپ ﷺ کی ولادت کا وقت آیا تو

انی لوحیدۃ فی المنزل و عبد المطلب فی طوافہ. (مواہب ج1 ص21)

میں گھر میں اکیلی تھی اور حضرت عبدالمطلب طواف کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

فرماتی ہیں کہ مجھے دردزہ ہو رہا تھا اتنے میں ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا اس نے اپنا بازو (پر) میرے دل پر پھیرا جس کے پھرتے ہی سب درد اور خوف جاتا رہا۔ پھر میں نے اپنے پاس چند عورتوں کو پایا جو قد وقامت اور حسن وجمال میں عبد مناف کی بیٹیوں کی مثل تھیں۔ انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا میں حیران تھی کہ یہ کون ہیں انہوں نے اپنا تعارف یوں کرایا۔

فقلن لی نحن آسیۃ امراۃ فرعون ومریم بنت عمران و ھولاء من حور العین. (مواہب ج1 ص21، نسیم الریاض ج3 ص274)

ہم آسیہ فرعون کی بیوی اور مریم بنت عمران (عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ) ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔

پرچم لہرائے گئے

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ پھر اللہ جل شانہ نے میری نگاہ سے حجاب اٹھا دیے میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا فرماتی ہیں۔

رایت ثلاثہ اعلام مضروبات علما بالمشرق وعلما بالمغرب وعلما علی ظہر الکعبہ۔ (مواہب ج1 ص21، خصائص کبریٰ ج1 ص47)

میں نے تین جھنڈوں کو دیکھا جو نصب کیے گئے تھے ایک جھنڈا مشرق ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔

محلات جگمگا اٹھے

☆ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

لقد رایت لیلۃ وضعہ نورا اضاءت قصور الشام حتی رایتہا۔ (مواہب ج1 ص22)

آپ کی ولادت کی رات میں نے ایسے نور کو دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے میں نے ان کو دیکھا۔

ستارے سلامی کو جھکے

☆ حضرت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ

ورایت النجوم تدنوا حتی ظننت انہا ستقع علی۔ (مواہب ج1 ص22، البدایہ ج2 ص246)

میں نے ستاروں کو دیکھا وہ اتنے قریب ہو گئے تھے کہ مجھ کو گمان ہوا مجھ پر گر پڑیں گے۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت مبارکہ کے وقت میں نے ابر عظیم دیکھا جس میں نور تھا اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں پرندوں کے بازوؤں (پروں) کی حرکت تھی اور (ان فرشتوں کا کلام میں سنتی تھی) وہ مردوں کی شکل میں تھے یہاں تک کہ اس ابر عظیم نے آپ کو مجھ سے ڈھانپ لیا۔ آپ مجھ سے غائب ہو گئے میں نے سنا ایک ندا کرنے والا ندا کر رہا تھا۔

طوفوا بمحمد جمیع الارض وعرضوا علی کل روحانی من الجن والانس والملائکۃ والطیور والوحوش۔ (مواہب ج1 ص22)

محمد کو جمیع کائنات کا طواف کراؤ اور ہر ایک ذی روح جو جن، انس، ملائکہ، طیور اور وحوش سے ہے ان کو آپ کا تعارف کراؤ۔

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اپنی والدہ حضرت شفاء سے روایت کرتے ہیں۔

لماولدت آمنه رسول الله صلى الله عليه وسلم وقع على يدى فاستهل فسمعت قائلايقول رحمك الله قالت الشفاء واضاء لى مابين المشرق والمغرب حتى نظرت الى بعض قصور الشام قالت ثم البسته واضجعته فلم انشب ان غشيني ظلمة ورعب وقشعريره ثم غيب عنى فسمعت قائلايقول اين ذهبت به قال الى المشرق قالت فلم يزل الحديث منى على بال حتى ابعثه فكنت فى اول الناس اسلاما.

(نسیم الریاض ج3 ص276 البدایہ والنہایہ ج2 ص246 مواہب ج1 ص23)

جب حضرت آمنہؓ نے حضورﷺ کو جنا آپؐ میرے ہاتھوں پر تشریف لائے آپؐ نے آواز دی۔ میں نے سنا کوئی کہنے والا کہتا تھا رحمک اللہ (البدایہ والنہایہ کی روایت میں یرحمک اللہ ہے) پھر میرے سامنے مشرق ومغرب میں جو کچھ تھا سب روشن ہوگیا یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات کو دیکھا پھر میں نے آپؐ کو (والدہ ماجدہ کا) دودھ پلایا اور لٹادیا۔ اسی دوران مجھ پر رعب سا چھا گیا پھر آپ مجھ سے غائب کردیئے گئے پھر میں نے سنا کوئی کہنے والا (فرشتہ) کہہ رہا تھا ان کو کہاں لے گیا تھا مخاطب نے جواب دیا میں آپ کو مشرق کی طرف لے گیا تھا شفاء نے فرمایا کہ یہ بات میرے دل پر تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت کیساتھ مبعوث فرمایا اسلام لانے میں لوگوں سے میں اول ہوں۔

☆ علامہ ملاعلی قاری فرماتے ہیں۔

واستهل بتشديد الام اى رفع صوته بان عطس وقال الحمدلله بدليل قولها سمعت قائلايقول رحمك الله. (شرح شفا الملاعلی قاری ج3 ص276، حاشیہ نسیم الریاض)

حضورﷺ کو پیدا ہونے کے بعد چھینک آئی آپؐ نے الحمداللہ کہا اس کی دلیل یہ ہے سمعت قائلا (ای ملکا) یقول تو فرشتے نے جواب دیا رحمک اللہ۔

کیونکہ رحمک اللہ یرحمک اللہ چھینک آنیوالے کو الحمدللہ کہنے کے جواب میں کہا جاتا ہے۔ یہ حضورﷺ کی علوشان ہے کہ پیدا ہوتے ہی اللہ جل شانہ کے ذکر سے اپنے کلام کی ابتداء فرمائی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں کلمہ شریف پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔

اس مقام اس بات کا جاننا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسد مبارک کو پیدا فرمایا اور اس میں روح پھونکنے کا وقت آیا تو اللہ جل شانہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ جب میں اس میں روح پھونکوں تو آدم علیہ السلام کیلئے (تعظیم کا) سجدہ کرنا جب اللہ تعالیٰ نے ان کے جسد مبارک میں روح پھونکی اور روح ان کے سر میں پہنچی تو آدم علیہ السلام کو چھینک آئی۔

فقالت الملائكة قل الحمدلله فقال الحمدلله.

تو فرشتوں نے آدم علیہ السلام سے کہا الحمدللہ کہیں پس انہوں نے الحمدللہ کہا۔

(البدایہ والنہایہ ج1 ص80)

حضرت آدمؑ کو چھینک آئی تو ملائکہ کے بتانے اور کہنے پر الحمدللہ کہا لیکن جب حبیب خداﷺ پیدا ہوئے اور چھینک آئی تو از خود فرمایا الحمدللہ۔

پاکیزہ ولادت

فولدته نظيفا مابه قذر. (نسیم الریاض ج3 ص275، مدارج النبوۃ ص144)

میں نے آپ کو پاک وصاف جنا آپ کے ساتھ کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی۔

فطرتی تقاضوں کے مطابق ولادت کے وقت بچے کے ساتھ آلودگی کا ہونا لازمی امر ہے ماں کے پیٹ سے بچے کا پاک وصاف پیدا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس خصوصی اعزاز واکرام سے نوازا کہ آپ کے جسم مبارک پر کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی۔

آپ ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے

☆ حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں۔

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کرامتی علی ربی انی ولدت مختونا ولم یراحد سواتی. (البدایہ والنہایہ ج2 ص247، مواہب ج1 ص24)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب کے پاس میری بزرگی سے یہ امر (بھی) ہے کہ میں ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا اور کسی نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی۔

آپ ﷺ ناف بریدہ پیدا ہوئے

☆ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرورا مختونا. (مدارج النبوۃ ج1 ص144، البدایہ والنہایہ ج2 ص247، مواہب ج1 ص24)

رسول اللہ ﷺ اس حال میں پیدا ہوئے کہ آپ ناف بریدہ اور ختنہ کئے ہوئے تھے۔

پیدا ہوتے ہی سجدہ ریزیاں

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ اسی وقت سجدہ ریز ہوگئے۔

فوضعت محمدا فنظرت الیہ فاذا ہو ساجد قد رفع اصبعیہ الی السماء کالمتضرع المبتہل. (مدارج النبوۃ ص144، مواہب ج1 ص21، انوار محمدیہ ص33، الخصائص الکبریٰ ص48)

جب آپ کی ولادت ہوئی اور میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ سجدے کی حالت میں تھے دونوں شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور آپ پر تضرع وانکساری کی حالت طاری تھی۔

☆ علامہ معین کاشفی فرماتے ہیں۔

چون محمد صلی اللہ علیہ وسلم متولد شد نظر کردم سر بسجدہ نہادہ بود. (معارج النبوۃ رکن دوم ج1 ص48)

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں جب آپ پیدا ہوئے میں نے دیکھا کہ سر سجدہ میں رکھا ہوا ہے۔

علامہ معین کاشفی آگے چل کر صفحہ 51 پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی پھوپھی ہیں فرماتی ہیں میں آپ ﷺ کی دایہ تھی۔

☆ آپ کی ولادت کے وقت نور ظاہر ہوا جو چراغ کی روشنی پر غالب آ گیا۔

☆ آپ جب زمین پر تشریف لائے تو سجدہ فرمایا۔

☆ فصیح زبان میں لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ فرمایا۔

☆ میں نے آپ کو غسل دینا چاہا تو ہاتف نے آواز دی کہ صفیہ تو تکلیف نہ کر ہم نے ان کو پاک وصاف پیدا کیا ہے۔

☆ وہ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ تھے۔

جب آپ سجدے میں تھے تو کچھ کلام فرمایا فرماتی ہیں۔

امتی امتی کہتے ہوئے سرکار آئے

گوش بر دهان اونهادم تاچه گوید شنیدم که می گفت امتی امتی.

میں نے آپؐ کے منہ پر کان لگائے کہ کیا فرماتے ہیں میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے امتی امتی۔

لے کے دامن میں غم امت نادار آئے
امتی امتی کہتے ہوئے سرکار آئے

حضرت عبدالمطلبؓ کو خوشخبری

ولادت باسعادت کے وقت حضرت عبدالمطلبؓ گھر موجود نہ تھے وہ بیت اللہ شریف کا طواف کرنے تشریف لے گئے تھے پوتے کی ولادت باسعادت کی خوشخبری ان کو حرم شریف ہی میں پہنچائی گئی۔

☆ البدایہ والنہایہ کے الفاظ ہیں۔

فلما وضعت بعثت الی عبدالمطلب جاریتها. (البدایہ والنہایہ ج2 ص246)

حضرت آمنہؓ نے جب حضور ﷺ کو جنا تو حضرت عبدالمطلب کو خوشخبری دینے کیلئے بچی کو بھیجا۔

اچانک صبح کی پہلی کرن ہنستی ہوئی آئی
مبارک باد کہہ کر یہ خبر دادا کو پہنچائی
کہ رحمت نے تیری سوکھی ہوئی ڈالی ہری کر دی
تیری بیوہ بہو کی گود اپنے نور سے بھر دی
ملا ہے آمنہؓ کو فیض باری سے یتیم ایسا
نہیں بحر ہستی میں کوئی در یتیم ایسا

حضرت عبدالمطلبؓ نے عقیقہ کیا

☆ حافظ ابن کثیر دمشقی المتوفی 774ھ تحریر فرماتے ہیں۔

فلما كان اليوم السابع ذبح عنه ودعا له قريشا. (البدایہ والنہایہ ج2 ص247)

ولادت باسعادت کے ساتویں روز حضرت عبدالمطلبؓ نے حضور ﷺ کا عقیقہ کیا اور قریش کو کھانے کی دعوت دی۔

کھانا کھانے کے بعد قریش نے حضرت عبدالمطلبؓ سے پوچھا کہ جس بچے کی وجہ سے تو نے ہمارے لئے اتنا اہتمام کیا ہے بتایئے اس کا نام کیا رکھا ہے۔

قال سميته محمد. (البدایہ والنہایہ ج2 ص247)

حضرت عبدالمطلبؓ نے فرمایا میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ مدنی دور میں حضورؐ نے بکرے ذبح کر کے فقراء ومساکین کو کھلائے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضورؐ نے اپنا عقیقہ کیا تھا۔

امام سیوطیؒ اس دعوے کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضورﷺ کا عقیقہ ان کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ کر چکے تھے اور عقیقہ دوسری دفعہ نہیں ہوتا۔

والعقیقہ لاتعاد مرۃ ثانیۃ. — عقیقہ دوسری مرتبہ نہیں کیا جاتا۔

(الحاوی للفتاوی ج 1 ص 196)

بت اوندھے گر گئے

☆ مواہب اللدنیہ میں ہے۔

نکست الاصنام لمولدہ. (مواہب ج 1 ص 396) — آپ کی ولادت باسعادت کی رات تمام بت اوندھے گر گئے۔

در وقت ولادت شریف بعاں همه سرنگوں افتادند. (مدارج النبوۃ 144) — ولادت شریفہ کے وقت تمام بت اوندھے گر گئے۔

کسریٰ کے محل میں دراڑیں پڑ گئیں

کسریٰ کا محل جو نہایت مضبوط تھا ولادت باسعادت کی رات اس میں دراڑیں پڑ گئیں اور گنتی سے چودہ کنگرے گر گئے۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ اب صرف چودہ حکمران تخت نشین ہوں گے اور پھر سلطنت ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گی چنانچہ حضرت عثمانؓ کے دور میں لشکر اسلام نے کسریٰ کی سلطنت کو فتح کر لیا۔

بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا

بلاد فارس میں شہر ساوہ کے قریب ایک بحیرہ ساوہ تھا جس کا پانی کافی وسیع و عریض علاقے پر پھیلا ہوا تھا جس کے ساحل پر ہر دو طرف نہایت شاندار مکان اور کنیسے تھے مجوسی وہاں آگ کی پوجا کرتے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت کے وقت خشک ہو گیا۔

آتش کدہ فارس کی آگ بجھ گئی

فارس کے آتش کدہ کی وہ آگ جو ایک ہزار سال سے کبھی نہیں بجھی تھی، بجھ گئی۔

(البدایہ ج 2 ص 249)

شیاطین کو روک دیا گیا

حضورﷺ کی شب ولادت سے شیاطین کیلئے آسمانی راہیں بند ہو گئیں اور آسمانی خبریں ان سے روک دی گئیں شہاب ثاقب نے ان پر ٹوٹنا شروع کر دیا۔

(نسیم الریاض ج 3 ص 279)

ولادت باسعادت کی رات ظاہر ہونے والے یہ انقلابات اور صدیوں سے قائم نظام باطل کو درہم برہم کر دینے والے یہ تغیرات اس بات کا اعلان تھے کہ اب باطل کی حکمرانی کے دن ختم ہونے والے ہیں حق آنے والا ہے۔

حضرت آمنہؓ نے اپنے نور نظر کو دیکھا۔

ثم نظرت الیہ فاذا بہ کالقمر لیلۃ البدر وریحہ یسطع کالمسک الاذفر. (مواہب ج 1 ص 22) — فرماتی ہیں پھر میں نے آپ کو دیکھا آپ کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا اور جسم مبارک سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔

حضرت حلیمہ نے آپﷺ کو دیکھا

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا جنہیں حضور اکرمﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت نصیب ہوئی فرماتی ہیں۔

میں جب حضرت عبدالمطلب کے گھر پہنچی میں نے ان سے کہا وہ فرزندار جمند کہاں ہے لائیے تاکہ میں اسے دیکھوں۔ حضرت عبدالمطلب مجھے حضرت آمنہؓ کے پاس لے گئے انہوں نے مجھے اھلاً و سھلاً کہا میرا ہاتھ پکڑ کر اس مکان میں لے گئیں جہاں حضورﷺ آرام فرماتے۔

آپ سفید صوف کے کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے آپ کے جسم مبارک کے نیچے سبز رنگ کا کپڑا تھا اور آپ سوئے ہوئے تھے جسم مبارک سے کستوری کی مانند خوشبو آ رہی تھی۔ فرماتی ہیں حضرت علامہ معین کاشفیؒ نے یوں نقل فرمایا ہے۔

چوں روئے اوراباز کردم کود کیے دیدم کہ چھرہ مبارکش چوں آفتاب درلمعان بود.

(معارج النبوۃ ج1 ص62 رکن دوم)

جب میں نے آپ کے چہرہ مبارک سے پردہ اٹھایا (زندگی بھر میں پہلی دفعہ) ایسے بچے کو دیکھا جس کا مبارک چہرہ سورج کی طرح چمک رہا تھا۔

فرماتی ہیں جب میری نظر اس فرزندار جمند پر پڑی میں ہزار دل و جان سے ان پر قربان ہوگئی آپ کے حسن و جمال کے سبب آپ کو بیدار کرنے سے ڈری میں آہستہ آہستہ آپ کے قریب ہوگئی پھر میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینے مبارک پر رکھا۔

فتبسم ضاحکا وفتح عینیہ لینظر الی فخرج من عینیہ نور حتی دخل خلال السماء وانا انظر فقبلتہ بین عینیہ.

(مواہب ج1 ص28)

آپ نے تبسم فرمایا۔ میری طرف دیکھنے کیلئے آنکھیں کھولیں آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا یہاں تک کہ وہ نور آسمان میں داخل ہوا اس وقت میں دیکھ رہی تھی پس میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

اللھم صل وسلم علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ

حضرت حلیمہؓ کے خاوند نے آپ ﷺ کو دیکھا

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں اب میں چاہتی تھی کہ جلد از جلد انہیں اپنے مکان پر لے جاؤں تاکہ میرا خاوند بھی ان کے دیدار سے سعادت حاصل کرے چنانچہ میں آپ کو اٹھا کر لائی۔

چوں نظر شوھرم برایں فرزند افتاد و جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بدید ضبط احوال خود نتوانست نمود فی الحال برخاست وسجدہ شکر بجا آورد گفت اے حلیمہ من درمیان جنس انس خوبروئے تر ازیں فرزند ندیدہ ام. (معارج النبوۃ ج1 ص63 رکن دوم)

جب میرے خاوند کی نظر اس فرزند پر پڑی اور جمال محمدی ﷺ کو دیکھا اپنے احوال پر ضبط نہ کر سکا فی الفور اٹھا اور سجدہ شکر بجا لایا اور کہا اے حلیمہ انسانوں میں اس سے زیادہ خوبصورت بچہ میں نے نہیں دیکھا۔

چودہویں کا چاند

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے چہرہ انور کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

یتلالو وجھہ تلالو القمر لیلۃ البدر. (شمائل ترمذی)

آپ کا چہرہ انور چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

قارئین کرام! یہ ساری تشبیہات سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ سورج، ہو یا چاند کسی کا نور بھی آپ کے نور جیسا نہیں ہوسکتا۔

؎ سورج بھی ان کے در کا ادنیٰ سا ہے سوالی
شمس و قمر سے بڑھ کر چہرہ حضور کا

☆ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وهذا التشبيهات الواردة في حقه صلى الله عليه وسلم انماهي على سبيل التقريب والتمثيل والافذاته اعلى ومجده اغلى.

اور یہ تشبیہات جو آپ ؐ کے حق میں وارد ہیں بر سبیل تقریب اور تمثیل ہیں ورنہ آپ ؐ کی ذات اعلیٰ اور آپ کی عزت و شرافت گراں ہے۔

(مواہب ج 1 ص 249)

آپ ﷺ سب سے حسین ہیں

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان الله تعالىٰ مابعث نبيا الاحسن الصوت وحسن الوجه وكان نبيكم احسنهم وجها واحسنهم صوتا. (رواہ الترمذی)

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوبصورت نہ ہو اور تمہارے نبی ﷺ شکل وصورت اور آواز میں ان سب سے احسن ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رشد وہدایت کیلئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ہر نبی کو اپنی امت سے خوبصورت اور خوش آواز پیدا فرمایا پھر ان حسین وجمیل اور برگزیدہ ہستیوں میں سب سے زیادہ حسین وجمیل اور خوش الحان وخوش آواز اپنے حبیب ﷺ کو پیدا فرمایا۔ اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔

واحسن منک لم ترقط عین
واجمل منک لم تلد النساء

آپ سے زیادہ خوبصورت آج تک کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ آپ ؐ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا نہیں۔

خلقت مبرا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

آپ ؐ ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کیے گئے۔ آپ ؐ ایسے پیدا کیے گئے جس طرح آپ کی مرضی تھی۔ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم

حرف کما تشاء سے ہوا منکشف خدا نے
جیسا تھا تیرا منشا ویسا تجھے بنایا

☆ ...... ☆

تیرے انداز یہ کہتے ہیں کہ خالق کو تیرے
سب حسینوں میں پسند آئی ہے صورت تیری

آپ ﷺ کی خلقت بے مثل ہے

☆ حضرت احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی فرماتے ہیں۔

اعلم ان من تمام الايمان به صلى الله عليه وسلم الايمان بان الله تعالى جعل خلق بدنه الشريف على وجه لم يظهر قبله ولا بعده خلق آدمي مثله.

(مواہب اللدنیہ ج 1 ص 248)

جان لو کہ حضور ﷺ کیساتھ کامل ایمان رکھنے کی شرائط سے ایک (شرط) یہ ہے کہ اس بات پر ایمان رکھے کہ اللہ جل شانہ نے آپ ؐ کے بدن شریف کی خلقت اس طرح پر کی کہ آپ ؐ سے پہلے اور بعد کسی آدمی کی خلقت آپ ؐ کے مثل ظاہر نہیں فرمائی۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا کوئی آئینہ
نہ کسی کی نظر خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

☆ ☆ ☆

اس ذات بے مثال کو تشبیہ کس سے دوں
اک حسن بے مثال ہے صورت حضور کی

ابھی تو حسن ظاہر بھی نہ تھا

وقدحکی القرطبی فی کتاب الصلوۃ عن بعضهم انه لم یظهر لنا تمام حسنه صلی الله علیه وسلم لانه لو ظهر لنا تمام حسنه لما اطاقت اعیننا رؤیته صلی الله علیه وسلم. (مواہب ص249 ج1)

قرطبی نے بعض علماء سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کامل حسن ہم پر ظاہر نہیں ہوا۔ اگر آپ کا تمام حسن ہم پر ظاہر ہوتا تو ہماری آنکھیں رسول اللہ ﷺ کی رؤیت کی طاقت نہ رکھتیں۔

تاریخ ولادت

مشہور اور مختار قول کے مطابق آپؐ 12 ربیع الاول عام الفیل بمطابق 22 اپریل 871ء کو پیدا ہوئے۔

ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا
دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا
خدا نے ناخدائی کی خود انسانی سفینے کی
کہ رحمت بن کے چھائی بارہویں شب اس مہینے کی

یوم ولادت

آپ ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے

☆ حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ سے سوموار کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا۔

فیه ولدت وفیه انزل علی. قیل ولادته صلی الله علیه وسلم یوم الاثنین وانزل علیه الوحی یوم الاثنین وخرج من مکة مهاجرا یوم الاثنین وقدم المدینه یوم الاثنین وتوفی یوم الاثنین. (جمع الوسائل ج1 ص12)

فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔ یوں کہا گیا ہے کہ آپؐ سوموار کے دن پیدا ہوئے، سوموار کے دن وحی کا نزول ہوا، سوموار کے دن مکہ سے ہجرت فرما کر نکلے، سوموار ہی کے دن مدینہ شریف میں داخل ہوئے اور سوموار کے دن ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔

☆ بعض روایات میں ان امور کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے۔

ورفع الحجر یوم الاثنین وکذافتح مکه ونزول سورة المائده یوم الاثنین.

سوموار کے دن ہی آپؐ نے حجر اسود کو اٹھایا (اور دیوار کعبہ میں نصب فرمایا) ایسے ہی مکہ مکرمہ کی فتح سوموار کے دن ہوئی اور سورہ مائدہ کا نزول بھی سوموار کے دن ہوا۔

☆ علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت دائی حلیمہ کے مکہ مکرمہ آمد کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں۔

روز دوشنبہ بود کہ بمکہ رسیدم۔ (معارج النبوۃ رکن دوم ج 1 ص 61)

حضرت دائی حلیمہ فرماتی ہیں۔ سوموار کا دن تھا جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے۔

دل افروز ساعت

رات کے آخری تہائی حصہ کا کچھ وقت باقی تھا صبح صادق 1 ہونے کو تھی فرشتے اپنے اشتیاق زیارت کا مظاہرہ کر رہے تھے ستارے 2 قدم بوسیوں کی تیاری میں تھے کہ نور مجسم ﷺ اس عالم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے اور کائنات کو اپنی زیارت کا شرف بخشنے کا آغاز فرمایا۔ ولادت باسعادت کی اس سہانی گھڑی کو دعاؤں کی قبولیت کیلئے ساعت اجابت قرار دیا جا چکا تھا۔

☆ حضرت مولانا عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی ابریز شریف ص 331 میں (اہل تصوف اقطاب وابدال کی مجلس میں) تحریر فرماتے ہیں۔

''پس جو امر اللہ جل جلالہ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اس کی طاقت تو آنحضرت ﷺ کے سوا کسی میں نہیں مگر وہ امر جب آنحضرت ﷺ کی طرف سے چلتا ہے تو اس کی برداشت بجز غوث کے دوسری کوئی ذات نہیں کر سکتی پھر غوث کی طرف سے وہ امر ساتوں اقطاب پر پھیلتا ہے اور ساتوں اقطاب سے تمام اہل مجلس پر۔ اس مجلس کا وقت وہی ساعت ہے جس میں آنحضرت ﷺ کی ولادت شریفہ ہوئی تھی یعنی رات کا آخری تہائی حصہ جو قبولیت دعا کا وقت ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ''ہر شب ہمارا رب آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے پس فرماتا ہے کوئی مجھ سے دعا مانگے میں قبول کروں گا۔ الخ'' (ابریز شریف ترجمہ اردو ص 331)

---

1 ایک قول میں عین صبح صادق کے وقت اور ایک میں صبح صادق ہونے کے بعد متصل ولادت باسعادت ہونے کا ذکر آیا ہے۔

2 رایت النجوم تدنو احتی ظننت انھا ستقع علی

قبولیت کی گھڑی

حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت جمعہ شریف کے دن ہوئی۔ جمعہ شریف کو ایک مبارک ساعت کے ساتھ خاص کیا گیا جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ شریف میں ایک ایسی ساعت ہے کوئی مسلمان بندہ اس ساعت میں اللہ تعالی سے خیر کا سوال نہیں کرتا مگر اللہ تعالی وہ خیر اس بندے کو عطا فرما دیتا ہے۔ (مشکوۃ ص 119)

☆ صاحب مواہب اللدنیہ فرماتے ہیں۔

فما بالک بالساعۃ التی ولد فیھا سید المرسلین.

پس اس ساعت کا کیا حال ہوگا جس ساعت میں سید المرسلین پیدا کیے گئے۔

(مواہب ج 1 ص 26)

اقول وباللہ التوفیق! جمعہ شریف کا دن حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کا دن ہے ہفتہ بھر کے سارے ایام میں صرف ایک جمعہ شریف کے دن کو ہی اس مبارک ساعت کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ سوموار کا دن وہ دن ہے جس میں اللہ تعالی کے حبیب جناب محمد مصطفی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ہونا تو یوں تھا کہ سوموار کے دن کو بھی جمعہ شریف کی طرح دعا کی اجابت کیلئے اسی گھڑی کے ساتھ مخصوص کر دیا جاتا جس میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

لیکن اللہ تعالی کی رحمتوں پر قربان اس کے حبیب ﷺ کی یہ شان کہ ہفتہ بھر کی ساری راتوں میں دعاؤں کی قبولیت کیلئے اس گھڑی کو قائم رکھا گیا جس میں سرکار دو جہاں ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

ماہ ربیع الاول میں ولادت باسعادت کی حکمت

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم. (توبہ 9،36)

بے شک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ماہ ہے کتاب الٰہی میں جس روز سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ان میں سے چار عزت والے ہیں۔

سال کے ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے رجب، ذیقعد، ذوالحجہ اور محرم حرمت والے مہینے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے یہ چار مہینے حرمت والے شمار ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ زمانہ جاہلیت میں بھی عرب ان کا احترام کرتے تھے یہاں ایک خیال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت ان چار مہینوں میں سے کسی مہینے میں کیوں نہ ہوئی۔ اس میں ایک حکمت تھی۔

آپ کی ولادت باسعادت اگر ان مہینوں میں ہوتی تو یہ وہم کیا جاسکتا تھا کہ آپ کو ان مہینوں کی وجہ سے شرف حاصل ہوا حالانکہ اصل میں معاملہ یوں نہیں بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ زمانے کو آپ ﷺ سے شرف حاصل ہے۔ آپ کو زمان ومکاں سے شرف حاصل نہیں۔

☆ علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی کیا خوب تحریر فرماتے ہیں۔

ولم يكن في المحرم ولا في رجب ولا في رمضان ولا غيرها من الاشهر ذوات الشرف لانه عليه السلام لا يتشرف بالزمان وانما الزمان يتشرف به كالاماكن فلو ولد من شهر من الشهور المذكورة لتوهم انه تشرف بها فجعل الله تعالىٰ مولده عليه السلام في غيرها ليظهر عنايته به وكرامته عليه.

(مواہب ج1 ص26)

آپ کی ولادت باسعادت محرم، رجب اور رمضان شریف وغیرہ مبارک مہینوں میں نہیں ہوئی اس لئے کہ آپ کو زمانے سے شرف نہیں بلکہ زمانے کو آپ ﷺ سے شرف حاصل ہے۔ اگر آپ ﷺ ان مہینوں میں سے کسی مہینے میں پیدا ہوتے تو یہ وہم کیا جاتا کہ ان مہینوں سے آپ ﷺ کو شرف حاصل ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ان مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینے میں آپ ﷺ کی ولادت فرمائی تاکہ اللہ جل شانہ کی عنایات جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں اور آپ کی وہ کرامت (تکریم) جو اللہ کے نزدیک ہے ظاہر ہو۔

شب میلاد شب قدر سے افضل ہے

شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ہے۔ اس رات میں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ اس رات کی عبادت ہزار مہینے سے افضل ہے لیکن شب میلاد کے کیا کہنے جس میں تاجدار انبیاء رحمۃ للعالمین جناب محمد مصطفےٰ احمد ﷺ تشریف لائے اور اس عالم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

☆ حضرت علامہ احمد بن محمد بن ابو بکر القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات تین وجوہ سے افضل ہے۔

احدھا ان لیلۃ المولد لیلۃ ظھورہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیلۃ القدر معطاۃ لہ وماشرف بظھور ذات المشرف من اجلہ اشرف مماشرف بسبب ماعطیہ ولانزاع فی ذالک فکانت لیلۃ المولد بھذا الاعتبار افضل.

(مواہب ج1 ص27-26)

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات آپ کے ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر وہ رات ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ مشرف کی ذات کے سبب جو شئے شرف پائے وہ شئے اس شئے سے افضل (اشرف) ہوگی جو شرف کی ذات کو عطا کی جائے اس دعویٰ میں کوئی نزاع نہیں ہے اس اعتبار سے آپ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

ان لیلۃ القدر شرفت بنزول الملئکۃ فیھا ولیلۃ المولد شرفت بظھورہ صلی اللہ علیہ وسلم فیھا ومن شرفت بہ لیلۃ المولد افضل ممن شرفت بھم لیلۃ القدر علی الاصح المرتضیٰ فتکون لیلۃ المولد افضل.

(مواہب ج1 ص27)

دوسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر کو اس سبب سے بھی شرف حاصل ہے کہ اس رات میں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اور ولادت کی رات کو آپ کے ظہور کے سبب شرف حاصل ہوا ہے۔ وہ ذات بابرکات جس کے سبب ولادت کی رات کو شرف حاصل ہوا ہے وہ ان (ملائکہ) سے افضل ہیں جس کے سبب لیلۃ القدر کو شرف حاصل ہوا ہے (کہ وہ ملائکہ ہیں) اور یہ وجہ اصح اور پسندیدہ مذہب پر ہے۔ پس ولادت باسعادت کی رات افضل ہوئی۔

ان لیلۃ القدر وقع التفضل فیھا علی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولیلۃ المولد الشریف وقع التفضل فیھا علی سائر الموجودات فھو الذی بعثہ اللہ عزوجل رحمۃ للعالمین فعمت بہ النعمۃ علی جمیع الخلائق فکانت لیلۃ المولد اعم نفعا فکانت افضل.

(مواہب اللدنیہ ج1 ص27)

تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت پر اللہ کا فضل ہوا ہے اور آپ کی ولادت باسعادت کی رات میں تمام موجودات پر فضل الٰہی واقع ہوا ہے آپ وہ ذات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عالمین کیلئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اور آپ کی ولادت کے سبب اللہ تعالیٰ کی نعمت جمیع مخلوق پر عام ہوئی اس لئے آپ کی ولادت کی رات نفع میں اعم ہے اور لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

شب ولادت

ازل کے روز جس کی دھوم تھی وہ آج کی شب تھی
جو قسمت کے لئے مقسوم تھی وہ آج کی شب تھی
مشیت ہی کو جو معلوم تھی وہ آج کی شب تھی
ارادے ہی میں جو مرقوم تھی وہ آج کی شب تھی

جائے ولادت

آپ کی جائے ولادت کا مکان صفا مروہ سے کچھ فاصلہ پر محلہ سوق اللیل میں واقع ہے۔ پہلے یہ مکان دوسرے مکانوں میں گھرا ہوا تھا۔ لیکن اب چونکہ سوق اللیل سمیت

محلہ بنی ہاشم کے تقریباً تمام مکانات گرا دیے گئے ہیں۔ لہٰذا صفاء مروہ کی جانب سے نکلتے ہی یہ مکان سامنے نظر آتا ہے۔ یہ مکان مستطیل شکل میں ہے اب اس جگہ ایک پبلک لائبریری مکتبہ مکۃ المکرمہ کے نام سے قائم ہے جو وزارۃ الحج والاوقاف کے زیر انتظام ہے۔ مکان کے صدر دروازے پر وزارۃ الحج والاوقاف کا بورڈ آویزاں ہے۔ جائے ولادت کا یہ مکان مکہ مکرمہ کے مقامات مقدسہ میں سے ہے کیونکہ اس جگہ کی خاک پاک کو سب سے پہلے حضورﷺ کے جسد اقدس کو چھونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

☆ امام قطب الدین الحنفی حضورﷺ کے اس جائے ولادت کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں۔

یستجاب الدعاء فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو موضع مشھور بزار الی الان. (تاریخ القطبی)

حضورﷺ کے مولد مبارک پر دعا کی قبولیت ہوتی ہے۔ یہ مقام بہت مشہور ہے اور آج تک اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

واما بنعمۃ ربک فحدث الحمد للہ بندہ ناچیز کو جب پہلی بار 1973ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی تو مولد النبیﷺ کے اس مکان کے اندر حاضری نصیب ہوئی۔ صدیاں گزر جانے کے باوجود مجھ جیسے ناچیز انسان نے اس مکان میں رحمتوں کے نزول اور روحانی سکون کو محسوس کیا۔

تیسرا باب: رضاعت محمدیﷺ

حلیمہؓ بھید کھلا نہیں

جو خیال آیا تو خواب میں وہ جمال اپنا دکھا گئے
یہ مہک لہک تھی لباس میں کہ مکان سارا بسا گئے
ہمیں دام غم سے چھڑا گئے ہمیں معصیت سے بچا گئے
وہ نبی محمد مصطفیٰؐ کہ جو سوئے عرش علیٰ گئے
یہ حلیمہ بھید کھلا نہیں یہ مقام چون و چرا نہیں
تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تیری بکریاں جو چرا گئے
کہیں حسن بن کے قبول میں کہیں رنگ بن کے وہ پھول میں
کہیں نور بن کے رسول میں وہ جمال اپنا دکھا گئے
ہو درود تم پہ ہزار بار مرے رہنما مرے ناخدا
مرا پار بیڑا لگا گئے مری ڈوبی کشتی ترا گئے

(اکبر وارثی)

حضور ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے تقریباً سات دنوں تک دودھ پلایا۔ پھر حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کچھ دن آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔ حضرت ثویبہ ابولہب کی کنیز تھیں۔ ابولہب نے آپ کو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری دینے پر آزاد کیا تھا۔

بعد ازاں یہ عظیم سعادت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نصیب ہوئی کہ تقریباً دو سال تک دودھ پلانے کا شرف انہیں حاصل رہا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا جس روز سے نور محمدی ﷺ کی امانت دار ہوئیں۔ اسی روز سے ہدایات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ قدم قدم پہ رہنمائی کی جاتی تھی۔ حضور ﷺ کا اسم گرامی (محمدؐ) رکھنا بھی بتا دیا گیا تھا یہاں تک کہ دودھ پلانے کیلئے دایہ کا انتخاب کرنے کیلئے بھی رہنمائی کی گئی۔

☆ علامہ معین کاشفی نقل فرماتے ہیں۔

پیش از بس سہ شبا روز در واقعہ دیدم شبے کہ بامن گفتند کہ فرزند خود را بشیر داری از قبیلہ بنی سعد کہ نسبت بابی ذویب داشتہ باشد بسپار. (معارج النبوۃ رکن دوص 63)

حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ (کہ حضرت حلیمہؓ کے تشریف لانے سے) دو تین رات پہلے مجھے خواب میں کہا گیا کہ اپنے فرزند کو دودھ پلانے کیلئے قبیلہ بنی سعد سے اس عورت کے سپرد کرنا جو ابی ذویب سے نسبت رکھتی ہو۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب ایک حلیم الطبع صابرہ وشاکرہ اور سعادت مند خاتون تھیں۔ بنو سعد قبیلہ سے تعلق تھا دستور کے مطابق اس قبیلے سے سات یا دس عورتیں مکہ مکرمہ جانے کیلئے تیار ہوئیں۔ تا کہ وہاں سے امیروں کے بچے لا کر پالیں اور پھر ان سے انعام حاصل کریں۔ چنانچہ حضرت حلیمہ بھی ان عورتوں کے ساتھ اسی غرض سے آئیں۔ حلیمہؓ کے ساتھ اس کا شیر خوار بچہ عبداللہ اور شوہر حارث بھی تھا۔ حلیمہؓ ان سب عورتوں سے زیادہ غریب تھیں۔ حضرت حلیمہؓ کی اونٹنی بھی ناتواں اور کمزور تھی۔ قبیلے کی عورتیں تیز رفتار سواریوں پر سوار تھیں۔ ان تیز رفتار سواریوں کا ساتھ دینا حضرت حلیمہؓ کی کمزور اونٹنی کے بس کا روگ نہیں تھا۔ اس لئے وہ قافلہ سے بہت پیچھے رہ گئیں۔ دوسری عورتوں نے پہلے پہنچ کر دولت مند گھرانوں کے بچوں کو حاصل کر لیا۔

حلیمہؓ قافلے بھر میں غریب اور سب سے کمتر تھی
پھر اس کی اونٹنی بھی دبلی اور لاغر تھی
بچاری قافلے کے پیچھے پیچھے چلتی آتی تھی
حلیمہؓ چپ تھی کہ بچہ ساتھ تھا اور خشک چھاتی تھی

حضرت عبدالمطلبؓ کیلئے بھی خواب میں رہنمائی کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کی رہنمائی کیلئے ان اشعار کا ذکر آیا ہے۔

ما ان لہ غیر الحلیمۃ مرضع
نعم الامینۃ ھی علی الابرار

حلیمہؓ کے سوا کوئی ان کو دودھ پلانے والی نہیں۔ وہ ایک بہترین امینہ تھی جو ابرار کی نگہداشت کرنا چاہتی ہے۔

لا تسلمنه الی سواها انه
امرو جاء من جبار

ہمارے حبیب کو اس کے سوا کسی کے سپرد نہ کرو یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے خاص حکم ہے۔

حضرت حلیمہؓ کی تشریف آوری کا انتظار

بنی سعد کی عورتیں حضرت حلیمہؓ سے پہلے مکہ مکرمہ کی گلی کوچوں میں پھیل گئیں۔ امیر گھرانے کے بچوں کو حاصل کیا۔ حضرت عبدالمطلبؓ کو جب ان عورتوں کی آمد کا علم ہوا گھر کے دروازے پر کھڑے گویا حضرت حلیمہؓ کی انتظار فرما رہے تھے۔ یہ عورتیں حضرت عبدالمطلبؓ کے گھر بھی آئیں۔ حضرت عبدالمطلبؓ پوتے کا نام لے کر اس کا یتیم ہونا بھی بتلاتے تو عورتیں یہ سن کر باہر سے واپس لوٹتی رہیں۔ (کسی عورت کو حضورﷺ کے دیکھنے کی نوبت نہ آئی) کیونکہ قدرت کی طرف سے ان کو رد کیا جا رہا تھا۔

☆ علامہ معین کاشفیؒ نقل فرماتے ہیں۔

همه گفتند که پدرنه دارد وتمتع وانتفاع ازیتیم متوقع نیست.
(معارج النبوۃ ص62 رکن دوم)

تمام عورتوں نے کہا کہ بچے کا باپ نہیں یتیم کے پالنے سے نفع (انعام) حاصل کرنے کی امید نہیں۔

حضرت عبدالمطلب نے دیکھا کہ تمام عورتیں گھر سے ہو کر چلی گئیں۔ وہ کیوں نہیں آئی۔ جس کا انتظار ہے۔ اس پریشانی میں آواز دی۔

هیچ کس باشد از زنان شیر دار که رضیع نه گرفته باشد.
(معارج النبوۃ ص61 رکن دوم)

کہ (بنی سعد کی عورتوں میں) کوئی ہے۔ جس نے ابھی تک دودھ پلانے کیلئے بچہ نہ لیا ہو۔

☆ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں۔

خود را بروے عرض کردم پرسید که تو چه کسی گفتم زنے ام از بنی سعد پر سیدنام تو چیست گفتم حلیمه تبسم کرد گفت بخ بخ خلقان حسنتان سعد و حلم.
(معارج النبوۃ ص62 رکن دوم)

میں حضرت عبدالمطلبؓ کے پاس گئی۔ حضرت عبدالمطلبؓ نے میری تعریف پوچھی میں نے کہا کہ میں بنی سعد قبیلہ کی عورت ہوں اور میرا نام حلیمہ ہے۔ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے واہ واہ تم میں دو چیزیں خوبصورت اور اچھی یکجا پائی جاتی ہیں سعادت اور حلم۔

کہا میں سعدیہ عورت ہوں بدویہ دایا
حلیمہ نام ہے میں نے کوئی بچہ نہیں پایا
سنے یہ سن کے عبدالمطلبؓ اور ہنس کے فرمایا
کہ ہاں اے نیک بی بی اے حلیمہ سعدیہ دایا
حلیمی اور سعادت خوبیاں دو پاس ہیں تیرے
انہیں دونوں کے باعث کام سارے راس ہیں تیرے

☆ حضرت عبدالمطلبؓ نے فرمایا۔

گفت اے حلیمہ مرا کود کیست یتیم محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) نام ۔ 1 او بر جمیع زنان بنی سعد عرض کردم هیچکس قبول نه کرد همه گفتند پدنه دار تو تمتع وانتفاع ازیتیم متوقع نیست.

(معارج النبوۃ ص62 رکن دوم)

حلیمہؓ میرا ایک یتیم بچہ ہے ۔ جس کا نام محمد(ﷺ) ہے میں نے دودھ پلانے کیلئے اس کا نام تمہارے بنی سعد کی عورتوں کو پیش کیا ہے مگر کسی نے قبول نہیں کیا۔ سب نے کہا کہ جس کا باپ نہیں۔ اس یتیم بچے کے پالنے سے نفع (انعام) حاصل کرنے کی امید نہیں۔

حضرت عبدالمطلبؓ نے فرمایا مجھے یقین ہے کہ تم اس یتیم بچے کو لے کر فائدہ اٹھاؤ گی۔ حلیمہؓ نے کہا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے شوہر سے اجازت لے لوں۔ شوہر سے اجازت لیکر واپس آئی۔ حضرت عبدالمطلبؓ سے میں نے کہا وہ فرزند کہاں ہے۔ لایئے میں اسے دیکھوں۔ تو حضرت عبدالمطلبؓ مجھے حضرت آمنہؓ کے پاس لے گئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے اس مکان میں لے گئیں جہاں حضورﷺ آرام فرماتے۔ آپﷺ سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے اور جسم مبارک کے نیچے سبز رنگ کا کپڑا تھا۔ آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے۔ جسم مبارک سے کستوری کی مانند خوشبو آرہی تھی میں نے آپ ﷺ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا۔ بچے کو دیکھا کہ جس کا مبارک چہرہ سورج کی مانند چمک رہا تھا۔ میں آہستہ آپؐ کے قریب ہوئی اور اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ آپؐ نے آنکھیں میری طرف دیکھنے کیلئے کھولیں۔

---

1 بعض حضرات نے اس مقام پر یوں تحریر کیا ہے کہ جو عورت حضورﷺ کو دیکھتی اور پھر سنتی کہ حضور یتیم ہیں۔ قبول نہ کرتی جو عورت حضور کو

فخرج من عینیه نور حتی دخل خلال السماء وانا انظر فقبلته بین عینیه.

(مواہب ص28 ج1)

اس وقت آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا۔ یہاں تک وہ نور آسمان میں داخل ہوا۔ اور میں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ پھر میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ حلیمہ کیا تو نے ہمارے اس بچے کو دودھ پلانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ حلیمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں حضرت عبدالمطلبؓ نے میرے لئے دعا کی۔ یا اللہ حلیمہ کو محمدﷺ سے سعادت مند فرما۔

دیکھتی..... اور قبول نہ کرتی یہ عبارت دل کو بھانے والی نہیں کسی عورت کا حضورﷺ کو دیکھنا اور پھر قبول نہ کرنا۔ ایں خیال است ومحال است وجنون ذرا اس عورت (حلیمہؓ) سے پوچھیں جس نے حضورﷺ کو دیکھا۔ ویسے معارج النبوۃ کی مذکورہ بالا عبارت کی رو سے (نام او بر جمیع زنان بنی سعد عرض کردم) کسی عورت کیلئے حضورﷺ کو دیکھنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ کیونکہ حضرت عبدالمطلبؓ آپؐ کا نام ہی پیش کرتے رہے۔ (عرض علیها رسول الله ای عرض علیها اسمه) اصل میں وہ حضرت حلیمہؓ کے انتظار میں تھے کیونکہ والدہ ماجدہ اور حضرت عبدالمطلبؓ کو یہ رہنمائی کر دی گئی تھی کہ آپ کو دودھ پلانے کیلئے قبیلہ بنو سعد سے اس عورت کے سپرد کرنا۔ جس کی نسبت ابی ذویب سے ہو۔ پھر کسی دوسری عورت کو آپؐ کے دکھلانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ هذا ما عندی والعلم عند الله علمه اعلیٰ واتم.

عدل وانصاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کو گود میں لیا۔ اس سے قبل میری چھاتی خشک تھی۔ گود میں لیتے ہی دودھ چھاتی میں جوش مارنے لگا۔ میں نے دایاں پستان آپ ؐ کے منہ میں دیا۔ آپ ؐ نے دودھ پینا شروع کردیا جب میں نے بایاں پستان ان کی طرف کیا تو رک گئے اور یہی معمول پورے دوسال تک قائم رکھا۔ یہ عدل وانصاف کی بات تھی۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ کا ایک رضاعی بھائی بھی ہے۔ بایاں پستان ہمیشہ ان کیلئے چھوڑے رکھا۔

وذالک من عدلہ لانہ علم ان لہ شریکا فی الرضاعۃ.	یہ انصاف کی بات تھی۔ کیونکہ آپ ؐ جانتے تھے کہ ان کا رضاعی بھائی بھی ہے۔

(خصائص کبریٰ ص59 ج1)

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بھی اپنا دایاں پستان ہمیشہ آپ ﷺ کیلئے محفوظ رکھتی۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ اب میں چاہتی تھی کہ جلدی سے آپ ؐ کو اپنے مکان پر لے جاؤں تا کہ میرا شوہر بھی آپ ؐ کے دیدار سے شرف حاصل کرے۔ میں آپ کو گھر لائی۔ جب میرے خاوند کی نظر آپ ؐ کے چہرہ اقدس پر پڑی جمال محمدی ﷺ کو دیکھا۔ اور کہا اے حلیمہؓ میں نے انسانوں میں ان سے بڑھ کر کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا۔ اللھم صل وسلم علیہ والہ قدر حسنہ وجمالہ حلیمہؓ کے شوہر حارث کہتے ہیں۔ میں نے اونٹنی کو دیکھا۔ جو ایک قطرہ بھی دودھ نہیں دیتی تھی۔ یکا یک اس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ حارث کہتے ہیں۔ میں نے اتنا دودھ دوہا۔ کہ ہم دونوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔

☆ حارث یوں بولے۔

واللہ انی لاراک قد اخذت نسمۃ مبارکۃ. (البدایۃ والنہایۃ ج2 ص255 شرح شفا ملاعلی قاری حاشیہ نسیم الریاض ص276 ج3 مواہب ج1 ص28)	واللہ۔ بخدا۔ اے حلیمہؓ تو نے بڑی ہی برکت والی روح (ذات) حاصل کرلی ہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ہم نے تین راتیں مکہ مکرمہ میں گزاریں۔

حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی واپسی

حضرت حلیمہؓ کے ساتھ آنیوالی خواتین نے آپ کا انتظار نہ کیا۔ وہ اس خیال میں تھیں۔ کہ اس کی اونٹنی کمزور اور سست رفتار ہے۔ اسے ساتھ لیکر چلنا بڑا مشکل ہوگا۔

حضرت حلیمہؓ نے حضرت آمنہؓ سے اجازت لی انہیں الوداع کیا۔ حلیمہؓ کے شوہر نے اونٹنی پر کجاوہ کسا اور دراز گوش کو تیار کیا۔ اور منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ ہماری سواری نے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے تین سجدے کئے۔ حضور ﷺ کی برکت سے ہماری سواری میں تیز رفتاری آگئی۔ رفتار کیساتھ اس کی ظاہری حالت بھی بدل گئی۔ اب وہ گوشت پوست سے آراستہ ہوگئی۔ تھوڑی ہی دیر میں مجھ سے پہلے روانہ ہونے والی عورتوں کی سواریوں سے آگے نکل گئی۔ عورتیں بولیں۔

یابنت ابی ذویب اھذاہ تانک التی خرجت علیھامعنا. (البدایہ والنہایہ ج2 ص255 شرح شفاء ملاعلی قاری حاشیہ نسیم الریاض ص276 ج3 مواہب ج1 ص28)	اے بنت ابی ذویب کیا تیری یہ وہی سواری ہے جس پر سوار ہو کر تو ہمارے ساتھ آئی تھی۔

یکا یک ہمراہیوں کے پاس سے جس دم گزرتی تھی
تو ہر عورت تعجب کا وہیں اظہار کرتی تھی
ارے یہ اونٹنی پہلی ہی ہے یا اور ہے کوئی
نہیں پہلی کہاں ایمان سے کہنا اور ہے کوئی

☆ حضرت حلیمہؓ نے فرمایا۔

فاقول تاللہ انها هي فتعجبن منها و يقلن ان لها لشانا عظيما. (مواہب ج1 ص28 البدایۃ والنہایہ ص 255 ج2)

فرماتی ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم یہ وہی سواری ہے وہ عورتیں اس سواری سے تعجب کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ البتہ اس سواری کی ضرور کوئی بڑی شان ہے۔

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں۔ (طائف) بنوسعد میں قحط تھا۔ جب ہم قبیلہ بنی سعد کی زمین پر پہنچ گئے۔ تو آپ کی برکت سے ہم نے تنگی اور نقصان کا منہ نہیں دیکھا۔ میری بکریاں خوب پیٹ بھر کر اور دودھ سے بھرے ہوئے تھنوں کیساتھ واپس گھر لوٹتیں بنی سعد کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے تم اپنی بکریاں اس چراگاہ میں کیوں نہیں چراتے جہاں حضرت حلیمہؓ کی بکریاں چرتی ہیں۔ وہ جواب دیتے کہ تمام مویشی ایک ہی چراگاہ میں چرتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کے جانور خالی آتے بھلا چراگاہ میں کیا رکھا تھا! اصل میں وہ آپ کی برکت کی وجہ تھی۔ ہم برابر خیر و برکت کا مشاہدہ کرتے رہے۔

(کذا فی المواہب ج1 ص28)

یہاں پر قحط تھا ہر سو نہ دانہ تھا نہ چارہ تھا
کہ اب تک مینہ نہ برسا تھا یہاں جس کا سہارا تھا

حلیمہ کی زمین کا حال سب لوگوں سے بدتر تھا
نکمی تھی زمین اس کا زیادہ حصہ بنجر تھا
وہ لے آئی تھی لیکن گھر میں اس سامان رحمت کو
مٹایا جس کی ذات پاک نے ہر ایک زحمت کو
چرائی کے لئے ہر صبح اس کی بکریاں جاتیں
خدا کے فضل سے سب سیر ہو کر پیٹ بھر آتیں

حضرت حلیمہؓ کا گھر روشن ہو گیا

☆ امام ابن جوزیؒ نقل کرتے ہیں کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ فرمایا کرتی تھیں۔

اذا ارضعته في المنزل استغنى به من المصباح.

جن دنوں میں رسول خدا ﷺ کو دودھ پلایا کرتی ان دنوں مجھے گھر میں چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

چنانچہ ایک دن مجھ سے حضرت خولہؓ نے پوچھا کہ کیا تم گھر میں رات کو آگ جلائے رکھتی ہو جس سے تمہارے گھر میں روشنی رہتی ہے میں نے جوابا کہا۔

لا واللہ ما اوقدت نارا ولكنه نور محمد صلى الله عليه وسلم.

خدا کی قسم آگ نہیں جلاتی بلکہ یہ روشنی نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی ہے۔

(المیلاد النبوی)

☆ تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی شمائل محمدیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت حلیمہؓ سے مروی ہے۔

ما كنا نحتاج الى السراج من يوم اخذناه لان نور وجهه كان انور من السراج فاذا احتجنا الى السراج في مكان جنابه فتنورت الامكنة ببركته صلى الله عليه وسلم.

جس دن سے ہم آپ ﷺ کو اپنے گھر لائے اس دن سے ہمیں گھر میں چراغ جلانے کی حاجت نہ رہی۔ کیونکہ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کا نور چراغ سے زیادہ منور تھا۔ جب بھی ہمیں کسی جگہ چراغ کی ضرورت ہوتی ہم آپ کو اٹھا کر وہاں لے جاتے آپ ﷺ کی برکت سے تمام جگہ روشن ہو جاتی۔

طہارت و پاکیزگی

عام مشاہدے کی بات ہے کہ بچے بچپن میں بستر پر بھی کپڑوں میں پاخانہ پیشاب کر دیتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے کبھی پاخانہ پیشاب کپڑوں میں نہ کیا۔ بلکہ دونوں کے وقت مقرر تھے۔ اس وقت آپ کو اٹھانے والے اٹھا کر جائے ضرورت میں پاخانہ پیشاب کرا لیتے۔ اور کبھی آپ کا ستر برہنہ نہ ہوا۔ اگر کپڑا اتفاقاً اٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔

آپ ﷺ کی نشوونما

آپ ﷺ کی نشوونما حیرت انگیز طور پر عام بچوں سے مختلف تھی امام عبداللہ مروزیؒ نے مفاخر میں ایک روایت بیان کی ہے۔ کہ جب رسول ﷺ دو ماہ کے ہوئے بچوں کے ساتھ ہر طرف ہاتھوں اور قدموں کے بل چلتے پھرتے تھے۔ اور جب تین ماہ کے ہوئے تو اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ جب چار ماہ کے ہوئے دیوار کے ساتھ ہاتھ رکھ کر ہر طرف چلتے تھے پانچ مہینوں میں چلنے پھرنے کی پوری طاقت حاصل کر لی اور جب چھ ماہ کے ہوئے تیز چلنا شروع کر دیا۔ جب آٹھ ماہ کے ہوئے بولنا شروع کر دیا اور نو ماہ کی عمر میں فصیح کلام فرمانے لگے۔ (معارج النبوۃ ص 65)

آغاز گفتگو اور پہلا کلام

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے جو کلام سب سے اول زبان مبارک سے ادا فرمایا وہ یہ تھا لا الہ اللہ قدوسا قدوسا نامت العیون والرحمن لاتاخذہ سنۃ ولا نوم۔ (معارج النبوۃ ص 65 رکن دوم)

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ دو سال کے ہوئے اور میں نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا تو اس وقت سب سے پہلا کلام یوں فرمایا۔

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ (مواہب ص 29 ج 1)

بادلوں کا سایہ

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کو دور نہ جانے دیتی تھی۔ ایک بار مجھے خبر نہ ہوئی۔ آپ ﷺ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ دوپہر کے وقت مواشی کی طرف چلے گئے۔ حلیمہ فرماتی ہیں میں آپ کی تلاش میں نکلی یہاں تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا۔ میں نے شیما کو کہا کہ اس گرمی میں ان کو ساتھ کیوں لائی ہو۔

فقالت اختہ یا امۃ ما وجد اخی حرا رایت غمامۃ تظل علیہ اذا وقف وقفت واذا سار سارت۔ (البدایہ والنہایہ ص 256 ج 2)

بہن نے کہا کہ اماں میرے بھائی کو گرمی محسوس تک نہیں ہوئی۔ میں نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو آپؐ پر سایہ کیے ہوئے تھا۔ جب آپ ٹھہر جاتے وہ بھی ٹھہر جاتا اور جب آپؐ چلتے تو وہ بھی چلنے لگ جاتا۔

حضرت حلیمہؓ کی آرزو

آپ ﷺ کی عمر دو سال ہو گئی۔ حضرت حلیمہؓ نے آپ کا دودھ چھڑایا۔ اور سوچا کہ اب یہ امانت دستور کے مطابق حضرت آمنہؓ کو پہنچا دی جائے۔ آخر ایک دن تیاری کی رخت سفر باندھا۔ مکہ مکرمہ حضرت آمنہؓ کے پاس پہنچی۔ حضرت آمنہؓ نے اپنے لخت

جگر کو دیکھا۔ خوش ہوئیں حضرت حلیمہؓ نے یوں عرض کیا کہ مکہ مکرمہ میں اس وقت وبا پھیلی
ہوئی ہے۔ آپ مناسب سمجھیں تو مزید کچھ عرصہ کے لئے اپنے لخت جگر کو میرے پاس رہنے
دیں۔ حضرت آمنہؓ رضامند ہو گئیں۔ حضرت حلیمہؓ کی دلی آرزو پوری ہو گئی۔ خوشی خوشی آپؐ
کو اپنے ساتھ لے کر گھر لوٹ آئیں۔ ابھی تقریباً تین ماہ ہی گزرے تھے کہ شق صدر کا واقعہ
رونما ہوا۔

شق صدر

شق صدر حضور ﷺ ایک دن اپنے رضاعی بھائی عبداللہ کے ساتھ بستی کے پیچھے
بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ پھر رہے تھے کہ آپ کا بھائی دوڑتا ہوا گھر آیا۔ اور کہا کہ میرے
قریشی بھائی کے پاس سفید کپڑوں میں ملبوس دو شخص آئے۔ انہوں نے آپ کو پہلو کے بل
لٹا کر آپ کا پیٹ چاک کر دیا ہے۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہی۔ یہ سن کر میں اور میرا خاوند
دوڑتے ہوئے گئے ہم نے دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں ہم نے آپ کو گلے سے لگایا اور پوچھا
بیٹا تجھے کیا ہوا۔ آپؐ نے بیان فرمایا کہ دو شخص جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھے۔ میرے پاس
آئے۔ انہوں نے مجھے پہلو کے بل لٹایا میرا پیٹ چاک کیا۔ اندر سے کوئی شئے نکالی اور وہ
باہر رکھ دی پھر میرے پیٹ کو پہلی حالت (یعنی) پھیر دیا۔ یہ شق صدر کا پہلا واقعہ ہے۔
شق صدر چار مرتبہ ہوا ایک وہ جس کا ذکر اوپر ہوا۔ دوسری مرتبہ دس سال کی عمر
میں تیسری مرتبہ غار حرا میں چوتھی مرتبہ معراج شریف کے موقع پر۔ انسانی جسم کے اندر دل
ایک ایسا عضو ہے جس کی حرکت پر انسانی زندگی کی بقاء کا دارومدار ہے۔ حرکتِ قلب
بند ہو جانے سے انسانی حیات کی بقا ممکن نہیں۔ لیکن یہ حضور ﷺ کی شان ہے کہ شق
صدر کے موقع پر دل مبارک بدن سے باہر نکالا جاتا رہا۔ (فاستخرج قلبی۔ استخرجا قلبی)

لیکن آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوا۔ حتیٰ کہ کوئی بے ہوشی تک نہ آئی۔ شق
صدر کے سارے عمل کو آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے۔ ملائکہ کو ایمان وحکمت سے
بھرا ہوا طشت لانا۔ پھر طشت سے قلب مبارک میں ملائکہ کو ایمان وحکمت بھرتے دیکھنا یہ
ساری چیزیں ہماری سمجھ سے بالا ہیں۔ ہم اس ایمان اور حکمت کی عظمتوں کو سوچ تک نہیں
سکتے جنہیں آپؐ کے سینہ مبارک کے اندر بھرا جاتا رہا۔ اور بار بار شق صدر کے یہ واقعات
ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اس ایمان وحکمت کی عظمتیں کتنی
تھیں اور کیا تھیں اور یہ آپؐ کی خصائص سے ہیں۔

☆ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں۔

شق صدر کے واقعہ کے بعد میرے خاوند نے مجھے کہا۔ حلیمہؓ مجھے ڈر ہے کہ
ہمارے اس بیٹے کو آسیب کا اثر ہوا ہے قبل اس کے کہ بچے کو اور کوئی تکلیف پہنچے۔ بچے کو اپنی
والدہ کے پاس چھوڑ آئیں۔ چنانچہ ہم آپ کو مکہ مکرمہ میں اپنی والدہ کے پاس لائے
۔ حضرت آمنہؓ نے فرمایا۔ حلیمہؓ تو انہیں بڑے اصرار کے ساتھ لے گئی تھی کیا بات ہوئی۔ اتنی
جلدی ان کو واپس کیسے لے آئی۔ بڑے اصرار کے بعد حضرت حلیمہؓ نے حقیقت کی
وضاحت کی اور شق صدر کا واقعہ بلا کم وکاست بیان کر دیا۔

حضرت آمنہؓ نے فرمایا۔ حلیمہؓ میرے بیٹے کی بڑی شان ہے۔ اللہ کی قسم
(میرے بیٹے پر) شیطان کا کوئی اثر نہیں۔

حضرت حلیمہؓ کی دوبارہ واپسی

حضرت حلیمہؓ نے رضاعی ماں ہونے کی حیثیت سے خدمت کا حق ادا کر دیا تھا۔
اور اپنی وسعت اور بساط کے مطابق آپ کی خوب خدمت کی تھی۔ حضرت آمنہؓ ان سے

بہت خوش تھیں۔ اس خدمت پر حضرت حلیمہؓ کو مال و دولت تحائف و ہدایا سے لاد دیا گیا۔

☆ خود حضرت حلیمہؓ کی زبانی۔

حلیمہ گفت مارا چندان مال ونعمت عبدالمطلب و آمنہ هریک جدا جدا ار زانی داشتند کہ اوصاف او در دھان نمی گنجد. (معارج النبوۃ 72 رکن دوم)

فرماتی ہیں کہ حضرت عبدالمطلبؓ اور حضرت آمنہؓ نے الگ الگ مجھے اس قدر مال و دولت دی کہ اس کی توصیف نہیں کی جا سکتی۔

حضرت حلیمہؓ کی حضور ﷺ سے جدائی

حضرت حلیمہؓ کے گھر آپؐ کے طفیل انوار و برکات کی بارشیں تھیں۔ انوار و برکات کے دو سال پلک جھپکنے میں گزر گئے تھے۔ حضرت حلیمہؓ کو آپؐ سے سچی محبت تھی اسی محبت کی بناء پر مدت رضاعت ختم ہونے کے باوجود حضرت آمنہؓ سے بڑا اصرار کر کے دوبارہ آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں تھیں۔ حضرت حلیمہؓ کے لئے جدائی کے یہ لمحات ناقابل برداشت تھے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔

محمد ﷺ را بجد او گذاشتیم اگرچہ بصورت دل از وصالش برداشتیم اما بحقیقت (معارج النبوۃ ص 73 رکن دوم)

محمد کو ہم نے ان کے دادا کے پاس چھوڑ دیا اگرچہ بظاہر اس کے وصال سے دل اٹھا لیا لیکن درحقیقت..... نکندم دل زمہر او ولیکن جان بے کندم

آخر آپ کی جدائی کا غم لے کر مکہ مکرمہ سے گھر کیلئے روانہ ہوئیں۔ حضرت آمنہؓ نے آپ کو دعاؤں سے رخصت فرمایا۔

حضرت حلیمہؓ کی دربار رسالتؐ میں تشریف آوری

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت حلیمہؓ کی تشریف آوری کا ذکر (بعثت سے قبل) یوں فرمایا ہے۔

فاتتہ صلی اللہ علیہ وسلم زمن خدیجہ فاعطاھا اربعین شاۃ و جملا.

حضرت حلیمہؓ ایک دفعہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کی شادی ہو چکی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کو چالیس بکریاں عطا فرمائیں۔ اور ایک اونٹ بھی عطا فرمایا۔

عن ابی الطفیل قال رایت النبی ﷺ یقسم لحما بالجعرانۃ اذا اقبلت امراۃ حتی دنت الی النبی ﷺ فبسط لھا رداہ فجلست علیہ فقلت من ھی قالو اھی امہ التی ارضعتہ.

(رواہ ابوداؤد مشکوۃ ص 420)

حضرت ابی الطفیلؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ جعرانہ کے مقام پر گوشت تقسیم فرما رہے تھے اچانک ایک عورت حضور ﷺ کی طرف آتی نظر آئی۔ جب وہ آپؐ کے قریب پہنچی۔ (تو آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے) آپؐ نے اپنی چادر پھیلائی وہ عورت چادر پر بیٹھ گئی۔ (میں نے اس عورت کی اتنی تعظیم و تکریم کو دیکھا) پس میں نے کہا (پوچھا) کہ یہ عورت کون ہے۔ مجھے بتلایا گیا کہ آپ کی رضاعی ماں ہے۔

صاحب مرقاۃ فرماتے ہیں کہ یہ عورت حضرت حلیمہ تھیں۔ جو حنین کے موقع پر تشریف لائی تھیں۔

فقام الیھا وبسط ردائہ لھا فجلست علیھا۔ (مواہب ص 216 ج 1 حاشیہ مشکوۃ ص 420)

آپ ﷺ ان کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی چادر بھی ان کیلئے بچھائی۔ حضرت حلیمہؓ چادر پر بیٹھیں۔ (حضور ﷺ کا اپنی چادر پر ان کو بٹھانا بہت بڑا اعزاز تھا۔)

حضور ﷺ کی چادر مبارک کی شان

حضور ﷺ ایک دفعہ اپنے کسی حجرہ میں تشریف لے گئے۔ صحابہ کرامؓ اس قدر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوئے کہ حجرہ شریف بھر گیا۔ حضرت جریر بن عبداللہ تشریف لائے۔ اندر جگہ نہ دیکھی تو دہلیز پر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہؓ کو دہلیز پر بیٹھا دیکھا تو آپؐ نے اپنی چادر مبارک لپیٹ کر ان کی طرف ڈالی۔ اور فرمایا کہ اس چادر پر بیٹھ جاؤ۔ حضرت جریرؓ نے چادر مبارک کو لے کر آنکھوں سے لگایا۔ چادر مبارک کو بوسہ دیا۔ اور رونے لگے۔ اور پھر چادر مبارک تہہ کر کے آپ کی طرف واپس کی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں اس قابل نہیں کہ آپ کے کپڑے (چادر) پر بیٹھوں اللہ تعالیٰ آپ کا اکرام فرمائے جس طرح آپؐ نے میرا اکرام فرمایا۔ (مذاق العارفین ص 330)

(اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو کتنی شان وعظمت سے سرفراز فرمایا کہ ان کو حضور ﷺ کی بابرکت چادر پر بیٹھنا نصیب ہوا) ذالک فضل اللہ یعطیہ من یشاء۔

دولت ایمان کا شرف

☆ حضرت علامہ خفاجی تحریر فرماتے ہیں۔

وذکر فی الوفاء انھا اسلمت ھی وزوجھا وبنتھا۔ (نسیم الریاض ص 420 ج 3)

وفا میں ہے کہ حضرت حلیمہؓ اس کا شوہر اور اس کی بیٹی مشرف با اسلام ہوئے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لطف وکرم اور اس کے حبیب ﷺ کے نقش پا کے صدقے خلقت سے رضاعت تک کے حالات وواقعات مختصر طور پر تحریر کیے گئے ہیں۔ اگلے صفحات پر آمد مصطفےٰ کے تذکرے محافل میلاد النبی کی اہمیت وضرورت اور ان کی شان وعظمت کے بارے میں تحریر کیا جاتا ہے۔

آمد مصطفےٰ ﷺ کے تذکرے

☆ قرآن پاک میں سے چند مقامات کا ذکر جمیل ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رء وف رحیم ہ فان تولو افقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔ (پارہ 4 ع 6)

بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا بہت رحم فرمانےوالا ہے (اے حبیب) پھر اگر منہ موڑلیں تو آپ فرمادیں کافی ہے مجھے اللہ نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

کم کی ضمیر کا مرجع بعض نے اہل العرب کو قرار دیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے جو علامہ قرطبیؒ نے زجاج سے نقل کیا ہے۔ھی مخاطبة لجمیع العالم ۔سارے جہاں کو خطاب ہے کیونکہ حضور سب انسانوں کے رسول بن کر تشریف لائے ہیں۔رسول میں تنوین تعظیم کی ہے عنت کہتے ہیں مشقت وشدت کو یہاں ما یا تو مصدریہ ہے یا موصولہ یعنی ہر وہ چیز جس سے اے اولاد آدم! تمہیں تکلیف پہنچتی ہو وہ حضورؐ کے قلب رحیم پر بھی گراں گذرتی ہے اور ہر وہ چیز جس سے تمہارا بھلا ہو اس کے حضور بہت خواہشمند ہیں۔امت کے ساتھ اس کے آقا کا جو رشتہ محبت والفت ہے اس کا بیان ان پاکیزہ الفاظ سے زیادہ بلیغ پیرایہ میں ادا کرنا ممکن نہیں۔عزیز علیه ان تدخلوا النار و حریص علیکم ان تدخلوا الجنة ۔جب سارے نوع انسانی کے ساتھ اس نبی اکرم کا یہ رشتہ ہے تو اپنے ان غلاموں پر آپ کا سحاب جود وکرم کس طرح برستا ہوگا۔اس کا اظہار ان کلمات سے فرمایا رؤف مبالغہ کا صیغہ ہے۔اس کا معنی ہے البالغ فی الرافة و الشفقة وقال الحسین بن فضل لم یجمع الله لاحد من الانبیاء اسمین من اسمائه الا للنبی محمد ﷺ قال عبدالعزیز بن یحییٰ عزیز علیه ماعنتم ای لا یهمه الا شانک ۔''رؤف کا معنی ہے بے حد مہربانی اور شفقت فرمانیوالا حسین بن فضل نے کہا :اللہ تعالیٰ نے اپنے دو ناموں کو محمد ﷺ کے سوا کسی نبی میں جمع نہیں فرمایا۔ عبدالعزیز بن یحییٰ فرماتے ہیں عزیز علیہ الخ کا مفہوم ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک تمہاری فلاح و بہبود کے سوا کوئی چیز اہمیت نہیں رکھتی۔اگر بے سمجھ اس رسول کی تعظیم کو تسلیم نہ کریں اور ان کی اطاعت کو فرض نہ جانیں تو اے محبوب تمہیں کیا تیرا نگہبان وہ اللہ ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے۔(ضیاء القرآن)

سرچشمہ رشد وہدایت کی آمد

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین کله. (الصف آیت نمبر 9)

(اللہ) وہی تو ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ دین اسلام کو کل دینوں پر غالب کرے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ساری دنیا کی ہدایت کیلئے اپنے رسول ﷺ کو بھیجا تاکہ اس کے لائے ہوئے دین کا غلبہ ہو۔سارا کفر وشرک اگر اپنی قوتوں کو یکجا کر لے ،اکٹھا کر لے تب بھی وہ شمع حق کے پروانوں کو ہراساں نہیں کر سکتا۔(الا ان حزب الله هم الغالبون)

سراج منیر کی آمد

یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا۔ (پارہ نمبر 22/2)

اے نبی تحقیق ہم نے آپ کو گواہ کرکے بھیجا ہے اور خوشخبری دینے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے اور چراغ روشن۔

انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں سے عہد لیتے ہوئے آپؐ کے تذکرے

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس کیلئے انبیاء علیہم السلام سے اور پھر انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں سے آپ ﷺ کیلئے عہد اور میثاق لئے۔(سبحان اللہ ما اکرمک)

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین۔

(سورہ آل عمران تلک الرسل)

(یاد کرو) جب عہد لیا اللہ نے نبیوں سے کہ جو میں تمہیں کتاب وحکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس رسول تصدیق کرتا ہوا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور پھر فرمایا کیا تم نے اس پر اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب انبیاء نے عرض کیا کہ ہم ایمان لائے فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

حضرت سیدنا علی اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی سے یہ پختہ وعدہ لیا کہ اگر اس کی موجودگی میں سرور عالم و عالمیاں محمد رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوں تو اس نبی پر لازم ہے کہ وہ حضور کی رسالت پر ایمان لا کر آپ کی امت میں شمولیت کا شرف حاصل کرے اور ہر طرح حضور کے دین کی تائید و نصرت کرے اور تمام انبیاء نے یہی عہد اپنی امتوں سے لیا۔ السید المحقق محمود الالوسی صاحب روح المعانی تحریر فرماتے ہیں۔ ومن ھذا ذھب العارفون الی انہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم ھو النبی المطلق والرسول الحقیقی والمشرع الاستقلالی وان من سواہ من الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام فی حکم التبعیة لہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یعنی اسی لیے عارفین نے فرمایا ہے کہ نبی مطلق رسول حقیقی اور مستقل شریعت کے

لانے والے حضور نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور جملہ دیگر انبیاء حضور علیہ السلام کے تابع ہیں۔ (روح المعانی)

شب معراج تمام انبیاء کرام کا بیت المقدس میں مجتمع ہو کر حضور فخر کائنات کی امامت میں حضور کی شریعت کے مطابق نماز ادا کرنا اسی بلند مرتبہ عہد کی عملی توثیق تھی اور امام الانبیاء والمرسلین کی عظمت شان اور جلالت قدر کا صحیح اندازہ قیامت کے روز ہوگا جب ساری مخلوق خوف خدا سے لرزہ براندام ہوگی اور مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء لواحمد ہاتھ میں لیے مقام محمود پر فائز ہوں گے۔ اللھم صلی علی حبیبک وصفیک صاحب لواء الحمد والمقام المحمود وبارک وسلم۔ (ضیاء القرآن)

دعا خلیل علیہ السلام میں آپ ﷺ کا تذکرہ

☆ قرآن کریم میں ہے۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایتک ویعلمھم الکتب والحکمة ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

(بقرۃ آیت نمبر 129)

اے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں اور سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک وصاف کرے انہیں بے شک تو ہی ہے بہت زبردست (اور) حکمت والا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کے موقع پر اپنے لئے اور اپنی اولاد کیلئے دعا مانگنے کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ سے ایک جلیل القدر رسول کی بعثت کیلئے یہ دعا فرمائی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس دعا کا مصداق کون ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

☆ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

انادعوۃ ابراھیمؑ۔

میں اپنے باپ ابراہیمؑ السلام کی دعا ہوں۔ (سبحان اللہ ما اکرمک)

بشارت عیسیٰ علیہ السلام میں آپ ﷺ کا تذکرہ

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذقال عیسی ابن مریم یبنیٓ اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقالما بین یدی من التوراۃ ومبشرابرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

(الصف آیت نمبر 6)

اور یاد کرو جب فرمایا عیسیٰؑ فرزند مریم نے اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہے اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو تشریف لائیگا میرے بعد اس کا نام نامی احمد ہوگا۔

تشریح: تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو حضور ﷺ کی آمد کی خوشخبری سناتے رہے۔ لیکن جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی آمد کی خوشخبری دی وہ کسی اور نبی سے منقول نہیں۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضور ﷺ کے سوا کوئی دوسرا نبی آنیوالا نہیں تھا۔

احسان عظیم کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ کا تذکرہ

حضور ﷺ کی آمد کو مومنوں کیلئے خصوصی طور پر احسان عظیم قرار دیا گیا۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقدمن اللہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔

(پارہ 7)

یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کے موقع پر جو دعائیں مانگیں تھیں ان دعاؤں میں انہی صفات سے موصوف رسول اللہ ﷺ کی بعثت کیلئے بھی عرض کیا گیا تھا۔ قرآن پاک کی اس آیت کریمہ میں بتایا جارہا ہے کہ وہ دعا قبول ہوگئی۔

نیز ایمان والوں کو آگاہ کیا گیا کہ ایسے جلیل القدر رسول ﷺ کی آمد تمہارے لئے رب تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ غور فرمائیں کوئی تو ایسی بات تھی کوئی تو ایسا راز تھا کہ آپ کی آمد کو احسان عظیم قرار دیا۔

ولادت باسعادت کا ذکر جمیل

حضور ﷺ نے ولادت باسعادت کا ذکر جمیل خود فرمایا۔

☆ حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے گویا کہ حضرت عباسؓ نے دشمنوں کا کوئی طعن سن رکھا تھا۔ نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے فرمایا میں کون ہوں صحابہ نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب

ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا مجھ کو بہترین خلقت میں پیدا کیا پھر ان کے دو گروہ بنادیئے مجھ کو ان کے بہترین فرقہ میں کیا پھر ان کو قبائل میں تقسیم کر دیا مجھ کو بہترین قبیلہ میں کر دیا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے مجھ کو بہترین گھرانے میں پیدا کیا۔ میں بہترین ذات کا اور بہترین حسب والا ہوں۔ (ترمذی شریف)

☆ حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چن لیا۔ کنانہ سے قریش کو چن لیا اور قریش سے بنو ہاشم کو چنا۔ اور بنو ہاشم میں مجھ کو چن لیا۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے) حضرت ترمذی کی ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اولاد سے اسماعیل کو چن لیا اور اسماعیل کی اولاد سے بنو کنانہ کو چن لیا۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں بنی آدم کے بہترین طبقوں میں پیدا کیا گیا ہوں ایک صدی کے بعد دوسری صدی گذرتی گئی۔ یہاں تک کہ میں اس صدی میں پیدا ہوا۔ جس میں پیدا ہوا۔ (بخاری شریف)

☆ حضرت عرباضؓ بن ساریہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے ہاں میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں پڑے تھے۔ میں تم کو اپنے امر کی ابتداء بتلاتا ہوں کہ حضرت ابراہیم کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا خواب ہوں کہ جب میں پیدا ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک نور ان سے نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (رواہ احمد)

صحابہ کرامؓ اور ذکر انبیاءؑ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہؓ بیٹھے ہوئے تھے آپ باہر سے تشریف لائے ان کے نزدیک ہوئے سنا کہ وہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں ایک کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرا کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا۔ ایک کہہ رہا ہے عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں ایک نے کہا کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔ رسول اللہ ﷺ ان پر نکلے اور فرمایا کہ جو کچھ تم نے کہا ہے میں نے سن لیا ہے اور تم تعجب کا اظہار کر رہے تھے کہ ابراہیم خلیل ہیں یہ درست ہے اور موسیٰ اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرنیوالے ہیں یہ بھی درست ہے اور عیسیٰ روح اللہ ہیں یہ بھی ٹھیک ہے اور آدم کو اللہ نے چن لیا۔ خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں اور فخر سے نہیں کہتا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور فخر سے نہیں کہتا آدمؑ اور دوسرے نبی اس کے نیچے ہوں گے۔ میں پہلا سفارش کرنیوالا ہوں اور پہلا ہوں جس کی سفارش قبول کی گئی ہے۔ اور فخر سے نہیں کہتا اور میں پہلا ہوں جو جنت کے حلقے ہلاؤں گا۔ میرے لیے وہ کھولا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس میں داخل فرمائے گا میرے ساتھ فقراء مومن ہوں گے اور کوئی فخر نہیں ہے میں اگلوں اور پچھلوں میں سے اللہ کے نزدیک معزز ترین ہوں کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی)

صاحب مرقاۃ اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سابقہ انبیاء علیہم السلام کے مقام اور مرتبہ کی تصدیق فرمائی۔

ثم نبه علی انه افضلهم واکملهم وجامع لما کانو امتفرقا فیهم.

(مشکوۃ حاشیہ ص 513)

آخر میں آپ ؐ نے متنبہ فرمایا کہ وہ ان سب سے افضل اور اکمل ہیں اور وہ مقام جو ان سب (انبیاء) کو عطا ہوئے وہ ان سب کے جامع ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے اپنی مجلس میں ذکر انبیاء علیہم السلام کا اہتمام فرمایا۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ ذکر انبیاء فرمایا صحابہ کرام جن کمالات کے ذکر خیر سے انبیاء علیہم السلام کو خراج عقیدت پیش کر چکے تھے۔ حضور نے ان کی تصدیق فرمائی۔ اور آخر میں اپنا ذکر خیر بھی فرمایا۔

صاحب لولاک...... فضل عظیم

☆ حضرت سلمانؓ کی حدیث پاک میں جس کی روایت ابن عساکر نے کی ہے یوں ارشاد ہے۔

قال هبط جبرائیلؑ علی النبی ﷺ فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراهیمؑ خلیلا فقد اتخذ تک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واهلها لاعرفهم کرامتک ومنزلتک ولولاک ما خلقت الدنیا.

(مواہب ص 12، ج 1)

حضرت جبرائیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس نازل ہوئے اور عرض کیا کہ تحقیق آپ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا تھا تحقیق آپ کو میں نے اپنا حبیب اختیار کیا ہے اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی کہ وہ میرے نزدیک آپ سے زیادہ مکرم ہو میں نے اہل دنیا کو اس واسطے پیدا کیا ہے۔ تا کہ آپ کی وہ کرامت اور منزلت جو میرے نزدیک ہے ان کو اس کی معرفت کراؤں۔ اے محمد ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا (سبحان اللہ ما اکرمک)

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانیوالی ہے

تشریح: اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات پاک جو علیٰ کل شئی قدیر ہے۔ اس نے اپنے حبیب ﷺ کو کتنی شان و عظمت قدر و منزلت سے نوازا ہوگا۔ دراں حالیکہ مخلوق کو اپنے محبوب کی کرامت و منزلت کی معرفت کرائی ہو (دکھائی ہو)۔

☆ قرآن پاک میں ہے۔

وکان فضل الله علیک عظیما.

اور آپ ؐ پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فضل عظیم ہے۔

☆ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں۔

حارت العقول فی تقدیر فضله علیه وخرست الالسن دون وصف یحیط بذالک.

(الشفاء ص 135، ج 1)

حضورؐ پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا جو فضل عظیم ہے عقلیں اس کا اندازہ کرنے اور زبانیں اسے بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

☆ علامہ خفاجی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ومایکون عنده تعالیٰ عظیما کیف یعلمه سواه. (نسیم الریاض ص 8، ج 2)

اور جو فضل اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم ہو اس کی عظمت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کون جان سکتا ہے۔

محفل میلاد اور اس کی شان وعظمت

آؤ مشتاقان محفل ، محفل میلاد میں ، رحمتیں بیحد ہیں نازل محفل میلاد میں
عطر ملنا ، بانٹنا شیرینی ، سلگانا بخور ہیں یہ امت کے مشاغل محفل میلاد میں
ذکر حق ، نعت پیمبر ، اجتماع مومنین جمع ہیں یہ سب فضائل محفل میلاد میں
گھر میں جب دھوپ آگئی گویا کہ سورج آگیا خود بدولت خود ہیں شامل محفل میلاد میں
قاری میلاد جب اٹھ کر لگے پڑھنے سلام سب اٹھے محفل کی محفل محفل میلاد میں
حیف اس پر جب کھڑے سب ہوں تو وہ بیٹھا رہے ہو کے پابند سلاسل محفل میلاد میں

کچھ تو اس محفل میں پایا ہے جو یوں آداب سے
سر کے بل آتا ہے بیدل محفل میلاد میں

☆......☆......☆

میلاد نبی کی ہر محفل عنوان عبادت ہوتی ہے ہر اہل محبت کو حاصل عرفان کی دولت ہوتی ہے
محبوب خدا یہ کون ہوا؟ معراج کا دولہا کون بنا یہ کون جہاں میں آتا ہے یہ کس کی ولادت ہوتی ہے
اس واسطے حضرت کا سایا از اللہ میں پڑا ہے ہمدم سائے کے زمیں پر پڑنے سے ہیں حالات ہوتی ہے
جینا بھی تمہارے سائے میں مرنا بھی تمہارے سائے میں سرکار تمہارے سائے کی ہر لمحہ ضرورت ہوتی ہے
دیکھے کوئی سمجھے تو کوئی آئے تو کوئی اس محفل میں اس محفل اقدس کی شرکت اسرار حقیقت ہوتی ہے
چلتی ہے شفاعت کی آندھی میدان قیامت میں ہمدم بخشش کی نہ ہو امید جسے اس کی بھی شفاعت ہوتی ہے

تورات میں پڑھ قرآن میں پڑھ ایمان کے سب اوراق میں پڑھ
محمود نبی کی اے محمود اس شان سے مدحت ہوتی ہے

صحابہ کرامؓ اور محافل میلاد

☆ حضرت عامر انصاریؓ اور محفل میلاد۔

عن ابی الدرداء مرمع النبی ﷺ الی بیت عامر انصاری و کان یعلم وقائع ولا دته علیه السلام لابنائه وعشیرته ویقول هذا الیوم هذا الیوم فقال علیه الصلوۃ والسلام ان الله فتح لک ابواب الرحمة وملئکتة کلهم یستغفرون لک من فعل فعلک نجی نجاتک. (تنویر)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ حضور کے ہمراہ حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے وہ اپنے گھر میں اپنی قوم اور اپنے بچوں کو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات کی تعلیم دے رہے تھے اور کہتے تھے کہ آج کا دن ، آج کا دن حضورؐ نے فرمایا: اللہ نے تیرے واسطے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں۔ اور ملائکہ تیرے واسطے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور (فرمایا جو شخص بھی) تیرے اس کام جیسا کام کریگا وہ بھی نجات پائیگا۔ (تنویر)

حضرت عامر انصاریؓ اپنے گھر میں محفل میلاد کا انعقاد کر کے اپنی قوم اور اپنی اولاد کو ولادت باسعادت کے واقعات کی تعلیم دے رہے تھے عام معمول کی طرح مجمع کو ولادت باسعادت کے واقعات صرف سنا ہی نہیں رہے تھے بلکہ ان کو تعلیم دے رہے تھے۔ تعلیم کے معنے سکھلانے یاد کرانے کے ہیں۔

☆ قرآن پاک میں ہے۔

وعلم آدم الاسماء کلها. — اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ کو سارے نام سکھلائے۔

حضرت آدمؑ نے ان اسماء کو یاد رکھا تعلیم کے معنے سکھلانے کے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک ولادت باسعادت اور اس موقع پر رونما ہونے والے خارق عادت واقعات کی بڑی اہمیت تھی۔

حضرت عامر ان کی تعلیم دے رہے تھے۔ اور اس عمل پر ان کو کتنا اعزاز نصیب ہوا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

اور ملائکہ تیرے واسطے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور فرمایا (جو شخص بھی تا انقراض عالم) تیرے اس کام جیسا کام کریگا وہ بھی نجات پائیگا۔

حضرت ابن عباسؓ اور محفل میلاد

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ وقائع ولادتہ ﷺ لقوم فیستبشرون ویحمدون اللہ و یصلون علیہ اذجاء النبی ﷺ قال حلت لکم شفاعتی.

(تنویر)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ اپنے گھر میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات اپنی قوم کے سامنے بیان فرما رہے تھے اور وہ خوش ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد وثنا، کرتے تھے۔ اور درود پاک پڑھتے تھے۔ اچانک حضور ﷺ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا تمہارے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔ (سبحان اللہ)

گھر میں محفل میلاد

حضرت عامر انصاری اور عبداللہ بن عباسؓ نے اپنے گھروں میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات اپنی قوم کے سامنے بیان فرمائے۔ ثابت ہوا کہ گھر میں محفل میلاد کا انعقاد کرنا باعث ثواب اور حضور ﷺ کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ نیز محفل میلاد میں ولادت باسعادت کے خارق عادت واقعات کا بیان کرنا خوشی کا اظہار کرنا اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد وثنا کرنا صلوۃ وسلام پڑھنا صحابہ کرامؓ کی سنت ہے۔ الحمدللہ آج تک یہ معمول اسی طرح سے قائم ہے۔ آج بھی محافل میلاد کا انعقاد کر کے انہی معمولات کو ادا کیا جاتا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

حضرت عباسؓ اور محفل میلاد

حضرت خزیم ابن عوسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب میں ہجرت کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت غزوہ تبوک سے مدینہ شریف واپس تشریف لائے تھے۔ تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کی مدح کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کہو اللہ تعالیٰ تمہارا منہ سالم رکھے۔ حضرت عباسؓ نے ایک قصیدہ پڑھا۔ حاکم اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب حضور ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے اور مجلس عام میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت عباسؓ نے اجازت مانگی آپؐ نے دعا کرتے ہوئے انہیں اجازت فرمائی۔ انہوں نے قصیدہ کی صورت میں اشعار پڑھے۔ ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

من قبلها طبت فی الظلال وفی
مستودع حیث یخصف الورق

آپ پیدائش سے پہلے پاک تھے جنت کے درختوں کے سایہ میں اور پشت آدم
میں جبکہ آدم وحوا اپنے ستر چھپانے کیلئے پتے لپیٹتے تھے۔

تشریح: حضرت آدم اور حوا علیہما السلام نے جب شجر ممنوعہ سے پھل کھالیا تھا جس سے جنت کا لباس اتر گیا۔تو دونوں نے درختوں کے پتوں سے بدن کو ڈھانکا۔اس وقت بھی آپ مستودع میں موجود تھے۔ثم ھبطت البلاد لابشر انت ولا مضغۃ ولا علق

پھر آپ زمین پر اترے (صلب آدم میں) اس وقت نہ آپ بشر تھے نہ گوشت کے ٹکڑے اور نہ خون جما ہوا۔

تشریح: شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں ہمیشہ جوہر وے نور بود (آپ ﷺ کے جسم اطہر کا جوہر نور تھا) زمین پر نزول کے وقت آپ نہ بشر تھے نہ گوشت پوست اور نہ جما ہوا خون کیونکہ یہ سارے حالات جنین کے ہیں۔ہبوط الی الارض کے وقت ان کا انتفاء واضح ہے۔

تنقل من صالب الی رحم　　اذا مضے عالم بدا طبق

آپ ﷺ کے جسم اطہر کا جوہر ایک صلب سے دوسرے رحم تک منتقل ہوتا رہا۔جب ایک عالم گذر جاتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔

وردت نار الخلیل مکتتما　　فی صلبہ انت کیف یحترق

آپ وارد ہوئے نار خلیلؑ میں پوشیدہ کیونکہ آپ کا جوہر ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں مخفی تھا۔تو وہ کیسے جلتے۔(چنانچہ آگ گلزار ہوگئی)

زمین چمک گئی

وانت لما ولدت اشرقت الارض . وضاءت بنورک الافق

فنحن فی ذالک الضیاء وفی . النور والسبل الرشاد نخترق

جب آپ پیدا ہوئے زمین چمک گئی اور آفاق روشن ہو گئے

اب ہم اسی روشنی اور نور میں ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں

قارئین کرام! حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ کو اس عمل خیر کی صرف اجازت ہی نہیں فرمائی بلکہ آپ ﷺ نے مجلس میں تشریف رکھتے ہوئے خود بھی ان اشعار کو سماعت فرمایا۔اسی کا نام دین ہے۔　ماثبت من النبی ﷺ قولاً اوفعلاً او تقریراً

مسجد میں محفل میلاد

حاکم اور طبرانی کی روایت کے مطابق حضور ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے اور مجلس عام میں تشریف فرما ہوئے۔حضرت عباسؓ نے مدح کرنے کی اجازت طلب کی۔آپ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے اجازت فرمائی۔حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ کی موجودگی میں آپ ﷺ کی تعریف میں مجلس عام میں مسجد میں اشعار پڑھے۔ہر شعر میں ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا۔معلوم ہوا کہ ولادت باسعادت کے خارق عادت واقعات کا بیان کرنا۔حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے زمانہ سے چلا آ رہا ہے۔

حضرت حسانؓ اور ذکر ولادت

مداح رسول کی شان

حضرت حسان بن ثابتؓ دربار رسالت کے شاعر اور مداح رسول تھے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ مسجد نبوی میں ان کیلئے ممبر رکھتے چادر بچھاتے پھر حضرت حسانؓ آپ ﷺ کے فضائل بیان فرماتے۔

☆ حضور ﷺ نے حضرت حسانؓ کیلئے یوں دعا فرمائی۔

اللھم ایدہ بروح القدس۔ (متفق علیہ) — اے اللہ حضرت حسان کی مدد جبرائیل سے فرما۔

☆ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہے۔

وایدناہ بروح القدس۔ (بقرہ آیت ۲۵۳ ع ۳) — اور مدد فرمائی ہم نے ان کی پاکیزہ روح سے (حضرت جبرائیل سے)

☆ سورۃ مائدہ میں ہے۔

اذایدتک بروح القدس۔ (مائدہ آیت نمبر ۱۱۰) — جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے (جبرائیلؑ سے) حضرت عیسیٰ کی تائید کیلئے ہم نے روح القدس (جبرائیل) کو مقرر کیا حضرت عیسیٰ جہاں تشریف لے جاتے حضرت جبرائیلؑ ان کے ساتھ رہتے۔

حضور ﷺ نے اپنے صحابی حضرت حسانؓ (مداح رسولؐ) کیلئے یہ دعا فرمائی۔ کہ اے اللہ حضرت حسانؓ کی مدد جبرائیل علیہ السلام سے فرما۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کی اس دعا کو منظور بھی فرمایا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا۔ روح القدس (جبرائیل) ہمیشہ تیری مدد کرتے رہیں گے۔ جب تک تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے (قریش کی ہجو کا) جواب دیتا رہیگا (تعریف کرتا رہیگا) (مسلم شریف)

حضرت حسانؓ کیا خوب فرماتے ہیں۔

خلقت مبرا من کل عیب   کانک قد خلقت کما تشاء

(اللہ کے حبیبؐ) آپؐ ہر عیب سے پاک وصاف پیدا کیے گئے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس طرح پیدا فرمایا جس طرح آپ کی مرضی تھی۔

واحسن منک لم ترقط عین   واجمل منک لم تلد النساء

آپؐ سے زیادہ حسین وجمیل کسی آنکھ نے دیکھا نہیں۔ اور آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے جنا نہیں۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

فان ابی و والدتی و عرضی   لعرض محمدٌ منکم وقاء

میرے ماں باپ اور میری آبرو محمد ﷺ کی آبرو بچانے کیلئے قربان ہیں۔

حضرت کعب بن زبیرؓ نے حضور ﷺ کی مدح کرتے ہوئے قصیدہ پڑھا۔ جب حضرت کعبؓ اس شعر پر پہنچے۔

ان الرسول لنور یستضاء به مهند من سیوف الله مسلول

تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔ اس مبارک چادر کو حاصل کرنے کیلئے حضرت معاویہؓ نے دس ہزار درہم کی پیشکش کی۔ مگر حضرت کعبؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی چادر کیلئے میں اپنی ذات پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔ حضرت کعبؓ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ نے ان کے ورثاء سے وہ چادر بیس ہزار درہم میں لے لی۔ اسی چادر کو خلفاء عیدین میں پہنتے تھے۔

حضرت امام بوصیریؒ اور ذکر ولادت

(قصیدہ بردہ شریف میں ذکر ولادت)

امام شرف الدین بوصیری (متوفی ۶۹۴ھ) اپنے قصیدہ بردہ کا سبب تصنیف یوں بیان فرماتے ہیں۔

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے جن میں سے بعضے وزیر زین الدین یعقوب بن زبیر کی درخواست پر تصنیف ہوئے۔ بعد ازاں ایسا اتفاق ہوا کہ میں مرض فالج میں مبتلا ہوگیا۔ اور اس سے میرا نصف بدن بے کار ہوگیا۔ میرے جی میں آیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مدح میں ایک اور قصیدہ لکھوں۔ چنانچہ میں نے یہ قصیدہ بردہ تیار کیا اور بتوسل حضور اکرم ﷺ بارگاہ باری تعالیٰ میں اپنی عافیت کیلئے دعا کی۔ میں نے اس قصیدے کو بار بار پڑھا اور آنحضرت ﷺ کے توسل سے دعا کی اور سو گیا۔ (اب دیکھئے احمد مختار کی مسیحائی اور محمد عربی کی چارہ فرمائی) خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا دست شفا میرے مفلوج حصہ پر پھیرا۔ اور اپنی چادر (بردہ) مبارک مجھ پر ڈال دی۔ آنکھ کھلی تو میں نے اپنے تئیں تندرست وقوی پایا میں نے اس قصیدے کا ذکر کسی سے نہ کیا تھا۔ مگر جب میں صبح کو گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں لکھا ہے۔ میں نے کہا آپ کونسا قصیدہ طلب فرماتے ہیں؟ وہ بولے کہ جو تم نے بحالت مرض لکھا ہے۔ اور اس کا مطلع بھی بتادیا اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم! رات کو یہی قصیدہ میں نے دربار نبوی میں سنا ہے۔ جب یہ پڑھا جارہا تھا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس کو سن کر یوں جھوم رہے تھے جیسا کہ باد نسیم کے جھونکے سے میوہ دار درخت کی شاخیں جھومتی

ہیں۔ حضور انور نے ان کو پسند فرمایا اور پڑھنے والے پر ایک چادر ڈال دی۔ یہ سن کر میں نے اپنا خواب بیان کیا اور یہ قصیدہ اس درویش کو دے دیا۔ اس نے لوگوں سے ذکر دیا اور یہ خواب مشہور ہوگیا۔ (سیرت رسول عربی)

قصیدہ بردہ شریف کے چوتھے فصل کے سارے اشعار میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت اور اس موقع پر ظاہر ہونیوالے خارق عادت واقعات کا ذکر ہے۔ پہلا شعر یوں ہے۔

ابان مولده عن طيب عنصره　　ياطيب مبتدء منه و مختتم

آپ ﷺ کے زمان ولادت نے آپؐ کے عنصری پاکیزگی اور خوبی کو ظاہر کردیا۔ کیا پاکیزگی ہے اول بھی اور آخر بھی۔

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت خارق عادت واقعات امور غریبہ کے ظہور نے آپ ﷺ کی عنصری عمدگی اور پاکیزگی کی حقیقت کو واضح کیا۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی مخلوق کی رشد وہدایت کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ مخلوق کیلئے ان کی تشریف آوری ایک نعمت عظمیٰ ہوتی ہے۔ ان کی ذات مخلوق کیلئے امن وسلامتی کا پیغام ہوتی ہے۔ پیدائش، وفات اور حشر کے دن ایک عام انسان کیلئے بھی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ عام انسانوں کیلئے ان تینوں موقعوں پر وحشت کا امکان ہوتا ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس اکرام سے نوازتے ہیں کہ ان تینوں موقعوں پر ان کو سلامتی عطا فرماتے ہیں۔

☆ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے یوم ولادت پر اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وسلام علیه یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا. (پارہ 16 ع 4)

اور سلامتی ہو ان پر جس روز وہ پیدا ہوئے۔ اور جس روز انتقال کریں گے اور جس روز انہیں اٹھایا جائے گا زندہ کر کے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا. (پارہ 16 ع 5)

اور سلامتی ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے اٹھایا جائیگا زندہ کر کے۔

ان ہر دو آیات کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی ولادت باسعادت کا دن اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خصوصی رحمتوں کا دن ہوتا ہے۔ سلامتی کا دن ہوتا ہے۔

☆ حضور ﷺ جمعہ شریف کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

وفیه خلق ادم.

جمعہ شریف کے دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا

جب یہ مقام دوسرے انبیاء علیہم السلام کی ولادت باسعادت ہونے والے ایام کو حاصل ہے تو حبیب خدا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت والے دن کو کتنا مقام حاصل ہوگا۔

یوم ولادت کی عظمت

حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے سوموار کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اس دن میں پیدا ہوا اور مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (مسلم شریف)

خوشی کا اظہار

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل اور اس کی رحمتوں کے حصول پر خوشی کا اظہار کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں۔

قل بفضل الله وبرحمته فبذالک فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون. (پارہ 11 ع 11)

آپ فرمادیں کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث اس پر خوشی مناؤ۔ یہ خوشی منانا ان چیزوں سے بہتر ہے جنہیں وہ جمع کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضور ﷺ مکہ سے ہجرت فرما مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ دن مقدس ومبارک ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی تھی۔ اور ہم تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

فنحن احق بموسی منکم فصامه وامر بصیامه. (متفق علیہ)

فرمایا کہ ہم موسیٰ کی فتح کا دن منانے میں تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ پس حضورؐ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

حضرت ابن عباسؓ نے ایک دن قرآن پاک کی آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" الآیۃ پڑھی آپ کے پاس ایک یہودی موجود تھا۔ اس نے کہا۔ اگر یہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید مناتے۔ حضرت ابن عباسؓ نے

فرمایا جس دن یہ آیت نازل ہوئی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ جمعہ شریف کا دن اور عرفہ کا دن۔ (مشکوۃ شریف ص 121)

یہودی کا مقصد یہ تھا کہ یہ آیت ایسی عظیم الشان ہے کہ اگر ہم پر نازل ہوتی۔ تو ہم اس کے نزول کے دن کو یوم عید قرار دیتے۔ اس کے جواب میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ ہمارے یہاں اس دن دو عیدیں تھیں معلوم ہوا کہ پہلی امتوں میں بھی شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ جس دن ان کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے کوئی نعمت میسر آتی تو اس دن کو خوشی کا دن مناتی تھیں۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

ربنا انزل علینا مائدۃ(1) من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا و ایۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین. (پارہ 7 ع 5)	اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے ہم سب کیلئے خوشی کا دن (یعنی) ہمارے اگلوں کیلئے بھی اور پچھلوں کیلئے بھی اور (ہو جائے) ایک نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

مائدہ(1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے عرض کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے اور آپ کی رسالت پر یقین ہے آپ آسمان سے ہمارے لئے کھانا نازل ہونے کی دعا فرمادیں۔ تاکہ روٹی کی فکر سے ہمیں نجات ملے اور ہم اطمینان سے اطاعت اور فرمانبرداری کرسکیں۔ حضرت عیسیٰ نے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا کے بعد

دیکھئے حضرت عیسیٰ نے خوان اترنے کے دن کو اگلوں اور پچھلوں کیلئے عید کا دن قرار دیا۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

عید مطلق خوشی اور سرور کے دن کو کہتے ہیں لاولنا واخرنا سے مراد یہ ہے کہ جو اس مائدہ کے نزول سے پہلے ایمان لا چکے اور جو بعد میں ایمان لائیں گے۔ یہ سب کیلئے فرحت و شادمانی کا دن ہوگا۔

حضرت صدر الافاضل مرادآبادی قدس سرہ نے یہاں خوب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو۔ اس روز کو عید منانا اور خوشیاں منانا عبادتیں کرنا شکر الٰہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سید عالم ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اور اظہار فرح و سرور کرنا مستحسن ہے اور مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ (ضیاء القرآن ج اول ص 523)

آسمان سے ایک خوان نازل ہونا شروع ہوا۔ جس کے گرد بادل کے دو ٹکڑے ہوتے تھے۔ خوان حضرت عیسیٰ کے سامنے آکر ٹھہر جاتا۔ حضرت عیسیٰ بسم اللہ خیر الرازقین کہہ کر سرپوش ہٹاتے۔ خوان میں گوشت، روٹی، سبزی سرکہ اور پھل وغیرہ موجود ہوتے تھے۔ سب لوگ اس سے سیر ہو کر کھاتے تھے۔ [illegible] دنوں تک یہ خوان نازل ہوتا رہا۔ صبح کے وقت اترتا اور زوال کے وقت واپس چلا جاتا۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے رسول کی دعا کا کیا اثر تھا۔)

اظہارِ خوشی پر ثواب جزیل

☆ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔

یثاب علیها صاحبها لما فیه من تعظیم قدر النبی ﷺ واظهار الفرح والاستبشار لمولده الشریف ﷺ (حسن المقصد)

محفل میلاد کرنے والا ثواب پاتا ہے اس لیے کہ اس میں حضور ﷺ کی تعظیم ہے۔ اور ولادت باسعادت پر خوشی اور مسرت کا اظہار ہے۔

☆ علامہ صدر الدین بن عمر شافعی کیا خوب فرماتے ہیں۔

ویثاب الانسان بحسب قصده فی اظهار السرور والفرح بمولد النبی ﷺ.

میلاد شریف کے موقع پر ہر انسان کو اپنی نیت کے مطابق خوشی کا اظہار کرنے پر ثواب دیا جاتا ہے۔

عید میلاد پر خوشی منانے کا فائدہ

ابولہب کی ایک لونڈی تھی جس کا نام ثویبہ تھا۔ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی ثویبہ ابولہب کے پاس گئی۔ اور کہا کہ آپ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے بھائی کے گھر بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اپنے بھتیجے (محمد) کی ولادت کی خوشی میں ابولہب نے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ ابولہب مر گیا۔

ہزار ہا لوگ اس سے کھاتے مگر کھانے میں کمی نہ ہوتی تھی۔ نزول مائدہ کی ایک شرط یہ تھی کہ کوئی شخص دوسرے وقت کیلئے بچا کر نہ رکھے۔ لوگوں نے خیانت شروع کر دی اور مائدہ سے بچا کر رکھنا شروع کر دیا۔ وہ لوگ نافرمانی سے باز نہ آئے۔ آخر مائدہ کا نزول روک دیا گیا۔

تو حضرت عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے تقریباً ایک سال بعد اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا۔ اس نے مجھے کہا کہ مرنے کے بعد مجھے آرام نصیب نہیں ہوا۔ بڑے عذاب میں گرفتار ہوں۔ لیکن ہر سوموار کو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔

☆ حضرت عباسؓ اس کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

ان النبی ﷺ ولد یوم الاثنین وکانت ثویبة بشرت ابا لهب بمولده فاعتقها

(فتح الباری ص149 ج9)

کہ سوموار کے دن حضور کی ولادت ہوئی تھی اور ثویبہ نے ابولہب کو حضور کی ولادت کی خوشخبری سنائی تھی اور اس نے اس خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا۔

☆ علامہ قسطلانی ابن الجزری کا قول نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

قال ابن الجزری فاذا کان هذا ابو لهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلة مولد النبی ﷺ به فما حال المسلم الموحد من امته علیه السلام الذی یسر بمولده ویبذل ما تصل الیه قدرته فی محبته ﷺ لعمری انما یکون جزاؤه من الله الکریم ان یدخله بفضله العمیم جنات النعیم.

حضرت ابن جزریؒ فرماتے ہیں۔ جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے۔ جس کے بارے میں قرآن پاک میں مذمت نازل ہوئی۔ باوجود اس کے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں پیر کی رات اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ تو اس موحد امتی کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی میلاد پر خوشی و مسرت کا اظہار کرے اور اپنی وسعت کے مطابق آپ کی محبت کیوجہ سے خرچ کرے مجھے اپنی عمر کی قسم بے شک اس کی جزا رب کریم ضرور دیگا اور اپنے فضل و کرم سے اسے جنت کی نعمتوں میں داخل کریگا۔

محافل میلاد النبی ﷺ مفسرین ومحدثین کرام کی نظر میں

☆ علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں تحریر فرماتے ہیں۔

ومن تعظیمہ عمل المولد اذلم یکن فیہ منکر اقال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب الاظہار الشکر لمولدہ علیہ السلام۔ (روح البیان ص 661 ج5)

میلاد شریف کرنا بھی حضور کی ایک تعظیم ہے جب وہ منکرات سے خالی ہو امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضورؐ کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

☆ علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔

وقد استخرج لہ الحافظ ابن حجر اصلا من السنۃ وکذا الحافظ السیوطی ورد علی الکارھا فی قولہ ان عمل المولد بدعۃ مذمومۃ [1] (روح البیان ص 661 ج5)

حافظ ابن حجرؒ اور حافظ سیوطیؒ نے میلاد شریف کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے۔ جو میلاد شریف کو بدعت سیئہ [1] کہہ کر منع کرتے ہیں۔

---

[1] بدعت سیئہ: وہ بدعت ہے جو سنت کے مخالف ہو شرعی دلائل اس کی تائید نہ کرتے ہوں۔ اور نہ ہی کسی شرعی مصلحت پر مشتمل ہو امام غزالی فرماتے ہیں۔ ہر نو ایجاد بدعت کی ممانعت نہیں بلکہ اس بدعت کی ہے۔ جس کے مقابل کوئی سنت قائم ہو اور باوجود کسی امر شریعت کے موجود رہنے کے اس امر کو دور کر دے۔

بلکہ بعض احوال میں جب اسباب بدل جاویں بدعت کا ایجاد واجب ہو جاتا ہے۔ (مذاق العارفین ص 5 ج 2)

☆ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔

یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ ﷺ الاجتماع والاطعام ونحو ذالک من وجوہ القربات والمسرات۔ (حسن المقصد)

مستحب ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کا شکر مجمع کر کے اور کھانا کھلا کر اور اس کے مثل دیگر اعمال قرب اور اظہار سرور سے بجا لاویں۔

☆ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

بل یحسن فی ایام الشہر کلہا ولیالیہ۔ (مورد الروی)

بہتر ہے کہ میلاد شریف کی محافل مہینے کے کل دنوں میں اور راتوں میں کی جائیں۔

☆ محدث امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں۔

لازال اہل الحرمین الشریفین والمصر والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی ﷺ۔ (المولد النبوی 58)

ہمیشہ مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ مصر شام یمن غرض شرق سے غرب تک تمام بلاد عرب کے باشندے میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔

☆ امام سخاویؒ فرماتے ہیں۔

لازال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شہر مولدہ ﷺ۔ (سبل الہدی ج1 ص 439)

دنیا کے کونے کونے اور مختلف ممالک میں بسنے والے تمام اہل اسلام ہمیشہ سے ربیع الاول کے مہینے میں میلاد کی یاد مناتے ہیں۔

☆ امام قسطلانی فرماتے ہیں۔

لازال اھل السلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ السلام. (مواہب اللدنیہ ج1ص27)

ہمیشہ سے اہل اسلام حضور کی ولادت باسعادت کے مہینے میں محافل میلاد کا اہتمام کرتے آئے ہیں

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

لایزال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ ویعملون الولائم الی اخرہ. (ماثبت من السنۃ ج1ص102)

ہمیشہ مسلمانوں کا یہ دستور ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں صدقات وخیرات اور خوشی کے اظہار کا اہتمام کرتے ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔ میں ہر سال حضورﷺ کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا۔ لیکن ایک سال (بوجہ عسرت) کھانے کا اہتمام نہ کرسکا۔ مگر میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لیکر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کردیے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضورﷺ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپﷺ خوش وخرم تشریف فرما ہیں۔ (الدرالثمین ص40)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں۔

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہے۔ بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص9)

محفل میلاد النبیﷺ کی ظاہری وباطنی برکات

☆ علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی فرماتے ہیں۔

مما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالک العام وبشری عاجلہ بنیل البغیہ والمرام فرحم اللہ امرا اتخذ لیالی شھر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ من فی قلبہ مرض. (مواہب اللدنیہ ج1ص27)

میلاد النبیﷺ کی مجرب چیزوں میں (خواص) سے ایک یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد شریف منایا جائے وہ سال امن سے گزرتا ہے۔ نیز یہ عمل نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی فوری تکمیل میں بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس شخص پر رحم فرمائے۔ جس نے حضورﷺ کی ولادت کے مبارک مہینہ کی راتوں کو بطور عید منایا۔ اور ان لوگوں کی شدت مرض میں اضافہ کیا جس کے دل میں (بغض رسالتُ مآب کے سبب سے لادوا) بیماری ہے۔

مکہ معظمہ میں محفل میلاد رحمت الٰہی اور ملائکہ کا نزول

حضرت شاہ ولی اللہؒ فیوض الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں مکہ معظمہ میں مولد النبیؐ کے مقام پر بارہویں ربیع الاول کو مجلس میں حاضر ہوا جس میں لوگ درود پاک پڑھ رہے تھے اور ولادت شریف کے موقع پر رونما ہونیوالے خارق عادت واقعات کا ذکر بھی کیا جا رہا تھا۔ جن کا مشاہدہ آپ کی بعثت سے قبل ہوا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل سے انوار بلند ہوئے میں نے ان انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی مجلس میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور انوار تھے رحمت الٰہی کے۔ (فیوض الحرمین ص80 تاریخ حبیب الہ ص6)

محافل میلاد اور محبت رسول ﷺ

محافل میلاد محبت رسول ﷺ پیدا کرنے کا خاص ذریعہ ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص اتنے تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (متفق علیہ)

حضور ﷺ کی محبت پر ایمان کا دارومدار ہے۔ آپ ﷺ کی محبت ایمان کی روح ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محبت رسول کی علامت کثرت ذکر

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں۔ ومن علامات محبة النبی ﷺ کثرة ذکرہ. (شفاء شریف)

حضور ﷺ سے محبت کی علامات میں ایک علامت آپ کا ذکر جمیل کثرت سے کرنا بھی ہے۔ من احب شیئا اکثر ذکرہ جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے تو کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے۔

کثرت ذکر کا اہتمام

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب ﷺ کا ذکر جمیل کثرت سے کرانے کے اہتمام فرمادیے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ورفعنا لک ذکرک۔ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا۔

حدیث پاک

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے مجھ سے کہا کہ تحقیق میرا رب اور تمہارا رب تجھ سے فرماتا ہے۔ (اے میرے حبیب) تم جانتے ہو کہ میں نے تیرا ذکر کیسے بلند کیا۔ پس میں نے کہا اللہ خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا میرا ذکر نہیں کیا جاتا مگر تمہارا ذکر میرے ہمراہ کیا جاتا ہے۔ (ابویعلی ابن حیان) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بلندی ذکر ہے کہ اذان میں، اقامت میں، تشہد میں، خطبوں میں ہر جگہ آپ کا ذکر مبارک ہے۔

حدیث قدسی میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں۔

میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کردیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کیساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا۔ پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ (شفاء شریف ص 12 ج 1)

☆ ملا علی قاریؒ اس بارے میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

ولامقام فوق هذا فی المرتبه. (شرح شفاء)

اس سے بڑھ کر مرتبہ میں کوئی مقام نہیں ہوسکتا۔ (جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا)

درود پاک پڑھنے کا حکم

درود پاک پڑھنے کا حکم بھی گویا بلندی ذکر اور کثرت ذکر کا ایک خصوصی اہتمام ہے۔ جس کی مختصر تشریح یوں ہے۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان الله وملئكه يصلون على النبى يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما. (القرآن)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی کریم پر اے ایمان والو تم بھی آپؐ پر درود بھیجا کرو اور سلام عرض کیا کرو۔

ذکر رسولؐ

حضورؐ فرماتے ہیں ۔ جو شخص میرا ذکر کرے اسے چاہیے کہ مجھ پر درود پڑھے۔ (ابویعلیٰ)

درود پاک میں دوام

علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں۔ قرآن پاک کی آیت کریمہ: ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الی آخرہ. یہ جملہ اسمیہ ہے اور اس کی خبر مضارع سے ہے یہ فعل کے دوام اور استمرار مع التجدد پر دال ہے۔ لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے کثیر تعداد فرشتوں کے درود بھیجنے میں دوام ہے۔

سجود ملائکہ اور درود ملائکہ میں نمایاں فرق

علامہ شہاب الدین الخفاجیؒ فرماتے ہیں۔ ملائکہ کے درود پاک پڑھنے میں استمرار اور دوام ہے اور یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو آپؐ کے سوا کسی دوسرے نبی کیلئے نہیں پایا جاتا۔ ملائکہ سے درود پاک پڑھنے کا اعزاز آدم علیہ السلام کیلئے ملائکہ کے سجود سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے کہ آدم علیہ السلام کیلئے تعظیم کا سجدہ ہوا اور ختم ہوگیا۔ لیکن حضورؐ کی ذات اقدس پر درود پاک پڑھنے کا سلسلہ دوام سے جاری ہے۔ (نسیم الریاض)

عبادات میں درود پاک کا امتیازی مقام

حضرت سہل بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ نبی کریمؐ پر درود پاک پڑھنا ساری عبادات میں افضل ہے کیونکہ درود پاک بھیجنے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے ملائکہ شریک ہیں۔ حالانکہ دیگر عبادات میں ایسا نہیں (تفسیر قرطبی)

احسان عظیم

علامہ ابن عابدین تحریر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے مومن بندوں پر احسان فرمایا کہ ان کو بھی اپنے حبیبؐ پر درود پاک پڑھنے کا حکم فرمایا تاکہ ایمان والوں کو زیادہ سے زیادہ فضل وشرف حاصل ہوسکے۔ (شامی)

درود پاک کثرت سے پڑھنے کی عظمت

حضرت عامرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضورﷺ کو دوران خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ جب تک مجھ پر درود پاک پڑھتا رہتا ہے ملائکہ اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ (اس کیلئے مغفرت اور رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں) اب تمہاری مرضی ہے کہ مجھ پر کم درود پڑھو یا زیادہ۔ (شفاء، القول البدیع) وھذا فی الحقیقة حث له علی الاکثار. حقیقت میں یہ حکم درود پاک کثرت سے پڑھنے پر آمادہ کرنے کیلئے ہے۔

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپؐ پر کثرت سے درود پاک پڑھتا ہوں۔ آپؐ فرمائیں کہ میں اس کام کیلئے کتنا وقت مقرر کرلوں۔ حضورؐ نے فرمایا جتنا تم چاہو میں نے عرض کیا چوتھائی وقت۔ حضورؐ نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر اس سے بھی زیادہ پڑھیں تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف

وقت۔ فرمایا جتنا تم چاہو، اگر اس سے بھی زیادہ کرلو تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی تو فرمایا جتنا تم چاہو اگر اس سے بھی زیادہ وقت کرلو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا (یارسول اللہ) میں اپنا سارا وقت حضورؐ پر درود پڑھتا رہوں گا۔ حضورؐ نے فرمایا اگر تو ایسا کرے تب یہ درود تیرے رنج والم کو دور کرنے کیلئے کافی ہے۔ اور تیرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (ترمذی شریف)

درود پاک پڑھنے میں گنتی کی اہمیت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتے ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص صبح (اور پھر) شام دس دس مرتبہ مجھ پر درود پڑھے قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔ (طبرانی)

علامہ سخاوی نقل فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر دس بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور جو شخص مجھ پر سو بار درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور جو محبت اور شوق سے اس سے بھی زیادہ پڑھے تو قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود پاک پڑھا وہ (اتنے تک) نہیں مرے گا جب تک وہ جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے گا۔ (القول البدیع)

درود پاک کے فضائل کا سلسلہ

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی تحریر فرماتے ہیں۔

والاحادیث فی فضل الصلوٰۃ کثیرۃ لاتحصی. (نسیم الریاض)

درود پاک کی فضیلت میں وارد احادیث کثیر تعداد میں ہیں جن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔

درود پاک کے فضائل کا سلسلہ الحمد اللہ کافی وسیع ہے جس کا احاطہ کرنا واقعی ممکن نہیں اس مقام پر صرف اتنا تحریر کرنا مقصود تھا کہ درود پاک کا پڑھنا ذکر رسولؐ کرنا ہے۔ لہٰذا جتنا ممکن ہو درود پاک پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ اسی طرح حضورؐ کا ذکر جمیل کرنے کیلئے منعقد کی جانیوالی مجالس محافل میلاد النبیؐ کے فضائل سن کر ایمان قوی ہوتا ہے اور آپ کی محبت بڑھتی ہے۔ لہٰذا ایسی محافل میں شرکت کرنا ضروری ہے۔

تحدیث نعمت

محافل میلاد کی عظمتوں کا ذکر ہو چکا لیکن یاد رکھیں حضورﷺ کا ذکر جمیل صرف ماہ ربیع الاول میں محافل میلاد تک محدود نہیں۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ زندگی بھر آپﷺ کی ذات اقدس کا چرچا کرتا رہے۔ قرآن پاک سے مزید دو حوالے تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

حضورﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الذین بدلو انعمت اللہ کفرا.

وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا۔

☆ حضرت ابن عباسؓ اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں۔

عن ابن عباسؓ الذین بدلوا نعمة الله کفراً قال هم والله کفار قریش قال عمر وهم قریش ومحمد صلی الله علیه وسلم نعمة الله.

(بخاری ج2 ص566)

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے بدل دیا اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر سے فرمایا ابن عباسؓ نے خدا کی قسم وہ کفار قریش ہیں۔ اور عمرا بن دینارؒ نے فرمایا کہ وہ (بدلنے والے) قریش ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت حضرت محمد ﷺ ہیں۔

حدیث پاک

التحدث بنعمة الله شکر وترکه کفر. اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان کرنا شکر اور اس کا ترک کرنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے احسانات اور اس کی نعمتوں کا چرچا کرنا شرعاً محمود ہے۔ حضورؐ کی ذات اقدس بلاشبہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ لہٰذا اس نعمت عظمیٰ کا چرچا کرنا لوگوں میں آپ ﷺ کی عظمتوں کو کھول کھول کر بیان کرنا اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرنا ہے۔

حضور ﷺ کی ثناء خوانی فرض ہے۔ علامہ قسطلانیؒ کی زبانی

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما ارسلنک الا رحمة للعلمین.

(پارہ نمبر 17 ع 7)

نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کیلئے۔

☆ علامہ قسطلانیؒ کیا خوب فرماتے ہیں۔

لا ینفک احد من انعام رسول الله ﷺ لان الله بعثه رحمة للعلمین فالثناء علیه فرض علیهم لا یتم الاسلام الا به. (مواهب ص355 ج1)

(دنیا میں) کوئی ہستی بھی ایسی نہیں جس کے ساتھ حضور ﷺ کے انعامات شامل نہ ہوں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ کی ثناء خوانی ہر ایک پر فرض ہے اور اس کے بغیر اسلام کی تکمیل ممکن نہیں۔

جو منکر ہے ان کی عطا کا وہ یہ بات بتائے تو
کون ہے وہ جس کے دامن میں اس در کی خیرات نہیں

اقول وباللہ التوفیق۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمایا، مخلوق کیساتھ آپ ﷺ کی رحمت کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ کائنات میں کوئی شیئ بھی ایسی نہیں جس کے شامل حال حضور ﷺ کی رحمت نہ ہو میں کہتا ہوں رحمت دو عالم ﷺ کی رحمت کے حصول کا سلسلہ تو ہر شیئ کیلئے اس کے وجود میں آنے کے بعد کا ہے۔ آپ ﷺ صاحب لولاک بھی ہیں۔ ہر شیئ وجود میں آنے کیلئے آپ ﷺ کی خلقت کی مرہون منت ہے۔

☆ حدیث قدسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں۔

لولاک لما خلقت الافلاک.

(اے محبوب) اگر آپ کو پیدا نہ کیا جاتا تو کائنات کی کوئی شیئ پیدا نہ ہوتی۔

لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم فخر کائنات صاحب لولاک جناب رحمة للعٰلمین ﷺ کی ثناء خوانی کرتے ہوئے آپ ﷺ کو ہدیہ تشکر پیش کریں۔ آپ ﷺ کی یاد میں محافل کا انعقاد کریں۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور سنت پر عمل پیرا ہوں۔ درود پاک کثرت سے پڑھیں۔

نبی الرحمۃ کے وسیلہ سے دعا

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مخلوق کے ساتھ اپنے حبیب ﷺ کی رحمت کا سلسلہ اتنا وسیع فرما رکھا ہے کہ خود آپ ﷺ نے اسی وسیلہ سے دعا مانگنے کا طریقہ سکھلایا۔ دوسرے واقعہ میں یہی طریقہ ایک صحابیؓ نے سکھلایا۔ یہی عمل آج تک امت میں جاری ہے۔

(۱) حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں کہ ایک نابینا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت بخشے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تو چاہے، میں دعا کر دیتا ہوں۔ اور اگر چاہے تو صبر کر۔ صبر تیرے واسطے اچھا ہے اس نے عرض کیا کہ خدا سے دعا فرمائیے۔ آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا کرنا۔

اللھم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمدنبی الرحمة یا محمد انی توجهت بک الیٰ ربی فی حاجتی ھذہ لتقضیٰ لی اللھم فشفعه فی.	یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں۔ اور تیرے نبی نبی الرحمۃ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں یا محمدؐ! میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے۔ اپنی اس ضرورت میں تاکہ وہ پوری ہو۔ یا اللہ! تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

اس حدیث کو ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا ہذا حدیث حسن صحیح غریب۔ امام بیہقی و طبرانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مگر امام بیہقی نے اتنا اور کہا ہے کہ اس نابینا نے ایسا ہی کیا اور بینا ہو گیا۔ (وفاء الوفاء، ص420 ج2)

(۲) ایک شخص کسی حاجت کیلئے حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس آیا کرتا تھا۔ مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہو سکتے اور اس کی حاجت پر غور نہ فرماتے۔ وہ شخص ایک روز حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ حضرت ابن حنیف نے اس سے کہا کہ وضو کر کے مسجد میں جا۔ اور دو رکعت پڑھ کر یوں دعا کر۔ اللھم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمدنبی الرحمةیامحمدانی اتوجه بک الیٰ ربک ان تقضی حاجتی. (یہاں اپنی حاجت کا نام لینا) اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے دروازے پر حاضر ہوا۔ دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اسے اپنے برابر فرش پر بٹھایا۔ اور دریافت حال کر کے اس کے حاجت پوری کر دی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیوں نہ کیا۔ آئندہ جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس آ کر بتا دیا کرو۔ وہ وہاں سے رخصت ہو کر ابن حنیف سے ملا اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ایسی اچھی دعا بتائی۔ ابن حنیف نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے نہیں بتائی۔ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک نابینا نے اپنی بینائی کے جاتے رہنے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا، اگر تم چاہو میں دعا کر دیتا ہوں یا صبر کرو۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے بہت دشواری ہے کوئی میرا عصا پکڑنے والا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دوگانہ ادا کر کے یہ دعا پڑھنا، اللھم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمد الخ. ابن حنیف کا بیان ہے کہ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ شخص آیا۔ گویا اس کو کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی۔ (وفاء الوفاء ص420 ج2)

امت مسلمہ کا عمل

اللھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبیک محمدؐ نبی الرحمۃ. (الیٰ آخرہ) اس دعا کو پڑھنے کا عمل آج تک امت مسلمہ میں جاری ہے۔

(۱) علامہ نبہانیؒ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص عبدالملک بن سعید کے پاس آیا اس شخص کا پیٹ ٹٹولا اور کہا کہ تجھے لاعلاج بیماری ہے۔ یہ سن کر وہ شخص لوٹ آیا۔ مندرجہ بالا دعا پڑھ کر اپنی صحت اور عافیت کیلئے دعا کی دعا کے بعد پھر عبدالملک کے پاس گیا۔ عبدالملک نے اس کا پیٹ ٹٹولا تو کہا اب آپ تو تندرست ہیں۔ اب تجھے کوئی بیماری نہیں (حجۃ اللہ علی العالمین)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور رحمۃ العالمین ﷺ کے وسیلہ سے دعا کو قبول فرمایا اور سائل کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائی۔

(۲) علامہ الشیخ حسن بن عمار المتوفی 1069ھ نے کسی حاجت کے پیش آنے کے وقت دو رکعت صلوٰۃ حاجت پڑھنے کے بعد اسی دعا کو پڑھنے کیلئے کہا ہے۔ ہاں البتہ علامہ موصوف نے ربی کی جگہ ربک تحریر فرمایا ہے۔ (مراقی الفلاح، ص 77)

(۳) عملیات مجربہ خاندان عزیزیہ حصہ دوم میں صفحہ سات آٹھ پر نماز دعا الحاجۃ کے عنوان سے نماز کے بعد اسی دعا کو پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ نیز اس نابینا کی آمد کا ذکر بھی ہے۔ جس کو حضور ﷺ نے یہ دعا سکھلائی تھی۔

آخری گذارش

میلاد النبی ﷺ کے نام سے منعقد ہونیوالی محافل، جلسے، اجتماعات، بلاشبہ تبلیغ دین کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ ان اجتماعات کو غنیمت سمجھیں۔ ان اجتماعات میں شرکت فرما دیں۔ علماء کرام لوگوں کو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر ہونیوالے خارق عادت واقعات سے آگاہ فرمادیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سیرت طیبہ کے ہر پہلو اخلاق و آداب، عبادات و معاملات وغیرہ سے لوگوں کو روشناس فرمائیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائیں۔ اسی میں ہم سب کی کامیابی ہے۔ فتنہ وفساد کے اس دور میں آپ ﷺ کی ایک سنت کو زندہ کرنا اس پر عمل پیرا ہونا سو شہیدوں کے ثواب کا موجب ہے۔ ارشاد گرامی ہے۔ "من تمسک بسنتی عندفساد امتی فله اجر مائة شهيد" اللہ تعالیٰ جل شانہ ہم سب کو آپ ﷺ کی سچی محبت اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

دعا کی درخواست

آخر میں آپ سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے گریہ وزاری سے عجز و نیاز سے عاجزی وانکساری سے رحمتہ اللعالمین کے وسیلہ سے آپ ﷺ کی ارشاد کردہ اسی دعا اللھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبیک محمدنبی الرحمۃ یامحمد ﷺ انی توجھت بک الیٰ ربک فی حاجتی ھذہ لتقضیٰ لی اللھم فشفعہ فی (مراقی الفلاح، ص77) سے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ میری اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اپنے حبیب ﷺ کی خوشنودی کا باعث بنائے۔ اور مسلمانوں کیلئے نافع اور مفید فرمائے۔ آمین ثم آمین و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمدٌ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

احقر العباد

رضا محمد شاہ ہاشمی خطیب جامع مسجد سنٹرل جیل میانوالی

ساکن واندھی آرائیاں والی میانوالی

شمائل وفضائل نبویؐ پر مشتمل چہل احادیث

حضور ﷺ کے شمائل وفضائل پر مشتمل امور دینیہ کے بارے میں علامہ محدث عبدالروف المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ کی کتاب کنوز الحقائق سے انتخاب کردہ چالیس احادیث مبارکہ

حدیث پاک: حضرت علی اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے: حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص میری امت کے فائدہ کیلئے دینی امور کے بارے میں چالیس احادیث یاد کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو فقہاء اور علماء کے زمرہ سے اٹھائیگا۔

اس بشارت کوسن کر بزرگان دین نے جدا جدا طریقہ سے چالیس چالیس حدیثیں جمع کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سب کو فقہاء اور علماء کے زمرہ میں محشور فرمائے آمین۔ اسی طرح سے میں نے بھی چالیس احادیث مبارکہ جمع کی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ایمان والوں کو اس سے نفع عطا فرمائے اور اپنے محبوب ﷺ کی خوشنودی کا باعث بنائے۔ حضور ﷺ کی امت کے فقہاء اور علماء سے ناچیز (خادم العلماء) کا حشر فرمائے اور کتاب ہذا کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وماذالک علی اللہ بعزیز

(۱) کنت اول الناس فی الخلق وآخر ھم فی البعث. (کنوز الحقائق)

حضور ﷺ نے فرمایا میں خلقت میں لوگوں سے اول اور بعثت میں آخری (رسول) ہوں۔

(۲) کان وجھہ مثل الشمس والقمر وکان مستدیراً.

حضور ﷺ کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح چمکتا تھا اور گول تھا۔

(۳) کان اذا سر استنار وجهه کانه قطعة قمر.

حضور ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ اس طرح چمکتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

(۴) کان یری باللیل فی الظلمة کمایری بالنهار.

حضور ﷺ اندھیری رات میں روز روشن کی طرح دیکھتے تھے۔

(۵) اعدلوا صفوفکم فانی اراکم من خلفی.

حضور ﷺ نے فرمایا اپنی صفیں درست رکھا کرو کیونکہ میں اپنے پیچھے سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔

(۶) ان علمی بعد موتی کعلمی بالحیاة.

میرا علم موت کے بعد ایسا ہے جیسا زندگی میں ہے۔

(۷) کان لا یطیل الموعظة یوم الجمعة.

حضور ﷺ جمعہ کے دن وعظ کو طول نہیں دیتے تھے۔

(۸) کان اذا بمکة صلی بعد الجمعة ستا.

حضور ﷺ جب مکہ مکرمہ میں تھے تو جمعہ کے بعد چھ رکعت پڑھتے تھے۔

(۹) کان اذا استجد ثوبا لبسه یوم الجمعة.

حضور ﷺ جب نیا کپڑا بنواتے تو اسے جمعہ کے دن پہنتے۔

(۱۰) کان اذا لبس قمیصاً بدأ بمیامنه.

حضور ﷺ جب کرتہ پہنتے تو اپنی دائیں طرف سے شروع کرتے۔

(۱۱) کان اذا ختم القرآن یقرأ من اول القرآن خمس آیات.

رسول اللہ ﷺ جب قرآن پاک ختم کرتے تو اول قرآن سے پانچ آیات پڑھتے۔

(۱۲) کان اذا ختم جمع اهله و دعا.

حضور ﷺ جب قرآن پاک کا ختم کرتے تو اپنے اہل کو بلاتے اور دعا مانگتے۔

(۱۳) کان اذا دعا فرفع یدیه مسح وجهه بهما.

حضور ﷺ جب دعا مانگتے ہاتھ اٹھاتے پھر ان کو چہرہ پر پھیر لیتے۔

(۱۴) کان اذا مشیٰ لم یلتفت.

حضور ﷺ جب چلتے تو ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے۔

(۱۵) کان اذا دخل المرفق لبس حذاءه وغطی راسه.

حضور ﷺ جب بیت الخلاء کو جاتے جوتی پہنتے اور سر کو ڈھانپ لیتے۔

(۱۶) کان یتوضأ لکل صلوٰة طاهراً او غیر طاهر.

حضور ﷺ ہر نماز کیلئے وضو کیا کرتے تھے چاہے باوضو ہوتے یا بغیر وضو۔

(۱۷) کان یحب التیامن فی الوضوء والانتعال.

حضور ﷺ دائیں طرف سے ابتداء کرنے کو وضوء اور جوتا پہننے میں پسند فرماتے۔

(۱۸) کان اذا توضأ حرک خاتمه.

حضور ﷺ جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو ہلا دیتے۔

(۱۹) کان اذا توضأ خلل اصابعه ولحیته.

حضور ﷺ جب وضو کرتے تو اپنی انگلیوں اور داڑھی کا خلال کرتے۔

(۲۰) کان اذا توضأ اخذ کفا فنضح به فرجه.

حضور ﷺ جب وضو کر لیتے تو چلو پانی لیکر اپنی شرمگاہ پر چھڑک دیتے۔

(۲۱) کان اذا توضأ شرب فضل وضوئه قائما.

حضور ﷺ جب وضو کرتے تو وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیا کرتے۔

(۲۲) کان اذا شرب تنفس ثلاثاً.

حضور ﷺ جب پانی پیتے تو تین دفعہ سانس لیا کرتے۔

(۲۳) کان لایتوضا بعد الغسل.

حضور ﷺ غسل کرنے کے بعد وضو نہ کرتے۔

(۲۴) کان یغتسل یوم الفطر ویوم الاضحی.

حضور ﷺ عیدالفطر اور عیدالضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

(۲۵) کان اذا خرج یوم العید من طریق رجع من غیرہ.

حضور ﷺ عید کے روز ایک راستے سے نکلتے اور دوسرے راستے سے واپس لوٹتے۔

(۲۶) کان اذا زوج او تزوج نشر تمراً.

حضور ﷺ جب نکاح کرتے یا کراتے تو کھجوریں پھینکا کرتے تھے۔

(۲۷) کان یعجبہ النظر الی الخضرۃ والماء الجاری.

حضور ﷺ کو سبزہ اور جاری پانی کا دیکھنا مرغوب تھا۔

(۲۸) کان کثیر العرق.

آپ ﷺ کو پسینہ زیادہ آتا تھا۔

(۲۹) کان یکثر تسریح لحیتہ.

آپ ﷺ داڑھی کو بہت کنگھی کیا کرتے تھے۔

(۳۰) کان یکتحل وھو صائم.

حضور ﷺ روزہ کی حالت میں سرمہ لگاتے تھے۔

(۳۱) کان یستاک وھو صائم.

حضور ﷺ روزہ کی حالت میں مسواک کیا کرتے تھے۔

(۳۲) کان یکثر من اکل الدباء.

حضور ﷺ کدو زیادہ کھایا کرتے تھے۔

(۳۳) کان لاینخل لہ الدقیق.

آپ ﷺ کیلئے آٹا نہیں چھانا جاتا تھا۔

(۳۴) کان اذا اکل طعاماً لعق اصابعہ.

آپ ﷺ جب کھانا کھالیتے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لیتے۔

(۳۵) مامن نبی یمرض الاخیر بین الدنیا والآخرہ.

کوئی نبی بیمار نہیں ہوتا مگر اسے دنیا یا آخرت میں رہنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔

(۳۶) لایقبض النبی الافی احب الامکنۃ الیہ.

نبی کی روح اس جگہ قبض کی جاتی ہے جو اس کے نزدیک سب جگہوں سے زیادہ محبوب ہو۔

(۳۷) انا اول من تنشق عنہ الارض ولافخر.

میں وہ ہوں کہ جس کیلئے سب سے پہلے زمین کھلے گی اور اس میں فخر نہیں کر رہا۔

(۳۸) انا اول من یوذن لہ فی السجود.

قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

(۳۹) انا اول شفیع یوم القیامۃ.

قیامت کے دن سب سے پہلے میں شفاعت کرونگا۔

(۴۰) انااول من يدخل الجنة يوم القيامة.

قیامت کے دن سب سے پہلے میں جنت میں داخل ہونگا۔

☆ انا ابوالقاسم اللہ یعطی وانا اقسم۔

میں ابوالقاسم ہوں اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

☆ اهل الجنة يدعون باسمائهم الا آدم فانه يكنى ابامحمد.

تمام اہل جنت اپنے ناموں سے بلائے جائیں گے مگر حضرت آدم علیہ السلام کو ابومحمدؑ سے بلایا جائیگا۔

☆ اهل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون منهم امتى.

اہل جنت کی ایک سوبیس (۱۲۰) صفیں ہونگی ان میں سے اسی (۸۰) میری امت کی ہونگی۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم

نہایت ہی قابل توجہ فقہی مسائل

☆ پاخانہ پیشاب کرنے کیلئے بیت الخلاء میں ننگے سرداخل نہ ہوں۔ (مراقی الفلاح)

☆ قضائے حاجت کیلئے قبلہ شریف کی طرف منہ یا پشت کرکے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆ اگر کوئی شخص بھول کر قبلہ رخ بیٹھ جائے اگر قضائے حاجت کے دوران یاد آجائے تو پھر جائے۔

☆ پاخانہ اور پیشاب کرانے کیلئے چھوٹے بچے کو بھی قبلہ رخ نہ بٹھائیں۔

☆ مسجد کی قبلہ والی دیوار کا بیت الخلاء، حمام اور وضو کی جگہ کی طرف ہونا مکروہ ہے۔ (اوراسی طرح مسجد کی قبلہ والی دیوار کیساتھ بیت الخلاء، حمام اور وضو کی جگہ بنانا مکروہ ہے۔) (فتاوی سراجیہ)

☆ سوتے جاگتے وقت قبلہ شریف کی طرف پاؤں لمبے کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح قرآن پاک اور فقہ کی کتابوں کی طرف بھی پاؤں لمبے کرنا مکروہ ہے۔ (فتح القدیر)

☆ جان بوجھ کر سستی اور کاہلی کرتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (قاضی خان)

☆ نماز باجماعت پڑھنے کیلئے جو لوگ تکبیر کے وقت مسجد میں موجود ہوں بیٹھے رہیں جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے تو اٹھیں اور یہی حکم امام کیلئے بھی ہے۔ (عالمگیری)

☆ اقامت کہنے کے وقت اگر کوئی شخص آیا تو اس کو کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ بیٹھ جائے جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔ (عالمگیری، شرح وقایہ، مراقی الفلاح)

☆ امام اور منفرد کیلئے ہر رکعت کی ابتدا میں بسم اللہ شریف کا پڑھنا سنت ہے۔ (مراقی الفلاح)

☆ عیدین کی تکبیرات کہتے وقت امام صاحب ہر تکبیر کہنے کے بعد تین مرتبہ تکبیر کہنے کی مقدار سکوت کرے۔ (مراقی الفلاح)

☆ نابالغ بچے کی امامت میں نماز تراویح اور نوافل پڑھنا جائز نہیں۔ (قاضی خان)

☆ امام کے ساتھ کچھ تراویح پڑھی ہوں یا بالکل نہ پڑھی ہوں۔ہاں البتہ فرض پڑھ لئے ہوں تو وتر باجماعت پڑھ سکتے ہیں۔وتر باجماعت پڑھ کر بقایا تراویح پڑھیں۔

☆ پہلی رکعت سے دوسری رکعت کو قرأت زیادہ کر کے لمبا کرنا مکروہ ہے۔(مراقی الفلاح، قاضی خان)

☆ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنے کی صورت میں اگر وقفہ کرنا ہو تو کم از کم دو سورتوں کا وقفہ کریں۔ایک سورۃ کا وقفہ کرنا مکروہ ہے۔(مراقی الفلاح)

☆ نماز میں قرأت کرنے کیلئے ترتیب کا خیال رکھیں ترتیب کو چھوڑ کر قرأت کرنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔مثلاً پہلی رکعت میں سورۃ قریش اور دوسری رکعت سورۃ فیل یا اس سے پیچھے قرأت کرنے سے نماز مکروہ ہوگی۔(مراقی الفلاح)

☆ سجدہ کی حالت میں ایک پاؤں کا زمین سے اٹھانا مکروہ اور دونوں پاؤں کا اٹھانا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔(قاضی خان)

☆ اذان کی طرح اقامت اور بچے کے کان میں اذان کہنے کیلئے حی علی الصلاۃ کے وقت دائیں طرف اور حی علی الفلاح کہنے کے وقت بائیں طرف التفات کیا جائے۔(ردالمختار)

☆ عورت کو سر کے بال کٹوانا ناجائز اور گناہ ہے۔ایسی عورت پر لعنت آئی ہے۔شوہر نے بال کٹوانے کیلئے کہا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔(درمختار، بہار شریعت)

☆ عورت نے عورت کے منہ یا رخسار کو بوقت ملاقات یا بوقت رخصت بوسہ دیا یہ مکروہ ہے۔(درمختار، بہار شریعت)

☆ نماز تراویح وقت کی سنت ہیں۔روزہ کی سنت نہیں۔اگر آدمی مجبوری اور معذوری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا لیکن تراویح پڑھ سکتا ہے تو اسے تراویح پڑھنی ہوگی۔(مراقی الفلاح)

☆ ماہ شوال کے روزے متفرق رکھنا بہتر ہے۔(قاضی خان)

☆ دعا مانگنے کیلئے ہاتھ سینے تک اٹھائے جائیں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان فاصلہ رکھا جائے۔اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔(شامی)

☆ ایک آدمی کا صدقۃ الفطر ایک مسکین سے زائد مساکین کو دینے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔اکثر فقہاء نے ایک آدمی کا صدقۃ الفطر ایک مسکین کو دینا ضروری لکھا ہے۔فرماتے ہیں۔ایک آدمی کا صدقۃ الفطر دو مسکینوں یا اس سے زیادہ مساکین پر تقسیم کرنا جائز نہیں۔ہاں البتہ ایک سے زیادہ آدمیوں کا صدقۃ الفطر ایک مسکین کو دینا جائز ہے۔(عالمگیری)

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

احقر العباد

رضا محمد شاہ ہاشمی وانڈھی آرائیانوالی، میانوالی

نعت رسول مقبول ﷺ

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہوگا
آپ آئیں تو میرے گھر میں اجالا ہوگا

حشر میں اس کو بھی کملی میں چھپالیں گے حضورؐ
جس گنہگار کو ہر ایک نے ٹالا ہوگا

عشق سرکار کی اک شمع جلا لو دل میں
بعد مرنے کے لحد میں بھی اجالا ہوگا

حشر میں ہوگا وہ سرکار کے جھنڈے تلے
جس کے عیبوں کو زمانے نے اچھالا ہوگا

صلہ نعت نبی پائے گا جس دن خالد
وہ کرم دیکھنا تم دیکھنے والا ہوگا

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و علیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم

وَاَحسَنُ مِنکَ لَم تَرَ قَطُّ عَینِی

وَاَجمَلُ مِنکَ لَم تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقتَ مُبَرَّاً مِن کُلِّ عَیبٍ

کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ

جمال کرم

مکتبہ جمال کرم

9، مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

042-7324948

0300-4209866